﴿ بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ﴾ ﴿...اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ ﴾ (آل عمران:74) ﴿...عَسٰۤی اَنۡ یَّبۡعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحۡمُوۡدًا ﴾ (بنی اسرائیل:80)

الفضل

ہفت روزہ

انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ: حافظ محمد ظفر اللہ عاجزؔ

جلد 26

جمعۃ المبارک 05/ اپریل 2019ء

28/ رجب 1440 ہجری قمری ☆ 05/ شہادت 1398 ہجری شمسی

شمارہ 14

ارشادِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

عَنۡ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوۡلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم اُنۡصُرۡ اَخَاکَ ظَالِمًا اَوۡ مَظۡلُوۡمًا قَالُوۡا یَا رَسُوۡلَ اللّٰہِ ھٰذَا نَنۡصُرُہٗ مَظۡلُوۡمًا فَکَیۡفَ نَنۡصُرُہٗ ظَالِمًا قَالَ تَاۡخُذُ فَوۡقَ یَدَیۡہِ۔

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ اپنے مسلمان بھائی کی بہر حال امداد کرو خواہ وہ ظالم ہو یا کہ مظلوم ہو۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسولؐ اللہ! مظلوم بھائی کی مدد کا مطلب تو ہم سمجھ گئے مگر ظالم بھائی کی مدد کس طرح کی جائے؟ آپؐ نے فرمایا ظالم بھائی کی مدد اس کے ظلم کے ہاتھ کو روک کر کرو۔ (بخاری)

کلام امام الزمّاں علیہ الصلوٰۃ والسلام

”مہدی کی تعریف میں یہ لکھا ہے کہ وہ زمین کو عدل سے بھر دے گا جیسا کہ وہ ظلم اور جور سے بھری ہوئی تھی اور مسیح آخر الزمان کی نسبت لکھا ہے کہ وہ دوبارہ ایمان اور امن کو دنیا میں قائم کر دے گا اور شرک کو محو کرے گا اور ملل باطلہ کو ہلاک کر دے گا۔ پس اِن حدیثوں کا مآل بھی یہی ہے کہ مہدی اور مسیح کے زمانہ میں وہ ایمان جو زمین پر سے اُٹھ گیا اور ثُریا تک پہنچ گیا تھا پھر دوبارہ قائم کیا جائے گا اور ضرور ہے کہ اوّل زمین ظلم سے پُر ہو جائے اور ایمان اُٹھ جائے کیونکہ جبکہ لکھا ہے کہ تمام زمین ظلم سے بھر جائے گی تو ظاہر ہے کہ ظلم اور ایمان ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتے ناچار ایمان اپنے اصلی مقر کی طرف جو آسمان ہے چلا جائے گا۔ غرض تمام زمین کا ظلم سے بھرنا اور ایمان کا زمین پر سے اُٹھ جانا اس قسم کی مصیبتوں کا زمانہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کے بعد ایک ہی زمانہ ہے جس کو مسیح کا زمانہ یا مہدی کا زمانہ کہتے ہیں“ (تحفہ گولڑویہ، روحانی خزائن جلد 17 صفحہ 115، 116)

امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی مصروفیات

مورخہ 18/ تا 28/ مارچ 2019ء کے دوران حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی گوناگوں مصروفیات کے علاوہ دیگر امور کی ایک جھلک ہدیۂ قارئین ہے:

☆... **18 مارچ بروز سوموار:** آج دیگر دفتری ملاقاتوں کے علاوہ فارغ التحصیل مبلغین جامعہ احمدیہ یوکے کی حضور انور کے ساتھ ملاقات تھی۔ یہ مربیان حضور انور کی ہدایت پر ایک ماہ کے لیے سپین میں تقسیم لٹریچر (Leafletting) کے لیے جا رہے ہیں۔

...اس ملاقات میں حضور انور نے مربیان کو کم از کم 8 لاکھ لیف لیٹس تقسیم کرنے کا ٹارگٹ دیا۔

...ایک مربی صاحب کے سوال کرنے پر کہ لیف لیٹس کیسے تقسیم کیے جائیں؟ حضور انور نے ہدایت فرمائی کہ بہتر یہی ہے کہ لیف لیٹس لوگوں کے ہاتھ میں دیے جائیں۔

... حضور انور نے نمازوں کے حوالہ سے فرمایا کہ اس میں سستی نہیں کرنی۔ نمازِ فجر ہر حالت میں پڑھنی ہے۔

...ایک مربی صاحب نے سوال کیا کہ اگر سپین میں لوگ ہم سے New Zealand attacks کے بارہ میں پوچھیں تو ہم کیا کہیں؟ حضور انور نے فرمایا کہ ہم تمام مذاہب کے خلاف ہر قسم کے ظلم کی مذمّت کرتے ہیں۔

باقی صفحہ نمبر 09 پر

امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی جماعت احمدیہ برطانیہ کی سولھویں سالانہ امن کانفرنس میں بابرکت شمولیت

تقریب میں برطانوی پارلیمنٹ کے دو وزراء اور 4 دیگر ممبرانِ پارلیمنٹ، رائل نیوی (برطانیہ) کے ریئر ایڈمرل (Rear Admiral) اور دیگر افواجِ برطانیہ کے نمائندگان، میٹروپولیٹن پولیس اور سرے پولیس کے وفود، 7/ کاؤنسلز کے سربراہان (میئرز)، دیگر ممالک کے وزرائے مملکت، مختلف ممالک کے سفارتکار، سرکاری عہدیداران اور سول سوسائٹی سے تعلق رکھنے والے دیگر معززین کی شرکت

ٹیلی وژن، اخبارات، سوشل میڈیا اور دیگر ذرائع سے دنیا بھر میں بسنے والے کم از کم چالیس ملین افراد تک اسلام کی خوبصورت، لازوال اور بے مثال تعلیمات کا پرچار

آج دنیا میں دیرپا اور پائیدار امن کا قیام صرف قرآنِ کریم کے بیان کردہ اصولوں کی پیروی سے ممکن ہے

اسلام کی خوبصورت اور بے مثال تعلیم کے مطابق دنیا میں امن کے قیام کے بارہ میں حضورِ انور کا بصیرت افروز خطاب

لندن 09/ مارچ 2019ء (نمائندہ الفضل انٹرنیشنل) امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدّہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 09/ مارچ 2019ء بروز ہفتہ مغربی یورپ کی سب سے بڑی مسجد ’بیت الفتوح‘ مورڈن میں جماعت احمدیہ برطانیہ کی سولھویں سالانہ امن کانفرنس (Peace Symposium) میں شرکت کی اور صدارتی خطاب فرمایا۔ اس تقریب میں تیس سے زائد ممالک سے تعلق رکھنے والے ایک ہزار سے زائد افراد نے شمولیت اختیار کی جن میں سات صد کے قریب غیر احمدی و غیر مسلم مہمان شامل تھے۔

اس موقع پر حضورِ انور نے محترم فریڈ میڈنِک (Fred Mednick) کو احمدیہ مسلم پرائز فار باقی صفحہ نمبر 17 پر

اس شمارہ میں:

☆...خلاصہ خطبہ جمعہ حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 22/ مارچ 2019ء (2) ☆...جراَتوں کی ہوا ضروری ہے (منظوم) (2) ☆... کیا دنیا کے امن کی بنیاد عیسائیت پر رکھی جا سکتی ہے؟ (3) ☆... مبلغین جماعت احمدیہ برطانیہ کا دوسرا سالانہ ریفریشر کورس (4) ☆...خطبہ نکاح فرمودہ امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز (4) ☆...خطبہ جمعہ حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 15/ مارچ 2019ء (05) ☆...جنوبی امریکہ کے ملک سورینام کے مقامی ٹی وی پر ایم ٹی اے کی نشریات کا آغاز (10) ☆...حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا دورۂ امریکہ (11) ☆... حضرت اقدس مسیح موعودؑ کے صنفِ نازک پر احسانات (13) ☆...رپورٹ لندن بک فیئر (15) ☆...تعارف کتاب ’ضرورۃ الامام‘ (16) ☆...الفضل ڈائجسٹ (21) ☆... سولھویں نیشنل پیس سمپوزیم کے موقع پر حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطاب کا اردو ترجمہ (24)

نائب مدیر: فرخ راحیل منیجر: طاہر مہدی امتیاز احمد www.alfazl.org مضامین و آراء کے لیے:- info@alfazlintl.org خریداری و اشتہارات کے لیے:- manager@alfazlintl.org 22 Deer Park Road SW19 3TL London UK

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت کی ضرورت اور افادیت کا تذکرہ

خلاصہ خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ مورخہ 22 /مارچ 2019ء بمقام مسجد بیت الفتوح، مورڈن، یوکے

امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 22/ مارچ 2019ء کو مسجد بیت الفتوح مورڈن میں 23/مارچ (یومِ مسیح موعودؑ) کی مناسبت سے خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا جو مسلم ٹیلی وژن احمدیہ کے توسّط سے پوری دنیا میں نشر کیا گیا۔ جمعہ کی اذان دینے کی سعادت مکرم فیروز عالم صاحب کے حصہ میں آئی۔

تشہد، تعوذ، تسمیہ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضورِ انور نے فرمایا کہ 23 مارچ کا دن یوم مسیح موعودؑ کے حوالے سے یاد رکھا جاتا ہے۔ اس دن آنحضرت ﷺ کی پیشگوئی کے مطابق تمام مذاہب کے ماننے والوں کو آنحضرت ﷺ کی غلامی میں لانے کے لیے حضرت مرزا غلام احمد قادیانیؑ نے مسیح اور مہدی ہونے کا اعلان کیا، اور بیعت کا آغاز فرمایا۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ضرورت زمانہ اور سیدنا حضرت اقدس مسیح موعودؑ کے دعوے کے حوالے سے، آپؑ کے زندگی بخش ارشادات پیش فرمائے۔

آپؑ کے شعر

وقت تھا وقت مسیحا نہ کسی اَور کا وقت
میں نہ آتا تو کوئی اَور ہی آیا ہوتا

کے حوالے سے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ زمانے کی حالت اس بات کی متقاضی تھی کہ کوئی آئے اور اسلام کی ڈوبتی کشتی کو سنبھالے۔ لیکن جب مسیح موعود کی آمد ہوئی تو اکثر مسلمان علماء نے مخالفت کی راہ لی اور عامۃ المسلمین کو جھوٹی کہانیوں اور باتوں سے آپؑ کے خلاف بھڑکایا، یہاں تک کہ قتل کے فتوے دیے جانے لگے۔ آج تک اسلام کے نام پر بعض ممالک میں ظلم و بربریت سے قتل و غارت گری کی ہولناک مثالیں قائم کی جارہی ہیں۔

آیت استخلاف کی روشنی میں امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے حضرت اقدس مسیح موعودؑ کا اقتباس پیش فرمایا۔ حضورِ انور نے فرمایا کہ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب جیسے اہل کشوف نے اس صدی کو بعثت مسیح کا زمانہ قرار دیا۔ بخاری شریف میں آنے والے مسیح کی بڑی علامت یکسر الصلیب ویقتل الخنزیر بیان ہوئی یعنی نزول مسیح کا وقت غلبہ نصاریٰ اور صلیبی پرستش کے زور کا وقت ٹھہرا۔ پس اس وقت اسلام پر کینہ وری سے وحشیانہ حملے کیے گئے۔ حضور انور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ حضرت مسیح موعودؑ کے یہ الفاظ بتاتے ہیں کہ آپؑ پر انگریزوں کا خود کاشتہ پودا ہونے کا اعتراض غیر حقیقی ہے۔

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں کہ اس زمانے میں خدا تعالیٰ نے اپنے دین اور حضرت محمد ﷺ کی تائید میں ایک انسان کو بھیجا تاکہ وہ اس روشنی کی طرف لوگوں کو بلائے۔ تمام اقوام اسلام کو معدوم کرنے کی فکر میں لگی ہوئی ہیں۔ ہندوستان میں مسلمانوں کی تعداد چھ کروڑ ہے اور اسلام کے خلاف چھ کروڑ کتابیں تصنیف و تالیف ہو کر شائع کی گئی ہیں۔ حضور انور نے فرمایا کہ اب تو میڈیا اور سوشل میڈیا کے ذرائع سے یہ کام اور بھی بڑھ چکا ہے۔ اگر انا لہٗ لحٰفظون کا وعدہ صادق نہ ہوتا تو اسلام آج دنیا سے اٹھ جاتا۔ مسلمانوں کو اسلام کی اتنی فکر بھی نہیں جتنی شادی بیاہ کے لیے فکر ہوتی ہے۔ حضورؑ فرماتے ہیں میں اکثر پڑھتا ہوں کہ عیسائی عورتوں میں اپنے دین کی خدمت کے لیے ایسا جوش ہے کہ شاید ہی کوئی مسلمان رکھتا ہو۔ حضور انور نے فرمایا کہ مسلمانوں کی اکثریت کا آج بھی یہی حال ہے۔ اگر کوئی نام نہاد کوشش ہے تو وہ شدت پسندی اور زبردستی اسلام پھیلانے کے لیے ہے۔ اللہ تعالیٰ کی تقدیر میں اب اگر اسلام دنیا میں پھیلنا ہے تو وہ اس کے بھیجے ہوئے فرستادے کے ذریعے ہی پھیلنا ہے۔

آنے والے مسیح موعود کے لیے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولؐ نے جو نشانیاں بیان فرمائی ہیں ان میں ماہ رمضان میں کسوف وخسوف اور ذُوالسّنین ستارے کا ظہور بھی تھا، یہ وہی ستارہ ہے جو مسیح ناصری کے ایام میں طلوع ہوا تھا۔ حضورِ انور ایّدہ اللہ نے سورۃ التکویر کی آیات 2 تا 11 میں موجود پیشگوئیوں کے حوالہ سے فرمایا کہ یہ سب پوری ہو چکی ہیں اور ثابت کرتی ہیں کہ یہ زمانہ مسیح موعود کا زمانہ ہے۔

مسیح موعود کے مبعوث ہونے کے مقام کی نسبت صاحب حجج الکرامہ نے لکھا کہ فتن دجال کا ظہور ہندوستان میں ہو رہا ہے اور یہ لازم تھا کہ ظہور مسیح اسی جگہ ہو جہاں دجال ہو۔ اس مقام کا نام جہاں مسیح کی بعثت ہونا مقصود ہے 'کدعہ' بیان کیا گیا ہے جو فی الحقیقت قادیان کا مخفف ہے۔ اسی طرح ایک لطیف اشارہ حضورؑ کے نام کے اعداد میں بھی پوشیدہ تھا یعنی غلام احمد قادیانی کے عدد بحساب جمل تیرہ سو بنتے ہیں جو اس طرف اشارہ کرتے ہیں کہ اُس نام کا امام چودھویں صدی کے آغاز پر ہوگا۔ پھر مزید نشانات میں حوادث اور آفات بھی ہیں۔ حوادث سماوی قحط، طاعون اور ہیضہ کی صورت میں ظاہر ہوئے جبکہ ارضی حوادث لڑائیاں ہیں۔ اسی طرح لیکھرام کا انجام اور جلسہ مذاہب عالم بھی ایسے نشانات ہیں جن کی مثال ملنا محال ہے۔

حضورِ انور نے فرمایا کہ آنحضرت ﷺ کے ذریعے تکمیل ہدایت کا کام ہوا۔ جبکہ تکمیل اشاعت ہدایت کا کام آپ ﷺ کی آمدِ ثانی میں ہوا، جیسا کہ سورۃ جمعہ میں آخرین منھم سے علم ہوتا ہے کہ یہ آپ ﷺ کی بروزی اور ظلی بعثت ہے۔ جدید ٹیکنالوجی، ڈاکخانوں، تار برقیوں، ریلوں، جہازوں کا اجرا یہ سب آنحضرت ﷺ کی ہی ترقیاں ہیں۔ کیوں کہ اس سے کامل ہدایت کے کمال کا دوسرا جزو تکمیل اشاعت ہدایت پورا ہو رہا ہے۔

حضور انور نے سیدنا حضرت اقدس مسیح موعودؑ کے بارے میں حضرت مصلح موعودؓ کے بعض ارشادات پیش فرمائے کہ حضرت مسیح موعودؑ سے جب کوئی اپنے علاقے میں مخالفت کی شکایت کرتا تو آپؑ فرماتے یہ تمہاری ترقی کی علامت ہے۔ تمام مذاہب اور اقوام، مولوی اور گدی نشین، امراء اور خواص سب حضرت مسیح موعودؑ کے مخالف تھے پھر بھی آپؑ نے مقابلے کو جاری رکھا۔ حضورِ انور نے فرمایا لیکن ہوا کیا، آج آپؑ کا نام دنیا کے 212 ممالک میں لیا جاتا ہے۔

حضرت مصلح موعودؓ ایک اور صداقت کا نشان بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ آپؑ کا وجود ہمارے لیے آیات مبینات ہے۔ کرم دین بھیں والے مقدمے میں جب خواجہ کمال الدین صاحب کے ذریعے علم ہوا کہ ہندو مجسٹریٹ نے سزا دینے کا پختہ ارادہ کر لیا ہے۔ آپؑ نے فرمایا خواجہ صاحب خدا کے شیر پر کون ہاتھ ڈال سکتا ہے! میں خدا کا شیر ہوں وہ مجھ پر ہاتھ ڈال کر تو دیکھے۔ یکے بعد دیگرے یہ مقدمہ دو مجسٹریٹ صاحبان کے سامنے پیش ہوا اور ان دونوں کو بڑی سخت سزا ملی۔ ایک ان میں سے معطل ہوا جبکہ دوسرے کا بیٹا دریا میں ڈوب کر مر گیا اور وہ اسی غم میں نیم پاگل ہو گیا۔

حضور انور نے، حضرت مصلح موعودؓ کے حوالے سے نظام الدین صاحب جو حضرت اقدس مسیح موعودؑ اور محمد حسین بٹالوی صاحب کے مشترکہ دوست تھے کا واقعہ بیان کیا کہ جو حضورؑ سے متعلق نیک ظنی رکھتے تھے۔ وہ اپنی سادگی میں حضورؑ سے یہ وعدہ لے آئے کہ اگر آپؑ کو قرآن سے حضرت عیسیٰؑ کے آسمان پر جانے کی دس آیات دکھادی جائیں تو آپؑ حیات مسیح کے قائل ہو جائیں گے۔ جب مولوی محمد حسین بٹالوی صاحب کو یہ پیغام دیا تو مولوی صاحب جن کی طبیعت میں بڑا غصہ تھا کہنے لگے کمبخت تُو نے میرا سارا کام خراب کر دیا۔ میں دو مہینے سے بحث کر کے ان کو حدیث کی طرف لایا تھا اب تو پھر قرآن کی طرف لے گیا ہے۔ جب مولوی صاحب یہ باتیں کہہ چکے تو مولوی نظام الدین صاحب نے کہا کہ جدھر قرآن ہے اُدھر ہی میں بھی ہوں، یہ کہہ کر وہ قادیان آئے اور حضرت مسیح موعودؑ کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔

اس کے بعد حضور انور نے 15 مارچ کو نیوزی لینڈ میں ہونے والے افسوسناک واقعے کا تذکرہ فرمایا۔ حضور انور نے نیوزی لینڈ کی حکومت اور خاص طور پر وزیر اعظم نیوزی لینڈ کے اعلیٰ اخلاق کو سراہا۔ فرمایا کہ کاش مسلمان حکومتیں بھی اس سے سبق لیں اور مذہبی منافرت کو ختم کرنے میں اپنا کردار ادا کریں۔ نیوزی لینڈ کی عوام نے بھی حکومت کا پورا ساتھ دیا۔ عیسائی عورتوں نے یکجہتی کے اظہار کے طور پر سکارف اور دوپٹہ لینے کا اعلان کیا۔ اللہ تعالیٰ ان کی نیکیوں کو قبول کرتے ہوئے ان کو سچائی اور حق کو پہچاننے کی بھی توفیق عطا فرمائے، اس دردناک واقعے میں شہید ہونے والے افراد کے لیے بھی حضور انور نے دعا کی کہ اللہ تعالیٰ ان سے رحم کا سلوک فرمائے۔ اسی طرح وہاں کے مسلمانوں کے صبر اور حوصلے کی بھی تعریف فرمائی۔ اس کے ساتھ فرمایا کہ بعض شدت پسند گروہوں نے یہ اعلان کیا ہے کہ ہم اس کا بدلہ لیں گے۔ یہ انتہائی غلط چیز ہے اس طرح تو دشمنیاں چلتی چلی جائیں گی۔ اللہ تعالیٰ کرے کہ اسلام کے اندر جو شدت پسند گروہ ہیں ان کا بھی خاتمہ ہو، اور اسلام کی حقیقی اور خوبصورت تعلیم دنیا میں پھیلے۔

آخر میں حضور انور نے تین نماز ہائے جنازہ غائب پڑھانے کا اعلان فرمایا۔ جن میں پہلا جنازہ مولانا خورشید احمد انور صاحب وکیل المال تحریک جدید قادیان کا تھا۔ 19 مارچ کو 73 برس کی عمر میں آپ کی وفات ہوئی۔

دوسرا جنازہ طاہر حسین منشی صاحب کا تھا۔ آپ نائب امیر جماعت احمدیہ فجی تھے۔ 5 مارچ کو 72 سال کی عمر میں ان کی وفات ہوئی۔

تیسرا جنازہ موسیٰ سسکو صاحب کا تھا جو مالی سے تعلق رکھتے تھے اور فوج میں بریگیڈیئر تھے۔ آپ 15/ مارچ کو وفات پا گئے۔

اللہ تعالیٰ ان سب کے درجات بلند فرمائے ان کی اولاد کو بھی نیکیوں کی توفیق عطا فرمائے۔ نمازِ جمعہ اور عصر کے بعد حضورِ انور نے ان مرحومین کی نمازِ جنازہ غائب پڑھائی۔

☆...☆...☆

جرأتوں کی ہوا ضروری ہے

جیسنڈا آرڈن وزیر اعظم نیوزی لینڈ کے نام

اہلِ غم کو گلے لگاتے ہوئے
مہربانی کی حد کر دی ہے
جیسنڈا آرڈن کی عظمت نے
مصلحت کوشی رد کر دی ہے

تیرے کردار نے کیا ثابت
کہ ہے انسانیت ابھی باقی
امن کا ہو گا بول بالا ، اگر
جیسنڈا ایک بھی رہی باقی

آتشِ ظلم کے لیے قدسیؔ
جرأتوں کی ہوا ضروری ہے
ظلمتوں کے مقابلے کے لیے
ایک روشن دیا ضروری ہے

(عبدالکریم قدسیؔ)

حضرت مصلح موعودؓ کا معرکہ آرا لیکچر

کیا دنیا کے امن کی بنیاد عیسائیت پر رکھی جاسکتی ہے؟

(فرمودہ 15فروری 1920ء بمقام بریڈ لاہال لاہور)

قسط نمبر 5۔آخری

مجھے اس وقت جو مضمون بیان کرنا ہے وہ تو ابھی دور ہی ہے اور بہت وسیع ہے مجھے جس جماعت سے تعلق ہے اس کے سامنے تو میں چھ چھ گھنٹے مسلسل تقریر کرتا ہوں اور وہ بڑے اطمینان اور آرام سے سنتے ہیں کیونکہ مذہب ان کے رگ و ریشہ میں داخل ہو چکا ہے لیکن آپ لوگوں میں سے چونکہ اکثر ایسے ہیں جنہیں زیادہ عرصہ بیٹھ کر تقریر سننے کی عادت نہیں ہے اس لیے میں بقیہ وقت میں جو صرف پچیس منٹ ہے اپنے مضمون کو بہت مختصر طور پر بیان کرتا ہوں۔

اب میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ حضرت مسیحؑ نے ہی اس بات کا فیصلہ کر دیا ہے کہ دنیا میں حقیقی اور پورا امن و امان اسلام ہی کے ذریعہ قائم ہوگا اور اب میں مسٹر لائڈ جارج کے مقابلہ میں ان ہی کے آقا کی بات پیش کرتا ہوں جس کو سامنے رکھ کر وہ خود ہی فیصلہ کر دیں کہ حقیقی امن کون سا مذہب قائم کرسکتا ہے۔ اس بات کا فیصلہ کرنے کے لیے ہمارے پاس ایک سند ہے جو ہمارے گھر کی نہیں بلکہ انہی کے گھر کی ہے اور اسی کتاب کی ہے جسے وہ خدا کی کتاب سمجھتے ہیں۔ وہ کہتی ہے کہ دنیا میں امن قائم کرنے والا مذہب اسلام ہی ہے اور وہ اس طرح کہ انجیل میں حضرت مسیحؑ اپنے حواریوں کو کہتے ہیں۔ ’’میں تم سے جدا ہونے والا ہوں لیکن میرے جانے سے تم غمگین نہ ہونا۔ میرا جانا تمہارے لیے فائدہ مند ہے کیونکہ میرے جانے کے بعد جو آئے گا وہ دنیا کا تسلی دہندہ ہوگا‘‘(یوحنا 6/16،7)

اس میں ایک خبر دی گئی ہے اور وہ یہ کہ ایک موعود آئے گا اور وہ تسلی دہندہ ہوگا۔ اب دیکھو کیا اس کا دوسرے لفظوں میں یہ مطلب نہیں ہے کہ وہ دنیا میں امن قائم کرنے والا ہوگا۔ اضطراب اور بے چینی کو دور کر کے امن قائم کر دے گا۔ اس کے متعلق ہمارے پاس ثبوت موجود ہے کہ یہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق کہا گیا ہے۔ چنانچہ توریت میں لکھا ہے کہ حضرت موسیٰؑ کہتے ہیں خدا نے مجھے کہا ہے کہ تیرے بھائیوں سے تیری مانند نبی برپا کروں گا(استثناء 18/18) اس کے لیے یہ دیکھنا چاہیے کہ حضرت موسیٰؑ کے کون سے بھائی تھے۔ صاف ظاہر ہے کہ حضرت ابراہیمؑ کے دو بیٹے تھے اسحاق اور اسماعیل۔ حضرت اسحاقؑ کی اولاد سے حضرت موسیٰؑ تھے اور حضرت اسماعیلؑ کی اولاد سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم جو حضرت موسیٰؑ کے بھائی ہوئے۔ پس ثابت ہوگیا کہ حضرت مسیحؑ نے جو یہ فرمایا ہے کہ میرے جانے کے بعد دنیا میں تسلی دہندہ آئے گا وہ اسی کے متعلق کہا ہے جس کی نسبت حضرت موسیٰؑ کو بتایا گیا تھا کہ تیرے بھائیوں میں سے تیری مانند نبی مبعوث کیا جائے گا اور وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ یہ پیشگوئی حضرت مسیحؑ پر نہیں لگ سکتی کیونکہ وہ تو خود کہتے ہیں کہ ’’یہ مت سمجھو کہ میں زمین پر صلح کرانے آیا ہوں، صلح کرانے نہیں بلکہ تلوار چلانے آیا ہوں‘‘(متی 10/34)اب عیسائی صاحبان خود فیصلہ کرلیں کہ کون سا نبی دنیا کے لیے امن کا موجب ہوسکتا ہے۔ سچ بات یہی ہے کہ اگر ساری دنیا کے لیے امن کا باعث ہے تو وہی ذات بابرکات جس کا نام محمد ﷺ ہے کیونکہ حضرت مسیحؑ کا تو اپنے متعلق فیصلہ ہے کہ ’’میں اسرائیل کے گھرانے کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے سوا اور کسی کے پاس نہیں بھیجا گیا‘‘(متی 24/15)

اس لیے ہم کہتے ہیں کہ جو مذہب وہ لائے وہ تو صرف یہودیوں کی اصلاح کے لیے ہی تھا۔ پس اگر اس سے امن قائم ہوسکتا ہے تو ہم کہتے ہیں کہ جب حضرت مسیحؑ خود کہتے ہیں کہ میں بنی اسرائیل میں امن قائم کرنے کے لیے آیا ہوں تو پھر مسٹر لائڈ جارج کس طرح کہتے ہیں کہ حضرت مسیحؑ کا لایا ہوا مذہب ساری دنیا کے لیے امن کا موجب ہوسکتا ہے۔ اس کے لیے تو وہی مذہب کارآمد ہوسکتا ہے جس کا لانے والا کہتا ہے کہ پہلے انبیاء تو علیحدہ علیحدہ قوموں کے لیے آئے لیکن میں ہی ساری دنیا کے لیے آیا ہوں۔ پس اگر حضرت مسیحؑ کی تعلیم ساری دنیا پر امن قائم کرسکتی تو وہ کہتے کہ میں ساری دنیا کے لیے آیا ہوں مگر انہوں نے کہا تو صرف یہی کہا کہ میں بنی اسرائیل کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے لیے آیا ہوں۔ چنانچہ جب ایک غیر قوم کی عورت ان کے پاس آئی اور اس نے آکر کہا کہ بدروح کو میری بیٹی میں سے نکال تو حضرت مسیحؑ نے کہا کہ لڑکوں کی روٹی لے کر کتوں کو ڈال دینی اچھی نہیں(مرقس 27-26/7) تو حضرت مسیحؑ نے کہا کہ میں اپنوں کی روٹی کتوں کے آگے نہیں ڈال سکتا۔ لیکن کیا محمد رسول اللہ ﷺ نے کسی کو اس طرح کہا؟ ہرگز نہیں۔ تو حضرت مسیحؑ تو ایسی تعلیم لے کر آئے لیکن رسول کریم ﷺ وہ تعلیم لائے جس کی ابتدا ہی اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ سے ہوتی ہے۔ اسی کی طرف خاص توجہ دلانے کے لیے میں نے اس وقت اسے تین بار پڑھا تھا جس کا مطلب یہ ہے کہ اسلام جس خدا کو پیش کرتا ہے وہ کسی ایک قوم کا نہیں بلکہ تمام دنیا کا ہے اور اس نے سب کے لیے ہدایت بھیجی ہے پس یہی وہ تعلیم ہے جو ساری دنیا کے لیے ہے اور جس سے ساری دنیا میں امن قائم ہوسکتا ہے۔

اب میں ایک لطیف بات پر اپنے لیکچر کو ختم کرتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ قرآن کریم نے مسٹر لائڈ جارج کے پیغام کا پہلے سے جواب دے دیا ہوا ہے اور یہ قرآن کریم کا کمال ہے کہ ہر ایک بات جو آئندہ پیش آنے والی ہو اس کا جواب دے دیتا ہے۔ اسی طرح اس بات کا بھی اس نے جواب دیا ہوا ہے اور اس فقرہ کو نقل کر کے دیا ہے جو مسٹر لائڈ جارج نے بیان کیا ہے۔ قرآن نے جو کچھ بیان کیا ہے وہ حضرت ابراہیمؑ کا قول ہے مگر ایسی باتوں کو قرآن قصہ کے طور پر بیان نہیں کرتا بلکہ اس لیے بیان کرتا ہے کہ وہی پھر ہونے والی ہوتی ہے۔ فرماتا ہے۔ وَکَیۡفَ اَخَافُ مَاۤ اَشۡرَکۡتُمۡ وَلَا تَخَافُوۡنَ اَنَّکُمۡ اَشۡرَکۡتُمۡ بِاللّٰہِ مَا لَمۡ یُنَزِّلۡ بِہٖ عَلَیۡکُمۡ سُلۡطٰنًا ؕ فَاَیُّ الۡفَرِیۡقَیۡنِ اَحَقُّ بِالۡاَمۡنِ ۚ اِنۡ کُنۡتُمۡ تَعۡلَمُوۡنَ۔ اَلَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَلَمۡ یَلۡبِسُوۡۤا اِیۡمَانَہُمۡ بِظُلۡمٍ اُولٰٓئِکَ لَہُمُ الۡاَمۡنُ وَہُمۡ مُّہۡتَدُوۡنَ(الانعام: 83،82)

فرمایا کیا ہم تمہاری اس مشرکانہ تعلیم سے ڈر سکتے ہیں حالانکہ تم نہیں ڈرتے جو خدا کا شریک قرار دے رہے ہو۔ جب تم نہیں ڈرتے تو پھر ہم کیوں ڈریں۔ ہمارے پاس جو تعلیم ہے وہ تو ایسی ہے کہ اس کی صداقت کے ہمارے پاس دلائل ہیں لیکن تمہارے پاس ایسی تعلیم ہے کہ جس کی صداقت کی تمہارے پاس کوئی دلیل نہیں ہے۔ اب تم ہی بتاؤ ان دو فریقوں میں سے کون سا فریق امن قائم کرسکتا ہے۔ آیا وہ جو توحید کا قائل ہے یا وہ جو خدا کے ساتھ شریک مانتا ہے۔ تم علم کے بڑے دعویدار ہو اور علم النفس کے بڑے مدعی ہو۔ تم ہی بتاؤ کہ ایک نقطہ پر جمع ہونے والی قوم اتحاد و اتفاق قائم کرسکتی ہے یا وہ جو تین نقطوں پر قائم ہو۔ تم خود ہی بتادو کہ وہ قوم امن قائم کرسکتی ہے جس کو خیال ہو کہ میں تین ہستیوں سے تعلق رکھتی ہوں یا وہ جو ایک ہستی سے تعلق رکھتی ہو۔ تم اپنے علوم و فنون کو لاؤ اور اس امر پر روشنی ڈالو کہ ان دونوں میں سے کونسی قوم ہے جو امن قائم کرسکتی ہے۔ توحید پر قائم ہونے والی یا وہ جو تین خداؤں کو مانتی ہے۔ یہ تو دلیل بیان کی ہے اور آگے پیشگوئی کی ہے کہ لو ہم خبر دیتے ہیں کہ وہی اور صرف وہی قوم دنیا میں امن قائم کرے گی جو ایک خدا پر ایمان لائے گی اور جس میں شرک کا شائبہ بھی نہ پایا جائے گا۔

فرمایا تم دنیا میں امن قائم کرنا چاہتے ہو مگر اس کے لیے عملی طور پر دیکھ لو کہ تین خداؤں سے تعلق رکھنے والی قوم امن قائم کرسکتی ہے یا ایک سے تعلق رکھنے والی۔ اس کے جواب میں شاید مسیحی صاحبان کہہ دیں کہ ہم علیحدہ علیحدہ تین خدا نہیں مانتے بلکہ ایک ہی ہستی کی تین صفات مانتے ہیں۔ ہم کہتے ہیں اگر تین صفات مانتے ہو تو پھر خدا کی اور بھی بہت سی صفات ہیں ان کو بھی خدا قرار دو۔ اور اگر کہو ان تین صفات میں کوئی اختلاف نہیں دراصل یہ ایک ہی ہیں تو ہم کہتے ہیں کہ یہ تینوں بالکل ایک ہی ہیں تو ان کو الگ الگ ماننا لغو ہے۔ تینوں کا ایک جگہ رکھنا فضول ہے۔ مثلاً اگر ایک ہی جیسی تین قلمیں رکھی ہوں تو لکھنے والا ایک ہی سے لکھے گا نہ کہ تینوں سے۔

ایک دفعہ ایک پادری سے جس کی پچیس سال کے قریب سروس تھی میری گفتگو ہوئی۔ اس نے کہا تثلیث کا عقیدہ نہایت اعلیٰ درجہ کا ہے۔ میں نے کہا تینوں اقنوم اپنی اپنی جگہ کامل ہیں یا ناقص؟ کہنے لگا کامل۔ میں نے کہا جب تینوں میں سے ہر ایک کامل ہے اور ہر ایک الگ الگ دنیا کو چلا سکتا ہے تو پھر تین کی کیا ضرورت ہے۔ دیکھو یہ قلم پڑا ہے اس کو اگر تین آدمی مل کر اٹھائیں تو یہ کوئی عقل مندی کی بات ہوگی؟ اسی طرح گفتگو ہوتے ہوتے آخر گھبرا کر کہنے لگا اصل بات یہ ہے کہ عقیدہ ایمان کے ذریعہ سمجھ آتا ہے۔ میں نے کہا ایمان تو جب ہوسکتا ہے جب سمجھ آئے۔ اس پر خاموش ہوگیا۔

تو اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے جس سے دنیا میں امن قائم ہوسکتا ہے اور اسلام ہی یہ دعویٰ کرسکتا ہے۔ اور اس نے کہا ہے دیکھو مسیحیت کے معنیٰ امن قائم کرنا نہیں مگر اسلام کے معنیٰ ہی امن دینے والے کے ہیں۔ پس ہمارا مذہب وہ ہے جس کے نام میں ہی یہ حکمت ہے کہ امن قائم کرے گا۔ پھر قرآن میں خدا کی صفت مومن بتائی گئی ہے جو اَور کسی مذہب نے بیان نہیں کی۔ پھر اسلام ہی وہ مذہب ہے جس کے لانے والے فرشتے کا نام روح الامین ہے اور اس میں بھی امن پایا جاتا ہے۔ پھر اس پر بس نہیں اسلام وہ مذہب ہے کہ جس کتاب پر اس کی بنیاد ہے وہ بھی پر امن ہے۔ قرآن کو خدا تعالیٰ نے دنیا کے لیے رحمت اور امن پھیلانے والا قرار دے کر بھیجا ہے۔ پھر جس پر کتاب اتری ہے اس کا نام امین ہے پس محل اسلام کی ہر اینٹ پر امن ہی امن لکھا ہوا ہے۔

پھر عجیب بات یہ ہے کہ اسلام کے ماننے والے کو ایک خطاب دیا جاتا ہے جس میں اسے بتایا جاتا ہے کہ تجھے آئندہ کیا کرنا چاہیے اور تیرا کیا مقصد ہونا چاہیے اور وہ خطاب ’مومن‘ ہے۔ جس کے دونوں معنوں میں امن پایا جاتا ہے۔ مثلاً ایک معنیٰ ہیں یعنی خدا کو مان کر اپنے آپ کو امن میں لے آنا اور دوسرے معنیٰ ہیں اَوروں کے لیے امن قائم کرنا۔

پھر دیکھو اسلام تو وہ مذہب ہے کہ جس جگہ اترا ہے اس کا نام بھی امین ہے پھر وہ قبلہ و کعبہ جہاں تمام دنیا کے مسلمانوں کو جمع کیا جاتا ہے اس کو اَمۡنًا کہا گیا ہے۔ پس دیکھو اسلام کی بنیاد کس طرح امن ہی امن پر رکھی گئی ہے۔ لیکن کیا کوئی اَور مذہب ہے جس کے متعلق یہ ثابت کیا جاسکے؟ ہرگز نہیں۔ صرف اسلام ہی ہے جس کے متعلق یہ ثبوت دیا جاسکتا ہے اور ہم نے دے دیا ہے۔ اور پھر سب سے بڑھ کر یہ فرمایا ہے کہ مسلمان کی موت بھی امن پر ہوتی ہے۔ ایک مومن جب فوت ہوتا ہے تو خدا تعالیٰ اسے کہتا ہے امن میں ہو جا یعنی جنت میں چلا جا۔

پس اسلام کی ساری کی ساری بنیاد امن پر رکھی گئی ہے۔ یہ ایک حصہ اس مضمون کا ہے اور دوسرا حصہ جو علمی ہے اسے وقت کی تنگی کی وجہ سے چھوڑتا ہوں۔ اس سے معلوم ہوسکتا ہے کہ کس طرح اسلام کے ذریعہ امن قائم ہوسکتا ہے اور پھر ہو ہی نہیں سکتا بلکہ ہمیں یقین ہے کہ ضرور ضرور ہوگا اور خدا تعالیٰ نے ایسے ذرائع پیدا کر دیے ہیں جن سے اس کا ثبوت ملتا ہے۔ آج تک مسیحیت اسلام پر حملہ کرتی رہی ہے اور مسلمانوں کی طرف سے اس کا جواب نہیں دیا جاتا رہا۔ مگر اب خدا تعالیٰ نے ایک انسان کو رسول کریم ﷺ کا دین پھیلانے کے لیے کھڑا کیا ہے۔ اب اس کے مقابلہ، اس کے مٹانے کے لیے کوئی حکومت کوئی مذہب کوئی قوم کوئی سلطنت کھڑی نہیں ہوسکتی اور جو کھڑی ہوگی وہ خود مٹائی جائے گی کیونکہ اسلام وہ حرف ہے جسے کوئی ربڑ مٹا نہیں سکتی۔ یہ خدا تعالیٰ کا لکھا ہوا ہے اور خدا نے اپنی قدرت کی سیاہی سے مومنوں کے دلوں پر لکھ دیا ہے جہاں کوئی ہاتھ نہیں پہنچ سکتا۔ وہ دل جو یقین اور اخلاص کی روح اپنے اندر رکھتے ہیں اور وہ دل جو جذب اور اثر کے نور سے بھرے ہوئے ہیں ان دلوں میں خدا نے اسلام کی بنیاد رکھی ہے اور اس زمانہ میں اسلام کی خدمت کے لیے اس موعود کو کھڑا کیا ہے جس کے ساتھ اس کے بڑے بڑے وعدے ہیں اور ہمیں ان وعدوں کے سچا ہونے پر یقین ہی نہیں بلکہ تجربہ ہو چکا ہے کہ جہاں اس کے ماننے والا کوئی جاتا ہے وہاں اس کے مقابلہ پر کوئی ٹھہر نہیں سکتا۔ پس ہم اسلام کی طرف سے گھبراتے نہیں اور میں تو کسی طرح گھبرا ہی نہیں سکتا۔‘‘

(غیر مطبوعہ مواد از ریکارڈ خلافت لائبریری ربوہ)

مبلغین جماعت احمدیہ برطانیہ کا

دوسرا سالانہ ریفریشر کورس

مکرم عطاء المجیب راشد صاحب مبلغ انچارج یوکے تحریر کرتے ہیں کہ گزشتہ سال سے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی ہدایت پر برطانیہ میں خدمت بجا لانے والے جملہ مبلغین کرام کا سالانہ ریفریشر کورس منعقد ہو رہا ہے۔ امسال 2019ء میں یہ کورس 22 فروری سے یکم مارچ تک محمود ہال مسجد فضل لندن کی بالائی منزل میں منعقد ہوا۔ اس کورس میں امسال حضور انور کی خصوصی ہدایت پر نہ صرف مختلف ریجنز میں خدمت کرنے والے مبلغین شامل تھے بلکہ جماعت یوکے کے مختلف دفاتر میں کام کرنے والے مبلغین بھی شامل ہوئے۔ جملہ اجلاسات خاکسار کی صدارت میں منعقد ہوئے۔ مجموعی طور پر کل 32 مبلغین کرام نے اس کورس سے بھرپور استفادہ کیا۔ الحمد للہ علی ذالک

کورس کا آغاز 22 فروری کو جمعۃ المبارک سے ہوا۔ سب مبلغین نے حضور انور کا خطبہ جمعہ سننے کے بعد مسجد بیت الفتوح میں نماز جمعہ ادا کی۔ اس کے بعد مسجد فضل لندن آ کر کورس میں شامل ہوئے۔ ریفریشر کورس کے لیے حضور انور کی ہدایت اور منظوری سے ایک بھرپور پروگرام تیار کیا گیا تھا جو وقت کی پابندی کے ساتھ اگلے جمعہ تک جاری رہا۔

ہر روز پروگرام نماز تہجد (انفرادی)، نماز فجر، سیر (40 منٹ)، تلاوت قرآن کریم اور ناشتہ کے بعد 9:00 بجے شروع ہو کر نمازوں اور کھانے و چائے نیز قیلولہ کے وقفہ سے رات آٹھ بجے تک جاری رہا۔

اس ریفریشر کورس میں مجموعی طور پر 27 موضوعات پر مبلغین کرام اور دیگر علماء نے علمی تقاریر کیں۔ ہر تقریر کے بعد سوال و جواب کا وقت رکھا گیا تھا۔ ان موضوعات کی فہرست حسب ذیل ہے۔

•... مبلغین کے فرائض۔ (تعلیم۔تربیت۔تبلیغ)، جماعت کا مالی نظام، انسانی ارتقاء، ریویو آف ریلیجنز کا تعارف، جماعتی نظام شوریٰ کا تعارف، ہیومینٹی فرسٹ کی خدمات، جماعتی مطبوعات کا تعارف، وائس آف اسلام ریڈیو، جامعہ احمدیہ یوکے، وکالت تصنیف کے کام کا تعارف، مخزن تصاویر کی نادر تصاویر، صحت جسمانی کے اصول، کتب مسیح موعودؑ سے استفادہ کا طریق، قادیان دارالامان، مثالی مبلغ کے اوصاف، خلافت سے احمدیوں کا پیار، اخبار الحکم کا تعارف، وقف زندگی کے تقاضے، خلافت اور نظام جماعت کی اطاعت، شعبہ تبلیغ کا تعارف، جماعت میں ذیلی تنظیموں کا کردار، تحریک جدید اور وقفِ جدید، مساجد کے آداب، MTA۔ تبلیغ و تربیت کا ذریعہ، بیت الفتوح کا توسیعی پروجیکٹ، الفضل انٹرنیشنل کا تعارف، جماعتی انتخابات کے قواعد وضوابط۔ مزید برآں اقامۃ الصلوٰۃ، تبلیغ، قانونی اور معاشی مسائل، پریس اینڈ میڈیا، عائلی مسائل، نوجوانوں کی اصلاح، مالی امور اور روزمرہ کے معاملات سے متعلق موضوعات پر پینل ڈسکشن ہوتی رہی۔

ہر پینل میں موضوع کے ابتدائی تعارف کے بعد پینل کے ممبران نے مختلف سوالات کے تفصیلی جوابات دیے۔ ہر موضوع پر پونے دو گھنٹے گفتگو کا سلسلہ جاری رہتا تھا۔

ریفریشر کورس کے دوران انفرادی مطالعہ کے لیے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیان کردہ تفسیر القرآن کے کچھ حصّے، کتاب کشتی نوح اور الوصیت مقرر کی گئی، ریفریشر کورس میں مبلغین کی حاضری کا باقاعدہ ریکارڈ رکھا گیا۔

اس ریفریشر کورس کی سب سے اہم اور بابرکت بات یہ تھی کہ جملہ مبلغین نے 37 نمازیں حضور انور کی اقتدا میں ادا کیں۔ کورس کے دوران ہر نماز کی اذان دینے کی سعادت بھی مبلغین کو ملی۔ فجر کے بعد درس القرآن، ترجمۃ القرآن کی کلاس اور شام کو کتب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے درس کی سعادت بھی باری باری سب مبلغین کے حصہ میں آتی رہی۔ مبلغین کو دو بار خطبہ جمعہ سننے اور نماز جمعہ مسجد بیت الفتوح میں حضور انور کی اقتدا میں پڑھنے کی توفیق ملی۔

اس کورس کی سب سے اہم اور برکت کی بات یہ تھی کہ آخری روز حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے محمود ہال میں تشریف لا کر مختصر گفتگو کے بعد جملہ مبلغین کو اپنے ساتھ گروپ فوٹو کا اعزاز عطا فرمایا نیز سب مبلغین نے حضور انور سے مصافحہ کرنے کی بھی سعادت پائی۔ حضور انور کی آمد سے تو ہر طرف عید کا سماں ہو گیا۔ فالحمد للہ علی ذالک

انتظامی سلسلے میں شعبہ سمعی و بصری یوکے نے بہت تعاون کیا۔ اسی طرح ریفریشر کورس کے کمیٹی کے سب ممبران نے بہت محنت سے کام کیا۔ اللہ تعالیٰ سب کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین

خطبہ نکاح

فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مؤرخہ 12/ مارچ 2017ء بروز اتوار مسجد فضل لندن میں درج ذیل نکاحوں کا اعلان فرمایا۔ تشہد و تعوذ اور مسنون آیات قرآنیہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:۔

اس وقت میں چند نکاحوں کے اعلان کروں گا۔ پہلا نکاح عزیزہ رابیل احمد بنت مکرم فیاض احمد صاحب (ہیز یوکے) کا ہے جو عزیزم لبیب احمد قمر ابن نصیر احمد قمر صاحب کے ساتھ دس ہزار پاؤنڈ حق مہر پر طے پایا ہے۔

حضور انور نے فریقین کے مابین ایجاب و قبول کروایا اور پھر فرمایا:۔

اگلا نکاح عزیزہ ندا وقار بنت مکرم وقار احمد خان صاحب (سرگودھا پاکستان) کا ہے جو عزیزم ندیم احمد طاہر (واقف نو) ابن مکرم وسیم احمد ظفر صاحب مبلغ سلسلہ برازیل کے ساتھ دس ہزار پاؤنڈ حق مہر پر طے پایا ہے۔

لڑکی کے والد صاحب سے ایجاب و قبول کروانے کے بعد لڑکے سے ایجاب و قبول کے دوران حضور انور نے حق مہر کی رقم جو دفتر کی غلطی سے برازیلین ریال کی بجائے پاؤنڈز میں لکھی گئی تھی، کو درست کرواتے ہوئے فرمایا:۔ دس ہزار پونڈ نہیں تھا، دس ہزار برازیلین ریال ہے۔ یہ نہ ہو کہ آپ بعد میں پاؤنڈوں کی بات کرنے لگ جائیں۔

اس کے بعد حضور انور نے دلہے سے دس ہزار برازیلین ریال حق مہر پر ایجاب و قبول کروایا اور پھر فرمایا:۔

اگلا نکاح عزیزہ کنول احمد کا ہے جو مبارک احمد جاوید صاحب کی بیٹی ہیں۔ اور یہ نکاح عزیزم ظافر احمد رضا (واقف نو) جو نعیم احمد رضا صاحب لندن کے بیٹے ہیں کے ساتھ تیرہ ہزار پاؤنڈ حق مہر پر طے پایا ہے۔

حضور انور نے فریقین کے مابین ایجاب و قبول کروایا اور پھر فرمایا:۔

اگلا نکاح عزیزہ فوزیہ مرزا کا ہے جو مکرم عبد المنان مرزا صاحب مرحوم کی بیٹی ہیں۔ یہ نکاح عزیزم فخر احمد ابن مکرم مظفر اقبال چیمہ صاحب قادیان کے ساتھ بارہ ہزار پاؤنڈ حق مہر پر طے پایا ہے۔ دلہن کے وکیل نصر اللہ خان صاحب ہیں۔

فریقین کے درمیان ایجاب و قبول کروانے کے بعد حضور انور نے فرمایا:۔

دعا کر لیں کہ اللہ تعالیٰ یہ تمام نکاح ہر لحاظ سے بابرکت فرمائے اور آئندہ ان کی نسلیں بھی نیک اور صالح پیدا ہوں۔ جماعت کی خدمت گار ہوں۔ اکثر ان میں سے واقف نو ہیں اللہ تعالیٰ ان کو بھی توفیق دے کہ جماعت کی خدمت کرنے والے ہوں۔

اس کے بعد حضور انور نے ان رشتوں کے بابرکت ہونے کے لیے دعا کروائی اور ان تمام نکاحوں کے فریقین کو شرف مصافحہ عطاء فرمایا۔

(مرتبہ:۔ ظہیر احمد خان مربی سلسلہ۔ انچارج شعبہ ریکارڈ دفتر پی ایس لندن)

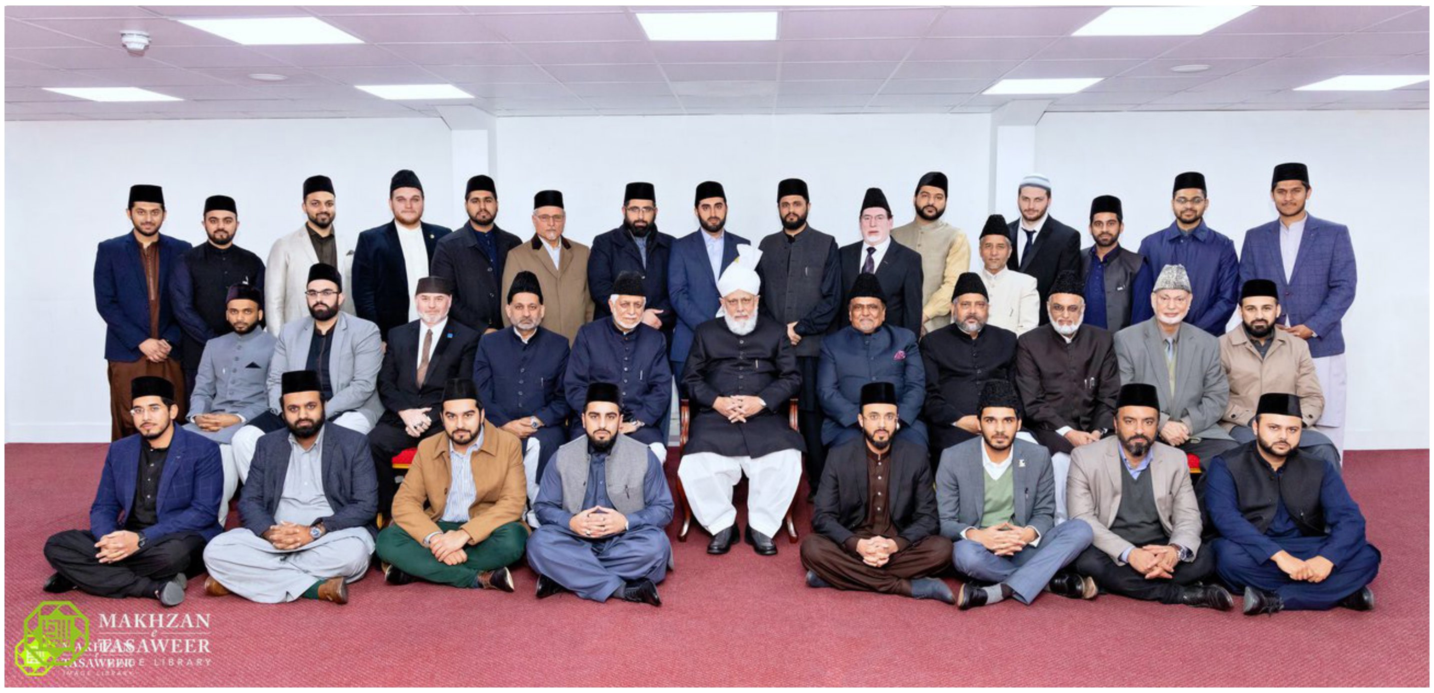

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی مبارک معیت میں
ریفریشر کورس میں شرکت کرنے والے مبلغین سلسلہ جماعت احمدیہ برطانیہ

خطبہ جمعہ

’’تمہیں خدا کی جنت ملے گی جو اس کے سارے انعاموں میں سے بڑا انعام ہے‘‘

’’میں اپنے لیے صرف اتنا چاہتا ہوں کہ جس طرح تم اپنے عزیزوں اور رشتہ داروں کی حفاظت کرتے ہو اسی طرح اگر ضرورت پیش آئے تو میرے ساتھ بھی معاملہ کرو۔‘‘

اطاعت اور اخلاص و وفا کے پیکر بدری اصحابِ رسول ﷺ

حضرت سَائب بن عُثْمَان ، حضرت ضَمْرَہ بن عَمْرو جُهَنِي ، حضرت سَعْد بن سُهَيْل ، حضرت سَعْد بن عُبَيْد ، حضرت سَهْل بن عَتِيْك ، حضرت سُهَيل بن رَافِع اور حضرت سَعْد بن خَيْثَمَہ رضی اللہ عنہم وَرَضُوا عنہ کی سیرتِ مبارکہ کا دلنشین تذکرہ

صحابہؓ کی سیرت کے تناظر میں تاریخ اسلام سے بیعتِ عقبہ ثانیہ ، آنحضرت ﷺ کے مدینہ ہجرت فرمانے کے بعد مسجد نبویؐ کی تعمیر ، حضرت سعد بن خیثمہؓ کی شہادت اور جنگِ جسر وغیرہ کے مختصر احوال کا تذکرہ

اللہ تعالیٰ ہر آن ان صحابہ کے درجات بلند فرماتا رہے۔

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ مورخہ 15/ مارچ 2019ء بمطابق 15/امان 1398 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح، مورڈن، لندن، یوکے

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أَشۡهَدُ اَنۡ لَّاۤ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحۡدَهٗ لَا شَرِيۡكَ لَهٗ وَاَشۡهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبۡدُهٗ وَرَسُوۡلُهٗ۔

اَمَّا بَعۡدُ فَاَعُوۡذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيۡطٰنِ الرَّجِيۡمِ۔ بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ ۝۱

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰهِ رَبِّ الۡعٰلَمِيۡنَ ۝۲ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ ۝۳ مٰلِكِ يَوۡمِ الدِّيۡنِ ۝۴ اِيَّاكَ نَعۡبُدُ وَاِيَّاكَ نَسۡتَعِيۡنُ ۝۵

اِهۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِيۡمَ ۝۶ صِرَاطَ الَّذِيۡنَ اَنۡعَمۡتَ عَلَيۡهِمۡ ۙ غَيۡرِ الۡمَغۡضُوۡبِ عَلَيۡهِمۡ وَلَا الضَّآلِّيۡنَ ۝۷

آج جن صحابہ کا میں ذکر کروں گا ان میں سے پہلا نام ہے حضرت سَائبْ بن عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ ان کا تعلق قبیلہ بَنُو جُمَحْ سے تھا اور آپؓ حضرت عثمان بن مَظْعُون رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بیٹے تھے۔ آپؓ کی والدہ کا نام حضرت خَوْلَہ بِنتِ حکیم تھا اور ابتدائے اسلام میں ہی، شروع میں ہی آپؓ مسلمان ہوئے تھے۔ حضرت سَائب بن عُثْمَان ؓ اپنے والد اور چچا حضرت قُدَامَہؓ کے ہمراہ حبشہ کی طرف ہجرت ثانیہ میں شریک تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت مدینہ کے بعد حضرت سائب بن عثمانؓ اور حَارِثَہ بن سُرَاقَہؓ انصاری کے درمیان مؤاخات قائم فرمائی تھی۔ ان کا ذکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تیر انداز صحابہ میں کیا جاتا ہے۔ حضرت سَائب بن عُثْمَان غزوۂ بدر، غزوۂ احد، غزوۂ خندق اور دیگر غزوات میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شامل ہوئے۔

(اسد الغابة جلد 2 صفحہ 396 تا 397 مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت 2003ء)(طبقات الکبریٰ جلد 3 صفحہ 306 تا 307 دار الکتب العلمیة بیروت 1990ء)(الاصابہ جلد 3 صفحہ 20 سائب بن عثمانؓ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت 1995ء)

غزوۂ بُوَاطْ میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آپؓ کو مدینہ کا امیر مقرر فرمایا تھا۔ غزوۂ بُوَاطْ جو 2 ہجری میں ہوئی ہے اس کے بارے میں حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ نے لکھا ہے کہ ربیع الاول کے آخری ایام یا ربیع الثانی کے شروع میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو قریش کی طرف سے کوئی خبر موصول ہوئی جس پر آپؐ مہاجرین کی ایک جماعت کو ساتھ لے کر خود مدینہ سے نکلے اور اپنے پیچھے سَائب بن عُثْمَان بن مَظْعُون کو مدینہ کا امیر مقرر فرمایا۔ لیکن قریش کا پتہ نہیں چل سکا اور آپؐ بُوَاطْ تک پہنچ کر واپس تشریف لے آئے۔

(ماخوذ از سیرت خاتم النبیین ﷺ از حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ ایم اے صفحہ 329)

بُوَاطْ مدینہ سے قریباً اڑتالیس میل کے فاصلے پر قبیلہ جُهَيْنَہ کے پہاڑ کا نام ہے۔

(سبل الھدیٰ جلد 4 صفحہ 15 باب فی غزوہ بواط مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت 1993ء)

حضرت سَائب بن عثمانؓ جنگِ یَمَامَہ میں شامل تھے۔ جنگِ یمامہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد خلافت میں 12/ہجری میں ہوئی تھی جس میں آپؓ کو ایک تیر لگا جس کی وجہ سے بعد میں آپؓ کی وفات ہوئی۔ آپؓ کی عمر 30 سال سے کچھ اوپر تھی۔

(طبقات الکبریٰ جلد 3 صفحہ 307 السائب بن عثمان بن مظعون - دارالکتب العلمیة بیروت 1990ء)

اگلے صحابی جن کا ذکر ہے ان کا نام ہے حضرت ضَمْرَہ بن عَمْرو جُهَنِيؓ۔ حضرت ضَمْرَہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے والد کا نام عَمْرو بن عَدِی تھا اور بعض آپؓ کے والد کا نام بِشْر بھی بیان کرتے ہیں۔ آپؓ قبیلہ بنو طَرِیف کے حلیف تھے جبکہ بعض کے نزدیک قبیلہ بنو ساعدہ کے حلیف تھے جو کہ حضرت سَعْد بن عُبَادَہ کا قبیلہ تھا۔ حلیف یعنی ان کا آپس میں ایک معاہدہ تھا کہ جب بھی کسی کو ضرورت پڑے گی ایک دوسرے کی مدد کی تو ایک دوسرے کی مدد کریں گے۔ علامہ ابن اَثِیر اُسد الغابہ میں تحریر کرتے ہیں کہ یہ کوئی اختلاف نہیں ہے کیونکہ بنو طَرِیف بنو سَاعِدہ کی ہی ایک شاخ ہے۔ حضرت ضَمْرَہ غزوۂ بدر اور غزوۂ احد میں شریک ہوئے غزوۂ احد میں آپؓ شہید ہوئے۔

(اسد الغابہ جلد 3 صفحہ 61-60 ضمرہ بن عمرو الجھنی - دار الکتب العلمیہ بیروت 2003ء)

پھر جن صحابی کا ذکر ہے ان کا نام ہے حضرت سَعْد بن سُهَيْلؓ۔ حضرت سعد انصار میں سے تھے۔ بعض نے آپ کا نام سَعِید بن سُهَيْلؓ بیان کیا ہے۔ حضرت سعد غزوۂ بدر اور اُحد میں شریک ہوئے آپؓ کی ایک بیٹی تھی جس کا نام هُزَيْلَہ تھا۔

(اسد الغابة فی معرفة الصحابة جلد 2 صفحہ 439 سعد بن سہیل دار الکتب العلمیة بیروت 2003ء)
(الطبقات الکبریٰ لابن سعد جلد 3 صفحہ 395 سعید بن سہیل دار الکتب العلمیة بیروت 1990ء)

ان کا ذکر بس اتنا ہی ملتا ہے۔

پھر حضرت سَعْد بن عُبَيْدؓ صحابی ہیں جو بدری صحابی تھے۔ ان کا ذکر کرتا ہوں۔ حضرت سَعْد بن عُبَيْد غزوۂ بدر، احد، خندق سمیت تمام غزوات میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شامل ہوئے۔ آپؓ کا نام سَعِید بھی بیان ہوا ہے۔ آپؓ ’قاری‘ کے لقب سے مشہور تھے۔ آپؓ کی کنیت ابوزَید تھی۔ حضرت سعد بن عُبَيْدؓ کا شمار ان چار اصحاب میں ہوتا ہے جنہوں نے انصار میں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دَور میں قرآن جمع کیا تھا۔ آپؓ کے بیٹے عُمَیر بن سَعْد حضرت عمرؓ کے زمانہ خلافت میں شام کے ایک حصہ کے والی تھے۔ ایک روایت کے مطابق حضرت سَعْد بن عُبَيْدؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں مسجد قبا میں امامت کرتے

تھے۔حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دَور میں بھی اس امامت پر مامور تھے۔حضرت سعد بن عُبَیْد رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہجرت کے سولھویں سال جنگ قَادِسِیّہ میں شہید ہوئے۔شہادت کے وقت آپ کی عمر 64 سال تھی۔

عبد الرحمٰن بن ابو لیلیٰ سے روایت ہے کہ جنگ جِسر جو 13 ہجری میں ہوئی اس میں مسلمانوں کو کافی نقصان ہوا تھا۔ حضرت سعد بن عُبَیْد شکست کھا کر واپس آئے، پیچھے ہٹ گئے تھے تو حضرت عمرؓ نے حضرت سَعْد بن عُبَید سے فرمایا کہ ملک شام میں جہاد سے دلچسپی ہے؟ سوال پوچھا۔ وہاں مسلمانوں سے شدید خونریزی کی گئی ہے۔مسلمانوں کو بڑا نقصان پہنچایا گیا ہے۔ اگر تمہیں شوق ہے تو پھر وہاں چلے جاؤ اور دشمن کی اس خونریزی کی وجہ سے جو نقصان پہنچا ہے اس سے دشمن ان پر دلیر ہو گئے ہیں تو حضرت عمرؓ نے ان کو فرمایا کہ شاید آپؓ اپنے اوپر لگی ہوئی شکست کی بدنامی کا داغ دھو سکیں کیونکہ یہاں یعنی جنگ جِسر سے واپس آئے تو مسلمانوں کو نقصان ہوا تھا تو حضرت عمرؓ نے آپؓ کو کہا کہ اگر اس بدنامی کا، شکست کا داغ دھونا ہے تو وہاں شام کی طرف بھی جنگ ہو رہی ہے۔حضرت سعد نے عرض کیا نہیں۔ میں سوائے اس زمین کے اور کہیں نہیں جاؤں گا جہاں سے مَیں بھاگا ہوں یا ناکام واپس آیا ہوں اور ان دشمنوں کے مقابل پر ہی نکلوں گا جنہوں نے میرے ساتھ جو کرنا تھا کیا یعنی مراد یہ تھی کہ لڑائی میں وہ غالب آ گئے۔ چنانچہ حضرت سعد بن عُبَیدؓ قادسیہ آئے اور وہاں لڑتے لڑتے شہید ہو گئے۔ عبد الرَّحمٰن بن ابو لَیْلیٰ روایت کرتے ہیں کہ حضرت سعد بن عُبَید نے لوگوں سے وعظ کیا اور کہا کہ کل ہم دشمن کا مقابلہ کریں گے اور کل ہم شہید ہوں گے۔ لہٰذا تم لوگ نہ ہمارے بدن سے خون دھونا اور نہ، سوائے ان کپڑوں کے جو ہمارے بدن پر ہیں، کوئی اَور کفن دینا۔

(الطبقات الکبریٰ لابن سعد جلد 3 صفحہ 349 سعد بن عبید دار الکتب العلمیۃ بیروت 1990ء)
(اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ جلد 2 صفحہ 445 سعد بن عبید دار الکتب العلمیۃ بیروت 2003ء)
(الاصابۃ فی تمییز الصحابہ جلد3 صفحہ57 سعد بن عبید دار الکتب العلمیۃ بیروت 1995ء)

جنگ جِسر کی کچھ تفصیل ایک گزشتہ خطبہ میں بھی میں نے بیان کی تھی۔ اس حوالے سے کچھ اور تھوڑا بیان کر دیتا ہوں۔ جیسا کہ میں نے بتایا ہے کہ جنگ جِسر 13 ہجری میں دریائے فرات کے کنارے مسلمانوں اور ایرانیوں کے درمیان لڑی گئی تھی اور مسلمانوں کی طرف سے لشکر کے سپہ سالار حضرت اَبُو عُبَیْد ثَقَفِیؓ تھے جبکہ ایرانیوں کی طرف سے بَہْمَنْ جَاذْوَیْہ سپہ سالار تھا۔ مسلمان فوج کی تعداد دس ہزار تھی جبکہ ایرانیوں کی فوج میں تیس ہزار فوجی اور تین سو ہاتھی تھے۔ دریائے فرات کے درمیان میں حائل ہونے کی وجہ سے یعنی بیچ میں دریائے فرات آ گیا تھا اس وجہ سے دونوں گروہ کچھ عرصہ تک لڑائی سے رُکے رہے یہاں تک کہ فریقین کی باہمی رضامندی سے فرات پر جِسر یعنی ایک پل تیار کیا گیا۔ اسی پل کی وجہ سے اس کو جنگ جِسر کہا جاتا ہے۔ جب پل تیار ہو گیا تو بَہْمَنْ جَاذْوَیْہ نے حضرت اَبُو عُبَیْدؓ کو کہلا بھیجا کہ تم دریا عبور کر کے ہماری طرف آؤ گے یا ہمیں عبور کرنے کی اجازت دو گے۔ حضرت اَبُو عُبَیْدؓ کی رائے تھی کہ مسلمانوں کی فوج دریا عبور کر کے مخالف گروہ سے جنگ کرے جبکہ لشکر کے سردار جن میں حضرت سَلِیطؓ بھی تھے اس رائے کے خلاف تھے لیکن حضرت ابو عُبَیْدؓ نے دریائے فرات کو عبور کر کے اہلِ فارس کے لشکر پر حملہ کر دیا۔ تھوڑی دیر تک لڑائی ایسے ہی چلتی رہی۔ کچھ دیر بعد بَہْمَنْ جَاذْوَیْہ نے اپنی فوج کو منتشر ہوتے دیکھا۔ دیکھا کہ ایرانیوں کی فوج پیچھے ہٹ رہی ہے تو اس نے ہاتھیوں کو آگے بڑھانے کا حکم دیا۔ ہاتھیوں کے آگے بڑھنے سے مسلمانوں کی صفیں بے ترتیب ہو گئیں۔ اسلامی لشکر اِدھر اُدھر ہٹنے لگا۔ حضرت ابو عُبَیْدؓ نے مسلمانوں کو کہا کہ اے اللہ کے بندو! ہاتھیوں پر حملہ کرو اور ان کی سونڈیں کاٹ ڈالو۔ حضرت ابو عُبَیْدؓ یہ کہہ کر خود آگے بڑھے اور ایک ہاتھی پر حملہ کر کے اس کی سونڈ کاٹ ڈالی۔ باقی لشکر نے بھی یہی دیکھ کر تیزی سے لڑائی شروع کر دی اور کئی ہاتھیوں کی سونڈیں اور پاؤں کاٹ کر ان کے سواروں کو قتل کر دیا۔ اتفاق سے حضرت اَبُو عُبَیْدؓ ایک ہاتھی کے سامنے آئے۔ آپؓ نے وار کر کے اس کی سونڈ کاٹ دی مگر آپؓ اس ہاتھی کے پاؤں کے نیچے آ گئے اور دب کر شہید ہو گئے۔ حضرت ابو عُبَیْدؓ کی شہادت کے بعد سات آدمیوں نے باری باری اسلامی جھنڈا سنبھالا اور لڑتے ہوئے شہید ہو گئے۔ آٹھویں شخص حضرت مُثَنّٰیؓ تھے جنہوں نے اسلامی جھنڈے کو لے کر دوبارہ ایک پُر جوش حملے کا ارادہ کیا لیکن اسلامی لشکر کی صفیں بے ترتیب ہو گئی تھیں اور لوگ مسلسل سات امیروں کو شہید ہوتے دیکھ کر اِدھر اُدھر بھاگنا شروع ہو گئے تھے جبکہ کچھ دریا میں کود گئے تھے۔ حضرت مُثَنّٰیؓ اور آپؓ کے ساتھی مردانگی سے لڑتے رہے۔ بالآخر حضرت مُثَنّٰیؓ زخمی ہو گئے اور آپؓ لڑتے ہوئے دریائے فرات عبور کر کے واپس آ گئے۔ اس واقعہ میں مسلمانوں کا بہت زیادہ نقصان ہوا۔ مسلمانوں کے چار ہزار آدمی شہید ہوئے جبکہ ایرانیوں کے چھ ہزار فوجی مارے گئے۔

(ماخوذ از تاریخ ابن خلدون (مترجم) حکیم احمد حسین اِلٰہ آبادی جلد 3 صفحہ 270 تا 273 مطبوعہ دار الاشاعت کراچی 2003ء)

بہرحال یہ جنگ اس لیے ہوئی تھی کہ ایرانیوں کی طرف سے بار بار حملے ہو رہے تھے اور ان حملوں کو روکنے کے لیے یہ اجازت لی گئی تھی کہ جنگ کریں۔

پھر جن صحابی کا ذکر ہے حضرت سَہْل بن عَتِیْکؓ۔ ان کا نام سُہَیْل بھی بیان کیا جاتا ہے۔ ان کی والدہ کا نام جَمِیْلَہ بنتِ عَلْقَمَہ تھا۔ حضرت سہل بن عَتِیکؓ ستر انصار کے ساتھ بیعتِ عقبہ ثانیہ میں شامل ہوئے۔ آپ نے غزوۂ بدر اور احد میں شامل ہونے کی سعادت پائی۔

(طبقات الکبریٰ جلد 3 صفحہ 387 سہل بن عتیک دار الکتب العلمیۃ بیروت 1990ء)
(اسد الغابۃ جلد2 صفحہ578 سہل بن عتیک دار الکتب العلمیۃ بیروت 2003ء)

پھر جن صحابی کا ذکر ہے ان کا نام ہے حضرت سُہَیل بن رافِعؓ۔ حضرت سُہَیل کا تعلق قبیلہ بنو نَجَّار سے تھا۔ وہ زمین جس پر مسجد نبویؐ تعمیر ہوئی وہ آپؓ اور آپؓ کے بھائی حضرت سہل کی ملکیت تھی۔ آپؓ کی والدہ کا نام زُغَیْبَہ بنتِ سَہْل تھا۔ حضرت سہیلؓ غزوۂ بدر، احد اور خندق سمیت تمام غزوات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ شامل ہوئے اور حضرت عمرؓ کے دورِ خلافت میں آپؓ کی وفات ہوئی۔

(الطبقات الکبری لابن سعد جلد3 صفحہ 372 سہیل بن رافع، دار الکتب العلمیہ بیروت 1990ء)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت مدینہ کا ذکر کرتے ہوئے حضرت مصلح موعودؓ نے جو تحریر فرمایا ہے پیش کرتا ہوں۔ آپؓ لکھتے ہیں کہ

''جب آپؐ مدینہ میں داخل ہوئے، ہر شخص کی یہ خواہش تھی کہ آپؐ اس کے گھر میں ٹھہریں۔ جس جس گلی میں سے آپؐ کی اونٹنی گزرتی تھی اس گلی کے مختلف خاندان اپنے گھروں کے آگے کھڑے ہو کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا استقبال کرتے تھے اور کہتے تھے یا رسولؐ اللہ! یہ ہمارا گھر ہے اور یہ ہمارا مال ہے اور یہ ہماری جانیں ہیں جو آپ کی خدمت کے لیے حاضر ہیں۔ یا رسولؐ اللہ! اور ہم آپؐ کی حفاظت کرنے کے قابل ہیں۔ آپؐ ہمارے ہی پاس ٹھہریں۔ بعض لوگ جوش میں آگے بڑھتے اور آپؐ کی اونٹنی کی باگ پکڑ لیتے تا کہ آپؐ کو اپنے گھر میں اتروالیں مگر آپؐ ہر ایک شخص کو یہی جواب دیتے تھے کہ میری اونٹنی کو چھوڑ دو یہ آج خدا تعالیٰ کی طرف سے مامور ہے۔'' (جو اس کو حکم ہو گا۔ یہی سمجھو کہ جہاں اللہ تعالیٰ چاہے گا وہاں یہ بیٹھ جائے گی) ''یہ وہیں کھڑی ہو گی جہاں خدا تعالیٰ کا منشاء ہو گا۔ آخر مدینہ کے ایک سرے پر بنو نجار کے یتیموں کی ایک زمین کے پاس جا کر اونٹنی ٹھہر گئی۔ آپؐ نے فرمایا خدا تعالیٰ کا یہی منشاء معلوم ہوتا ہے کہ ہم یہاں ٹھہریں۔ پھر فرمایا یہ زمین کس کی ہے؟ زمین کچھ یتیموں کی تھی۔ ان کا ولی آگے بڑھا اور اس نے کہا کہ یا رسول اللہ! یہ فلاں فلاں یتیم کی زمین ہے اور آپؐ کی خدمت کے لیے حاضر ہے۔ آپؐ نے فرمایا ہم کسی کا مال مفت نہیں لے سکتے۔ آخر اس کی قیمت مقرر کی گئی اور آپؐ نے اس جگہ پر مسجد اور اپنے مکانات بنانے کا فیصلہ کیا۔''

(دیباچہ تفسیر القرآن۔ انوار العلوم جلد 20 صفحہ 228)

حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ نے اس کی تفصیل سیرت خاتم النبیینؐ میں کچھ اس طرح لکھی ہے کہ

''مدینہ کے قیام کا سب سے پہلا کام مسجد نبوی کی تعمیر تھا جس جگہ آپؐ کی اونٹنی آ کر بیٹھی تھی وہ مدینہ کے دو مسلمان بچوں سہل اور سُہَیل کی ملکیت تھی جو حضرت اَسْعَد بن زُرَارَہؓ کی نگرانی میں رہتے تھے۔ یہ ایک افتادہ جگہ تھی۔'' یعنی بالکل بنجر، غیر آباد جگہ تھی ''جس کے ایک حصہ میں کہیں کہیں کھجوروں کے درخت تھے۔'' اِکادُکا درخت لگے ہوئے تھے۔ ''اور دوسرے حصہ میں کچھ کھنڈرات وغیرہ تھے'' گرے ہوئے مکان تھے، کھنڈر تھے۔ ''آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے مسجد اور اپنے حجرات کی تعمیر کے لیے پسند فرمایا اور دس دینار...... میں یہ زمین خرید لی گئی اور جگہ کو ہموار کر کے اور درختوں کو کاٹ کر مسجد نبویؐ کی تعمیر شروع ہو گئی۔''

(ماخوذ از سیرت خاتم النبیینؐ از حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ ایم اے صفحہ 269)

ایک روایت کے مطابق اس زمین کی یہ جو رقم تھی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ادا کی تھی۔

(شرح زرقانی جلد 2 صفحہ186 دار الکتب العلمیۃ بیروت 1996ء)

پھر لکھتے ہیں کہ جگہ کو ہموار کر کے اور درختوں کو کاٹ کر مسجد نبویؐ کی تعمیر شروع ہو گئی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خود دعا مانگتے ہوئے سنگ بنیاد رکھا اور جیسا کہ قبا کی مسجد میں ہوا تھا صحابہؓ نے معماروں اور مزدوروں کا کام کیا جس میں کبھی کبھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خود بھی شرکت فرماتے تھے۔ بعض اوقات اینٹیں اٹھاتے ہوئے صحابہ حضرت عبد اللہ بن رَوَاحہ انصاری کا یہ شعر پڑھتے تھے کہ

هَذَا الْحِمَالُ لَا حِمَالَ خَيْبَر ، هَذَا أَبَرُّ رَبَّنَا وَأَطْهَرُ

یعنی یہ بوجھ خیبر کے تجارتی مال کا بوجھ نہیں ہے جو جانوروں پر لد کر آیا کرتا ہے۔ بلکہ اے ہمارے مولیٰ! یہ بوجھ تقویٰ اور طہارت کا بوجھ ہے جو ہم تیری رضا کے لیے اٹھاتے ہیں۔ اور کبھی کبھی صحابہ کام کرتے ہوئے

عبداللہ بن رَوَاحَہ کا یہ شعر پڑھتے تھے کہ

اَللّٰھُمَّ اِنَّ الْاَجْرَ اَجْرُ الْاٰخِرَہ، فَارْحَمِ الْاَنْصَارَ وَالْمُھَاجِرَہ

یعنی اے ہمارے اللہ! اصل اجر تو صرف آخرت کا اجر ہے پس تُو اپنے فضل سے انصار اور مہاجرین پر اپنی رحمت نازل فرما۔ جب صحابہ یہ شعر پڑھتے تھے یا اشعار پڑھتے تھے تو بعض اوقات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی ان کی آواز کے ساتھ آواز ملا دیتے تھے اور اس طرح ایک لمبے عرصہ کی محنت کے بعد یہ مسجد مکمل ہوئی۔ مسجد کی عمارت پتھروں کی سِلوں اور اینٹوں کی تھی جو لکڑی کے کھمبوں کے درمیان چنی گئی تھی۔ اس زمانے میں مضبوط عمارت کے لیے یہ رواج تھا کہ لکڑی کے بلاک کھڑے کر کے، کھمبے بنا کر یا pillar بنا کر اس کے اندر یہ اینٹیں اور مٹی کی دیواریں لگائی جاتی تھیں تا کہ مضبوطی قائم رہے۔ یہ اس کا سٹرکچر (structure) ہوتا تھا اور چھت پر کھجور اور تنے اور شاخیں ڈالی گئی تھیں۔ مسجد کے اندر چھت کے سہارے کے لیے کھجور کے ستون تھے اور جب تک منبر کی تجویز نہیں ہوئی، وہ منبر جہاں کھڑے ہو کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ دیا کرتے تھے انہی ستونوں میں سے ایک ستون کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ کے وقت ٹیک لگا کر کھڑے ہو جاتے تھے۔ مسجد کا فرش کچا تھا اور چونکہ زیادہ بارش کے وقت چھت ٹپکنے لگتی تھی اس لیے ایسے اوقات میں فرش پر کیچڑ ہو جاتا تھا۔ چنانچہ اس تکلیف کو دیکھ کر بعد میں کنکریوں کا فرش بنوا دیا گیا۔ چھوٹے چھوٹے پتھر وہاں ڈالے گئے۔ شروع شروع میں مسجد کا رخ بیت المقدس کی طرف رکھا گیا تھا لیکن تحویل قبلہ کے وقت یہ رخ بدل دیا گیا۔ مسجد کی بلندی یعنی height اس وقت دس فٹ تھی (چھت دس فٹ اونچی تھی)۔ اور طول ایک سو پانچ فٹ (لمبائی ایک سو پانچ فٹ تھی) اور عرض 90 فٹ کے قریب تھا (چوڑائی جو تھی نوے فٹ تھی) لیکن بعد میں اس کی توسیع کر دی گئی۔ یہ بھی جو 105 فٹ اور 90 فٹ کا رقبہ بنتا ہے یہ تقریباً پندرہ سولہ سو نمازیوں کے لیے جگہ بنتی ہے۔

مسجد کے ایک گوشے میں ایک چھت دار چبوترا بنایا گیا تھا جسے صُفَّہ کہتے تھے۔ یہ ان غریب مہاجرین کے لیے تھا جو بے گھر بار تھے، جن کا گھر کوئی نہیں ہوتا تھا۔ یہ لوگ یہیں رہتے تھے اور اَصحابُ الصُّفَّہ کہلاتے تھے۔ ان کا کام گویا دن رات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں رہنا، عبادت کرنا اور قرآن شریف کی تلاوت کرنا تھا۔ ان لوگوں کا کوئی مستقل ذریعۂ معاش نہ تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خود ان کی خبر گیری فرماتے تھے اور جب کبھی آپؐ کے پاس کوئی ہدیہ وغیرہ آتا تھا یا گھر میں کچھ ہوتا تھا تو ان کا حصہ ضرور نکالتے تھے۔ ان لوگوں کا کھانا پینا اکثر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیا کرتے تھے بلکہ بعض اوقات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خود فاقہ کرتے اور جو کچھ گھر میں ہوتا تھا وہ اصحاب الصفہ کو بھجوا دیتے تھے۔ انصار بھی ان لوگوں کی مہمان نوازی میں حتی المقدور مصروف رہتے تھے اور ان کے لیے کھجوروں کے خوشے لا لا کر مسجد میں لٹکا دیا کرتے تھے۔ لیکن اس کے باوجود ان کی حالت تنگ رہتی تھی اور بسا اوقات فاقے تک نوبت پہنچ جاتی تھی اور یہ حالت کئی سال تک جاری رہی حتّٰی کہ کچھ تو مدینہ کی آبادی کی وسعت کے نتیجہ میں ان لوگوں کے لیے کام نکل آیا مزدوری وغیرہ ملنے لگ گئی اور کچھ قومی بیت المال سے امداد کی صورت پیدا ہو گئی۔ حالات بہتر ہوئے تو ان کی مدد ہونے لگ گئی۔

مسجد کے ساتھ ملحق طور پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے رہائشی مکان تیار کیا گیا تھا۔ مکان کیا تھا ایک دس پندرہ فٹ کا چھوٹا سا حجرہ تھا اور اس حجرے اور مسجد کے درمیان ایک دروازہ رکھا گیا تھا جس میں سے گزر کر آپؐ نماز وغیرہ کے لیے مسجد میں تشریف لاتے تھے۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اَور شادیاں کیں تو اسی حجرے کے ساتھ ساتھ دوسرے حجرات بھی تیار ہوتے گئے اور مسجد کے آس پاس بعض اور صحابہ کے مکانات بھی تیار ہو گئے۔

یہ تھی مسجد نبویؐ جو مدینہ میں تیار ہوئی اور اس زمانہ میں چونکہ اَور کوئی پبلک عمارت ایسی نہیں تھی جہاں قومی کام سرانجام دیے جاتے۔ اس لیے ایوانِ حکومت کا کام بھی یہی مسجد دیتی تھی۔ یہی دفتر تھا۔ یہی حکومت کا پورا سیکرٹیریٹ (secretariat) تھا۔ یہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس لگتی تھی۔ یہیں تمام قسم کے مشورے ہوتے تھے۔ یہیں مقدمات کا فیصلہ کیا جاتا تھا۔ یہیں سے احکامات صادر ہوتے تھے۔ یہی قومی مہمان خانہ تھا یعنی کہ جو مہمان خانہ تھا وہ بھی یہی مسجد ہی تھا۔ اور ہر قومی کام جو تھا وہ اسی مسجد میں انجام دیا جاتا تھا۔ اور ضرورت ہوتی تھی تو اسی سے جنگی قیدیوں کا حبس گاہ کا کام بھی لیا جاتا تھا یعنی یہیں مسجد میں جنگی قیدی بھی رکھے جاتے تھے اور بہت سارے قیدی ایسے بھی تھے جب مسلمانوں کو عبادت کرتے اور آپس کی محبت اور پیار دیکھتے تھے تو ان میں سے پھر مسلمان بھی ہوئے۔ بہرحال اس کے بارے میں سر ولیم میور بھی ذکر کرتا ہے جو ایک مستشرق ہے اور اسلام کے خلاف بھی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف بھی کافی لکھتا ہے، لیکن وہ یہاں اس کے بارے میں لکھتا ہے کہ

گو یہ مسجد سامان تعمیر کے لحاظ سے نہایت سادہ اور معمولی تھی لیکن محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ مسجد اسلامی تاریخ میں ایک خاص شان رکھتی ہے۔ رسول خداؐ اور ان کے اصحابؓ اسی مسجد میں اپنے وقت کا بیشتر حصہ گزارتے تھے۔ یہیں اسلامی نماز کا باقاعدہ باجماعت صورت میں آغاز ہوا۔ یہیں تمام مسلمان جمعہ کے دن خدا کی تازہ وحی کو سننے کے لیے مؤدبانہ اور مرعوب حالت میں جمع ہوتے تھے۔ یہیں محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنی فتوحات کی تجاویز پختہ کیا کرتے تھے۔ یہیں وہ ایوان تھا جہاں مفتوح اور تائب قبائل کے وفود ان کے سامنے پیش ہوتے تھے۔ یہی وہ دربار تھا جہاں سے وہ شاہی احکام جاری کیے جاتے تھے جو عرب کے دُور دراز کونوں تک باغیوں کو خوف سے لرزا دیتے تھے اور بالآخر اسی مسجد کے پاس اپنی بیوی عائشہؓ کے حجرے میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی جان دی اور اسی جگہ اپنے دو خلیفوں کے پہلو بہ پہلو وہ مدفون ہیں۔

یہ مسجد اور اس کے ساتھ کے حجرے کم و بیش سات ماہ کے عرصہ میں تیار ہو گئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے نئے مکان میں اپنی بیوی حضرت سودہؓ کے ساتھ تشریف لے گئے۔ بعض دوسرے مہاجرین نے بھی انصار سے زمین حاصل کر کے مسجد کے آس پاس مکانات تیار کر لیے اور جنہیں مسجد کے قریب زمین نہیں مل سکی انہوں نے دور دور مکان بنا لیے اور بعض کو انصار کی طرف سے بنے بنائے مکان مل گئے۔

(ماخوذ از سیرت خاتم النبیینؐ از حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب ایم اےؓ صفحہ 269 تا 271)

بہرحال حضرت سُہَیل اور ان کے بھائی وہ خوش قسمت تھے جن کو اسلام کے اس عظیم مرکز میں اپنی زمین پیش کرنے کی توفیق ملی۔

پھر جن صحابی کا ذکر ہے ان کا نام ہے حضرت سعد بن خَیْثَمَہؓ۔ حضرت سعد بن خَیْثَمَہؓ کا تعلق قبیلہ اوس سے تھا۔ آپؓ کی والدہ کا نام ھِند بنتِ اَوس تھا۔ حضرت ابو ضَیَّاح نُعمان بن ثابتؓ جو کہ بدری صحابی ہیں والدہ کی طرف سے آپؓ کے بھائی تھے۔ آپؓ کی کنیت ابو خَیْثَمَہ اور ابو عبداللہ بیان کی جاتی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سعد بن خَیْثَمَہؓ کے اور حضرت ابو سلمہ بن عَبْدُ الْاَسَدؓ کے درمیان مؤاخات قائم فرمائی تھی۔

(الطبقات الکبریٰ لابن سعد جلد3 صفحہ 366-367 سعد بن خیثمہ، دار الکتب العلمیہ بیروت 1990ء)

(اسدالغابة فی معرفة الصحابة جلد2 صفحہ 429 سعد بن خیثمہ، دار الکتب العلمیہ بیروت 2003ء)

حضرت سعدؓ ان بارہ نقباء میں سے یعنی نقیبوں میں سے تھے جنہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیعتِ عقبہ ثانیہ کے موقع پر مدینہ کے مسلمانوں کا نقیب مقرر فرمایا تھا۔ بارہ نقیب کس طرح مقرر ہوئے۔ اس کی کچھ تفصیل اور نقیبوں کے نام اور کام کے بارے میں بھی بتاتا ہوں جو سیرت خاتم النبیینؐ میں حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ نے لکھا ہے کہ

13/ نبوی کے ماہ ذی الحجہ میں حج کے موقع پر اوس اور خزرج کے کئی سو آدمی مکہ میں آئے۔ ان میں سے ستّر شخص ایسے شامل تھے جو یا تو مسلمان ہو چکے تھے یا اب مسلمان ہونا چاہتے تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ملنے کے لیے مکہ آئے تھے۔ مُصْعَب بن عُمَیرؓ بھی ان کے ساتھ تھے۔ مُصْعَب کی ماں زندہ تھی اور گو مشرکہ تھی مگر ان سے بہت محبت کرتی تھی۔ جب اسے ان کے آنے کی خبر ملی تو اس نے ان کو کہلا بھیجا کہ پہلے مجھ سے آ کر مل جاؤ پھر کہیں دوسری جگہ جانا۔ مُصْعَبؓ نے جواب دیا کہ میں ابھی تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نہیں ملا۔ آپؐ سے مل کر، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مل کر پھر آپ کے پاس آؤں گا۔ چنانچہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے آپؐ سے مل کر اور ضروری حالات عرض کر کے پھر اپنی ماں کے پاس گئے۔ وہ بہت جلی بھنی بیٹھی تھی۔ ان کو دیکھ کر بہت روئی اور بڑا شکوہ کیا۔ مُصْعَبؓ نے کہا ماں میں تم سے ایک بڑی اچھی بات کہتا ہوں جو تمہارے واسطے بہت ہی مفید ہے اور سارے جھگڑوں کا فیصلہ ہو جاتا ہے۔ اس نے کہا وہ کیا ہے؟ مُصْعَبؓ نے آہستہ سے جواب دیا کہ بس یہی کہ بت پرستی ترک کر کے مسلمان ہو جاؤ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لے

Earlsfield Properties
We will manage your property at 0% commission
Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years
Free management Service
Guaranteed vacant possession
175 Merton Road London SW18 5EF
Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

آؤ۔ وہ پکی مشرکہ تھی سنتے ہی شور مچادیا کہ مجھے ستاروں کی قسم ہے میں تمہارے دین میں کبھی داخل نہیں ہوں گی اور اپنے رشتہ داروں کو اشارہ کیا کہ مُصْعَبؓ کو پکڑ کر قید کر لیں مگر وہ بھاگ گئے۔

بہرحال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مُصْعَبؓ سے انصار کی آمد کی اطلاع مل چکی تھی اور ان میں سے بعض لوگ آپؐ سے انفرادی طور پر ملاقات بھی کر چکے تھے مگر چونکہ اس موقع پر ایک اجتماعی اور خلوت کی ملاقات کی ضرورت تھی یعنی علیحدہ ملاقات ہونی چاہیے تھی اس لیے مراسم حج کے بعد ماہ ذی الحجہ کی وسطی تاریخ مقرر کی گئی کہ اس دن نصف شب کے قریب یہ سب لوگ گزشتہ سال والی گھاٹی میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو آ کر ملیں تا کہ اطمینان اور یکسوئی کے ساتھ علیحدگی میں بات چیت ہو سکے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار کو تاکید فرمائی کہ اکٹھے نہ آئیں بلکہ ایک ایک دو دو کر کے آئیں دشمن کی نظر پڑ سکتی ہے اور وقت مقررہ پر گھاٹی میں پہنچ جائیں اور اگر کوئی سویا ہوا ہے تو سوتے کو نہ جگائیں اور نہ غیر حاضر کا انتظار کریں۔ چنانچہ جب مقررہ تاریخ آئی تو رات کے وقت جبکہ ایک تہائی رات جا چکی تھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اکیلے گھر سے نکلے اور راستے میں اپنے چچا عباس کو ساتھ لیا جو ابھی تک اسلام نہیں لائے تھے، مشرک تھے مگر آپؐ سے محبت رکھتے تھے اور خاندان ہاشم کے رئیس تھے۔ اور پھر دونوں مل کر اس گھاٹی میں پہنچے۔ ابھی زیادہ دیر نہ ہوئی تھی کہ انصار بھی ایک ایک دو دو کر کے آ پہنچے۔ یہ ستر اشخاص تھے اور اوس اور خزرج دونوں قبیلوں سے تعلق رکھنے والے تھے۔ سب سے پہلے عباس نے گفتگو شروع کی یعنی حضرت عباس جو ابھی اسلام نہیں لائے تھے کہ اے خزرج کے گروہ! محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنے خاندان میں ایک معزز اور محبوب ہے اور وہ خاندان آج تک اس کی حفاظت کا ضامن رہا ہے اور ہر خطرے کے وقت میں اس کے لیے سینہ سپر ہوا ہے مگر اب محمد کا ارادہ اپنا وطن چھوڑ کر تمہارے پاس چلے جانے کا ہے۔ سو اگر تم اسے اپنے پاس لے جانے کی خواہش رکھتے ہو تو تمہیں اس کی ہر طرح حفاظت کرنی ہوگی اور ہر دشمن کے سامنے سینہ سپر ہونا پڑے گا۔ اگر تم اس کے لیے تیار ہو تو بہتر ورنہ ابھی سے صاف صاف جواب دے دو کیونکہ صاف صاف بات اچھی ہوتی ہے۔ بَرَاء بِن مَعْرُورؓ جو انصار کے قبیلے کے ایک معمر اور بااثر بزرگ تھے انہوں نے کہا کہ عباس ہم نے تمہاری بات سن لی ہے مگر ہم چاہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خود بھی اپنی زبان مبارک سے کچھ فرماویں اور جو ذمہ داری ہم پر ڈالنا چاہتے ہیں وہ بیان فرمائیں۔ اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن شریف کی چند آیات تلاوت فرمائیں اور پھر ایک مختصر سی تقریر میں اسلام کی تعلیم بیان فرمائی اور حقوق اللہ اور حقوق العباد کی تشریح کرتے ہوئے فرمایا کہ میں اپنے لیے صرف اتنا چاہتا ہوں کہ جس طرح تم اپنے عزیزوں اور رشتہ داروں کی حفاظت کرتے ہو اسی طرح اگر ضرورت پیش آئے تو میرے ساتھ بھی معاملہ کرو۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم تقریر ختم کر چکے تو بَرَاء بن مَعْرُور نے عرب کے دستور کے مطابق آپؐ کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے کر کہا یا رسولؐ اللہ! ہمیں اس خدا کی قسم ہے جس نے آپ کو حق اور صداقت کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے کہ ہم اپنی جانوں کی طرح آپ کی حفاظت کریں گے۔ ہم لوگ تلواروں کے سائے میں پلے ہیں اور بات یہ کہہ ہی رہے تھے، ابھی بات ختم نہیں ہوئی تھی کہ اَبُوالْھَیْثَم بِن تَیِّھَان ایک اور شخص وہاں بیٹھا تھا، اس نے ان کی بات کاٹ کر کہا کہ یا رسولؐ اللہ! (یہ بھی مسلمان ہو گئے تھے) یثرب کے یہود کے ساتھ ہمارے دیرینہ تعلقات ہیں، پرانے تعلقات ہیں، آپؐ کا ساتھ دینے سے وہ منقطع ہو جائیں گے۔ ایسا نہ ہو کہ جب اللہ تعالیٰ آپؐ کو غلبہ دے تو آپؐ ہمیں چھوڑ کر اپنے وطن میں واپس تشریف لے آئیں اور ہم نہ اِدھر کے رہیں اور نہ اُدھر کے رہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہنس کر فرمایا کہ نہیں نہیں ایسا ہرگز نہیں ہو گا۔ تمہارا خون میرا خون ہو گا۔ تمہارے دوست میرے دوست اور تمہارے دشمن میرے دشمن۔ اس پر عباس بن عُبَادَۃ انصاری نے اپنے ساتھیوں پر نظر ڈال کر کہا کہ لوگو! کیا تم سمجھتے ہو کہ اس عہد و پیمان کے کیا معنی ہیں؟ اس کا یہ مطلب ہے کہ تمہیں ہر اسود و اَحمر، ہر کالے گورے کے مقابلے کے لیے تیار ہونا چاہیے۔ ہر شخص جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کرے گا اس کا مقابلہ کرنے کے لیے تمہیں تیار ہونا پڑے گا اور ہر قربانی کے لیے آمادہ رہنا چاہیے۔ لوگوں نے کہا ہاں ہم جانتے ہیں مگر یا رسولؐ اللہ! اس کے بدلے میں ہمیں کیا ملے گا؟ پھر ان لوگوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ ہم تو یہ سب کچھ کریں گے ہمیں کیا ملے گا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہیں خدا کی جنت ملے گی جو اس کے سارے انعاموں میں سے بڑا انعام ہے۔ سب نے کہا کہ ہمیں یہ سودا منظور ہے یا رسولؐ اللہ! آپؐ اپنا ہاتھ آگے کریں۔ آپؐ نے اپنا دست مبارک آگے بڑھایا اور یہ ستر جانثاروں کی جماعت ایک دفاعی معاہدے میں آپؐ کے ہاتھ پر بک گئی۔ اس بیعت کا نام بیعتِ عقبہ ثانیہ ہے۔

جب بیعت ہو چکی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم میں سے بارہ نقیب چنے تھے جو موسیٰ کی طرف سے ان کے نگران اور محافظ تھے۔ مَیں بھی تم میں سے بارہ نقیب مقرر کرنا چاہتا ہوں جو تمہارے نگران اور محافظ ہوں گے اور وہ میرے لیے عیسیٰ کے حواریوں کی طرح ہوں گے اور میرے سامنے اپنی قوم کے متعلق جوابدہ ہوں گے۔ پس تم مناسب لوگوں کے نام تجویز کر کے میرے سامنے پیش کرو۔ چنانچہ بارہ آدمی تجویز کیے گئے جنہیں آپؐ نے منظور فرمایا اور انہیں ایک ایک قبیلے کا نگران مقرر کر کے ان کے فرائض سمجھا دیے اور بعض قبائل کے لیے آپؐ نے دو دو نقیب مقرر فرمائے۔ بہرحال ان بارہ نقیبوں کے نام یہ ہیں۔

اَسْعَد بن زُرَارَۃ۔ اُسَیْد بن الْحُضَیر۔ ابوالھَیْثَم مالِك بن تَیِّھَان۔ سعد بن عُبَادہ۔ بَرَاء بن مَعْرُور۔ عبداللّٰہ بن رَوَاحَہ۔ عُبَادہ بن صَامِت۔ سَعد بِن ربِیع۔ رَافِع بن مَالِك۔ عبدُاللّٰہ بن عمرو اور سَعْد بن خَیْثَمَہ (جن کا ذکر چل رہا ہے۔ یہ سعد بن خَیْثَمَہ بھی ان نقیبوں میں سے ایک نقیب تھے) اور مُنْذِر بن عَمْرو۔

(ماخوذ از سیرت خاتم النبیینؐ از حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب ایم اےؓ صفحہ 227 تا 232)

ہجرت مدینہ کے وقت قبا میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت کُلْثُوم بن الہِدْمؓ کے گھر قیام فرمایا۔ اس ضمن میں یہ بھی کہا جاتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سَعْد بن خَیْثَمَہؓ کے گھر قیام فرمایا اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ قیام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت کلثوم بن الہِدْمؓ کے گھر ہی تھا لیکن جب آپ ان کے گھر سے نکل کر لوگوں میں بیٹھتے تو وہ سعد بن خَیْثَمَہؓ کے گھر تشریف فرما ہوا کرتے تھے۔

(السیرۃ النبویۃ لابن کثیر صفحہ 215-216 فصل فی دخولہ علیہ السلام... دار الکتب العلمیہ بیروت 2005ء)

بیعت عقبہ اولیٰ کے بعد جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت مُصْعَب بن عُمَیرؓ کو مدینہ کے مسلمانوں کی تربیت کے لیے بھجوایا تو کچھ عرصہ بعد انہوں نے آپؐ سے نماز جمعہ کی اجازت چاہی۔ اس پر آپؐ نے انہیں اجازت دی اور جمعہ کے متعلق ہدایت فرمائی۔ چنانچہ ان ہدایات کے ماتحت مدینہ میں جو پہلا جمعہ ادا کیا گیا وہ حضرت سَعْد بن خَیْثَمَہؓ کے گھر ادا کیا گیا۔

(الطبقات الکبریٰ جلد 3 صفحہ 87-88 مصعب الخیر، دارالکتب العلمیہ بیروت 1990ء)

یہ حوالہ الطبقات الکبریٰ کا ہے۔ حضرت سعد بن خَیْثَمَہؓ کا قبا میں ایک کنواں تھا جسے اَلْغَرْس کہا جاتا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس سے پانی پیا کرتے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کنویں کے بارے میں فرمایا کہ یہ جنت کے چشموں میں سے ہے اور اس کا پانی بہترین ہے۔ یعنی بہت اچھا میٹھا ٹھنڈا پانی تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد آپ کو اسی کنویں کے پانی سے غسل دیا گیا۔ حضرت علیؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب میرا انتقال ہو جائے تو بِئرِ غَرْس سے سات مشکیزے لا کر اس کے پانی سے مجھے غسل دینا۔ ابو جعفر محمد بن علی روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو تین مرتبہ غسل دیا گیا۔ آپؐ کو پانی اور بیری کے پتوں سے قمیض میں ہی غسل دیا گیا۔ یعنی قمیض نہیں اتاری گئی تھی۔ حضرت علیؓ، حضرت عباسؓ اور حضرت فضلؓ نے آپؐ کو غسل دیا اور ایک روایت کے مطابق حضرت اُسامہ بن زیدؓ حضرت شُقْرَانؓ اور حضرت اَوْس بن خَوَلِیؓ بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو غسل دینے میں شریک تھے۔

(الطبقات الکبریٰ لابن سعد جلد 2 صفحہ 214 ذکر غسل رسول اللہ ﷺ، دار الکتب العلمیہ بیروت 1990ء)(سنن ابن ماجہ کتاب الجنائز باب ما جاء فی غسل النبی ﷺ حدیث نمبر 1468)(سبل الھدیٰ والرشاد جلد 7 صفحہ 229۔ الباب الاول: فیما یستعذب لہ الماء ۔۔الخ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت 1993ء)

قریش کے مظالم سے تنگ آ کر مدینہ ہجرت کرنے والے بہت سارے مسلمانوں کی پہلی منزل عموماً حضرت سعد بن خَیْثَمَہؓ کا گھر ہوا کرتی تھی۔ جو لوگ بھی ہجرت کر کے آتے تھے وہ حضرت سعد بن خَیْثَمَہؓ کے گھر ٹھہرا کرتے تھے۔ مثلاً حضرت حمزہؓ۔ ان میں سے بعض لوگوں کے نام جو ملتے ہیں وہ یہ ہیں: حضرت حمزہؓ، حضرت زید بن حارثہؓ، حضرت ابوکبشہؓ مولیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، جو غلام تھے۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ وغیرہ۔ جب انہوں نے ہجرت کی تو حضرت سعد بن خَیْثَمَہؓ کے گھر ٹھہرے۔

(الطبقات الکبریٰ لابن سعد جلد 3 صفحہ 6، 32، 36، 112، دار الکتب العلمیہ بیروت 1990ء)

سُلَیْمَان بن اَبَّانْ روایت کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بدر کے لیے نکلے تو حضرت سعد بن خَیْثَمَہؓ اور آپؓ کے والد دونوں نے آپؐ کے ساتھ جانے کا ارادہ کیا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے یہ بات عرض کی گئی کہ دونوں باپ بیٹا گھر سے نکل رہے ہیں۔ اس پر آپؐ نے ہدایت فرمائی کہ ان دونوں میں سے صرف ایک جا سکتا ہے۔ وہ دونوں قرعہ اندازی کر لیں۔ حضرت خَیْثَمَہؓ نے اپنے بیٹے سعد سے کہا کہ ہم میں سے ایک ہی جا سکتا ہے۔ تم ایسا کرو کہ عورتوں کے پاس وہاں نگرانی کے لیے، حفاظت کے لیے رک جاؤ۔ حضرت سعدؓ نے کہا کہ اگر جنت کے علاوہ کوئی اور معاملہ ہوتا تو میں ضرور آپؓ کو ترجیح دیتا لیکن میں خود شہادت کا طلبگار ہوں۔ اس پر ان دونوں نے قرعہ اندازی کی تو قرعہ حضرت سَعْدؓ کے نام نکلا۔ آپؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کے ساتھ بدر کے لیے نکلے اور جنگ بدر میں شہید ہو گئے۔

(المستدرک علی الصحیحین للحاکم جلد 3 صفحہ 209 ومن مناقب سعد بن خیثمہ حدیث 4866، دار الکتب العلمیہ بیروت 2002ء)

آپؓ کو عَمْرو بن عَبدِ وُدّ نے شہید کیا اور ایک قول کے مطابق طُعَیْمَہ بن عَدِی نے آپؓ کو شہید کیا تھا۔ طُعَیْمَہ کو حضرت حمزہؓ نے جنگ بدر میں اور عَمْرو بن عَبدِ وُدّ کو حضرت علیؓ نے جنگ خندق میں قتل کیا تھا۔

(اسدالغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ جلد2 صفحہ 429 سعد بن خیثمہ، دار الکتب العلمیہ بیروت 2003ء)

حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ بدر کے روز جب دن چڑھ گیا اور مسلمانوں اور (ایک روایت یہ ہے) مسلمانوں اور کفار کی صفیں باہم مل گئیں یعنی جنگ شروع ہو گئی تو میں ایک آدمی کے تعاقب میں نکلا تو میں کیا دیکھتا ہوں کہ ایک ریت کے ٹیلے پر حضرت سعد بن خَیْثَمَہؓ ایک مشرک سے لڑ رہے ہیں یہاں تک کہ اس مشرک نے حضرت سَعدؓ کو شہید کر دیا۔ وہ مشرک لوہے کی زرہ میں ملبوس گھوڑے پر سوار تھا پھر وہ گھوڑے سے نیچے اترا۔ اس نے مجھے پہچان لیا تھا لیکن میں اسے نہ پہچان سکا۔ اُس نے مجھے لڑائی کے لیے للکارا۔ میں اس کی طرف بڑھا۔ جب وہ آگے بڑھ کر مجھ پر حملہ کرنے لگا تو میں نیچے کو پیچھے ہٹا تا کہ بلندی سے میرے قریب آجائے۔ زیادہ اونچا نہ ہو۔ لڑائی کا اصول ہے، نیچے آئے اور قریب آجائے کیونکہ مجھے یہ ناگوار گزرا کہ وہ بلندی سے مجھ پر تلوار سے وار کرے۔ جب میں اس طرح ایک قدم پیچھے ہٹ رہا تھا تب وہ بولا کہ اے ابن ابی طالب! کیا بھاگ رہے ہو؟ تو میں نے اسے کہا کہ قَرِیْبٌ مَفَرٌّ ابنِ الشَّتْرَاء۔ کہ الشَّتْرَاء کے بیٹے کا بھاگ جانا قریب ہے یعنی کہ ناممکن ہے۔ یہ عربوں میں ایک محاورہ بن گیا تھا کیونکہ کہتے ہیں۔ تاریخ میں لکھا ہے کہ ایک ڈاکو تھا جو لوگوں کو لوٹنے کے لیے آتا تھا۔ لوگ اس پر حملے کرتے تو بھاگ جاتا لیکن اس کا بھاگنا عارضی ہوتا تھا۔ پھر وہ جلدی موقع پا کر دوبارہ حملہ کر دیتا تھا۔ پس یہ بطور ضرب المثل استعمال ہونے لگا تھا کہ داؤ پیچ کے لیے پیچھے ہٹو اور پھر حملہ کرو۔ حضرت علیؓ کہتے ہیں کہ جب میرے قدم جم گئے اور وہ بھی میرے قریب پہنچ گیا تو اس نے اپنی تلوار سے مجھ پر حملہ کیا جسے میں نے اپنی ڈھال پر لیا اور اس کے کندھے پر اس زور سے وار کیا کہ میری تلوار اس کی زرہ کو چیرتی ہوئی نکل گئی۔ مجھے یقین تھا کہ میری تلوار اس کا خاتمہ کر دے گی کہ اپنے پیچھے سے مجھے تلوار کی چمک محسوس ہوئی۔ کہتے ہیں دوسرا وار ابھی کرنا تھا کہ اتنے میں مجھے پیچھے سے تلوار کی چمک سی محسوس ہوئی۔ میں نے اپنا سر فوراً نیچے کر لیا کہ پیچھے سے کوئی تلوار آ رہی ہے اور وہ تلوار اس زور سے اس دشمن پر پڑی کہ اس کا سر مع خَود کے تن سے جدا ہو گیا۔ حضرت علیؓ کہتے ہیں کہ جب میں نے مڑ کر دیکھا تو وہ حضرت حمزہؓ تھے۔ وہ اس کو کہہ رہے تھے کہ میرے وار کو سنبھالو کہ میں ابن عبد المطلب ہوں۔

(کتاب المغازی للواقدی صفحہ 93-92 غزوہ بدر، عالم الکتب 1984ء) (لغات الحدیث جلد 2 صفحہ 431 مطبوعہ علی آصف پرنٹرز لاہور 2005ء)

اس روایت سے کہتے ہیں ناں کہ فلاں نے فلاں کو قتل کیا تو یہی لگتا ہے کہ طُعَیْمَہ بن عدی نے حضرت سعدؓ کو شہید کیا تھا اور پھر وہ وہیں مارا گیا۔ ایک روایت کے مطابق جنگ بدر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دو گھوڑے تھے ایک گھوڑے پر حضرت مُصْعَب بن عُمَیرؓ اور دوسرے پر حضرت سعد بن خَیْثَمَہؓ سوار تھے۔ حضرت زُبَیر بن العَوامؓ اور حضرت مِقْدَادِ بِن اسودؓ بھی باری باری ان پر سوار ہوئے۔

(دلائل النبوۃ للبیہقی جلد3 صفحہ 110 سیاق قصۃ بدر، دار الکتب العلمیہ بیروت 1988ء)

جنگ بدر میں مسلمانوں کے پاس کتنے گھوڑے تھے؟ اس کے متعلق تاریخوں میں مختلف روایات ملتی ہیں۔ حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ کا خیال ہے کہ غزوۂ بدر میں مسلمانوں کے پاس ستّر اونٹ اور دو گھوڑے تھے۔

(ماخوذ از سیرت خاتم النبیینؐ از حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ ایم اے صفحہ 353)

لیکن یہ بھی بعض دوسری کتابوں میں لکھا ہے کہ گھوڑوں کی تعداد تین اور پانچ بھی بیان ہوئی ہے۔

(شرح زرقانی جلد 2 صفحہ 260 باب غزوۃ بدر الکبریٰ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت 1996ء)
(السیرۃ الحلبیۃ جلد 2 صفحہ 205 باب ذکر مغازیہ ﷺ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت 2002ء)

بہرحال جو بھی ساز و سامان اور گھوڑے اور اونٹ تھے یا ان کی تعداد تھی اس کی کافروں کے ساز و سامان کے ساتھ اور گھوڑوں کی تعداد سے تو کوئی نسبت ہی نہیں تھی لیکن جب مسلمانوں پر حملہ ہوا، جنگ ٹھونسی گئی اور کافر اپنے زعم میں اس لیے آئے کہ اب اسلام کو ختم کر دیں گے تو پھر ان مومنین نے اپنے سامان کی طرف نہیں دیکھا، گھوڑوں کی طرف نہیں دیکھا بلکہ خدا تعالیٰ کی خاطر ایک قربانی کرنے کی تڑپ تھی جیسا کہ ان کے جواب سے بھی ظاہر ہو رہا ہے کہ یہاں کسی اَور دنیاوی چیز کی خواہش کا سوال نہیں ہے یہاں تو اللہ تعالیٰ کی خاطر قربانی کا سوال ہے۔ اس لیے بیٹے نے باپ کو کہا کہ میں یہاں تمہیں ترجیح نہیں دے سکتا۔ بہرحال ایک تڑپ تھی جسے اللہ تعالیٰ نے قبول فرمایا اور پھر فتح بھی عطا فرمائی۔ اللہ تعالیٰ ہر آن ان صحابہ کے درجات بلند فرماتا رہے۔

☆...☆...☆

بقیہ: حضورِ انور کی مصروفیات.........از صفحہ نمبر 1

☆... حضور انور نے نمازِ ظہر سے قبل مسجد فضل لندن کے باہر تشریف لا کر مکرمہ رابعہ طاہر احمد صاحبہ (اہلیہ مکرم توصیف احمد صاحب۔ مچم لندن) کی نماز جنازہ حاضر پڑھائی اور پسماندگان سے ملاقات فرمائی۔ نیز 5 مرحومین کی نماز جنازہ غائب بھی پڑھائی۔

☆... **19/ مارچ بروز منگل:** آج صبح اخبار ٹیلی گراف کی ایک نمائندہ نے حضور انور کا انٹرویو کیا۔

☆... حضور انور نے مسجد فضل لندن میں نمازِ عصر پڑھانے کے بعد درج ذیل 2 نکاحوں کا اعلان فرمایا اور ان نکاحوں کے بابرکت ہونے کے لیے دعا کروائی۔ نیز فریقین کو شرف مصافحہ بخشا اور مبارکباد دی۔

☆... عزیزہ ندا مختار بنت مکرم مختار احمد صاحب (ربوہ) ہمراہ مکرم آصف گلزیب احمد قیصر صاحب (مربی سلسلہ وکالت دیوان ربوہ) ابن مکرم ذو الفقار احمد صاحب (ربوہ)

☆... عزیزہ طوبیٰ عامر بنت مکرم محمد عامر صاحب (جرمنی) ہمراہ مکرم تلمیذ احمد صاحب (واقفِ نو) ابن مکرم ندیم احمد صاحب (صدر جماعت باد ہمبرگ، جرمنی)

☆... **20مارچ بروز بدھ:** آج حضور انور نے نمازِ ظہر سے قبل مسجد فضل لندن کے باہر تشریف لا کر مکرمہ قمر حمید باجوہ صاحبہ (اہلیہ مکرم حمید الدین باجوہ صاحب۔ آلڈرشاٹ، یوکے) کی نماز جنازہ حاضر پڑھائی اور پسماندگان سے ملاقات فرمائی۔ نیز ایک مرحوم کی نماز جنازہ غائب بھی پڑھائی۔

☆... **22مارچ بروز جمعہ:** حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے مسجد بیت الفتوح مورڈن میں 23/ مارچ (یومِ مسیح موعودؑ) کے حوالہ سے خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا جو ایم ٹی اے کے مواصلاتی رابطوں نیز یوٹیوب اور دیگر میڈیا پلیٹ فارمز کے ذریعہ ساری دنیا میں سنا اور دیکھا گیا۔ حضورِ انور نے اپنے خطبہ جمعہ میں خلافت کے وفادار، نیک اور وفاشعار بزرگان مولانا خورشید احمد انور صاحب (وکیل المال تحریک جدید انجمن احمدیہ قادیان)، مکرم طاہر حسین منشی صاحب (نائب امیر جماعت احمدیہ فجی) اور مالی کے مخلص باشندے مکرم موسیٰ سسکو صاحب کی وفات پر ان کا ذکرِ خیر فرمایا اور نمازِ جمعہ اور عصر کے بعد ان کی نمازِ جنازہ غائب پڑھائی۔

دنیا بھر کے مختلف علاقوں میں مختلف قوموں سے تعلق رکھنے والے احباب کے استفادہ کے لیے امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کے خطبات جمعہ و خطابات کا باقاعدگی کے ساتھ مختلف زبانوں میں رواں ترجمہ ایم ٹی اے پر براہِ راست نشر کیا جاتا ہے۔

☆... **23 مارچ بروز ہفتہ:** حضور انور نے مسجد فضل لندن میں نمازِ عصر پڑھانے کے بعد درج ذیل 2 نکاحوں کا اعلان فرمایا اور ان نکاحوں کے بابرکت ہونے کے لیے دعا کروائی۔ نیز فریقین کو شرف مصافحہ بخشا اور مبارکباد دی۔

☆... عزیزہ امۃ الشافی بنت مکرم ثناء اللہ صاحب (امریکہ) ہمراہ مکرم شرجیل احمد ساجد صاحب (واقفِ نو) ابن مکرم عبد القدیر ساجد صاحب (لندن)

☆... عزیزہ الماس ممتاز بنت مکرم طاہر انصار احمد صاحب (لندن) ہمراہ مکرم محمد نصر احمد صاحب (واقفِ نو۔ لندن) ابن مکرم نصیر احمد شاد صاحب (مرحوم۔ مربی سلسلہ)

☆... **24مارچ بروز اتوار:** آج نمازِ عصر کے بعد حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسجد فضل لندن میں ایک تقریب آمین کو رونق بخشی۔ حضور انور نے تقریب میں شامل ہونے کی سعادت حاصل کرنے والے 30/ بچوں اور بچیوں سے باری باری قرآن مجید کی ایک ایک آیت یا اس کا کچھ حصہ سنا۔ بعد ازاں حضور انور نے دعا کروائی۔

☆... آج شام فیملی ملاقاتوں کے بعد حضور انور مکرم عمران سلام صاحب (فارغ التحصیل جامعہ احمدیہ یوکے) اور عزیزہ درشہوار احمد بنت مکرم مسرور احمد صاحب کی دعوت ولیمہ میں شرکت کے لیے مسجد 'بیت الفتوح' تشریف لے گئے۔ حضور انور نے نمازِ عشاء مسجد بیت الفتوح میں پڑھائی۔ اور پھر دعوتِ ولیمہ کو رونق بخشی۔

☆... **25مارچ بروز سوموار:** حضورِ انور ایدہ اللہ نے آج اسلام آباد (ٹلفورڈ) میں ہونے والی نئی تعمیرات کا معائنہ فرمانے اور ہدایات عطا فرمانے کی غرض سے 10 بج کر 50 منٹ پر سفر اختیار فرمایا۔ حضورِ انور نے اسلام آباد میں نمازِ ظہر و عصر پڑھائیں جس کے بعد سوا چار بجے کے قریب لندن واپسی ہوئی۔

☆... **26مارچ بروز منگل:** حضورِ انور نمازِ عصر کے بعد از راہِ شفقت حلقہ اِنر پارک (لندن) کے ایک احمدی دوست مکرم سمیع اللہ چوہدری صاحب کی درخواست پر ان کی گاڑی میں رونق افروز ہوئے اور اسے متبرک فرمایا۔ حضورِ انور نے ان سے نئی گاڑی لینے پر صدقہ دینے کی بابت استفسار بھی فرمایا۔

ملاقات حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

اس عرصہ کے دوران حضورِ انور نے 8 روز دفتری جبکہ دس روز ذاتی ملاقاتیں فرمائیں۔ متعدد افسرانِ صیغہ جات، بعض امرائے جماعت، ذیلی تنظیموں کے صدور، نیشنل سیکرٹریان، مربیانِ سلسلہ اور دیگر احباب نے حضورِ انور سے اپنی دفتری ملاقاتوں میں ہدایات اور رہنمائی حاصل کی۔

اس عرصہ کے دوران 176/ فیملیز اور 110/ احباب نے انفرادی طور پر حضورِ انور سے شرفِ ملاقات کی سعادت پائی۔ اپنے آقا سے ملاقات کے لیے حاضر ہونے والے ان احبابِ جماعت کا تعلق 14/ ممالک سے تھا جن میں پاکستان، امریکہ، کینیڈا، جرمنی، ناروے، فرانس، سوئٹزرلینڈ، برازیل، مالٹا، سویڈن، تنزانیہ، آسٹریلیا، کبابیر اور یوکے شامل ہیں۔

اَللّٰھُمَّ أَیِّدْ اِمَامَنَا بِرُوْحِ الْقُدُسِ
وَکُنْ مَعَہٗ حَیْثُ مَا کَانَ وَانْصُرْہُ نَصْرًا عَزِیْزًا

☆...☆...☆

جنوبی امریکہ کے ملک سورینام کے مقامی ٹی وی پر

ایم ٹی اے کی نشریات کا آغاز

سورینام (جنوبی امریکہ) کے افراد جماعت کو پہلی دفعہ خلیفہ وقت کی آواز اپنے کانوں سے سننے کی سعادت تب نصیب ہوئی جب جون 1983ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کے فروری، مارچ 1983ء کے بیان فرمودہ خطبات جمعہ کی آڈیو کیسٹس امریکہ سے موصول ہوئیں۔ پھر یہ سلسلہ مستقل جاری رہا اور 1988ء کے بعد ہالینڈ سے حضور رحمہ اللہ تعالیٰ کی کچھ تقاریر کا ڈچ ترجمہ بھی تیار کر کے بھجوایا جاتا رہا اور یہ طریق آسمانی مائدہ یعنی مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ کے اجرا تک جاری رہا۔

مورخہ 30 جون 1994ء کو سورینام میں مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ کی نشریات کا آغاز ہوا۔ اور خلیفۃ المسیح نظارہ و آواز کے ساتھ افراد جماعت کے گھروں میں پہنچے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس موقعہ پر اپنے خط میں تحریر فرمایا: ”یہ جان کر خوشی ہوئی کہ سورینام میں سیٹلائٹ ڈش کے ذریعہ ایم ٹی اے کے پروگرام سننے اور دیکھنے کا انتظام ہوگیا ہے۔ الحمد للہ بارک اللہ لکم۔ اللہ تعالیٰ سب کام کرنے والوں کو جزائے خیر عطا فرمائے“۔ (مکتوب محررہ 25 جولائی 1994ء۔)

سورینام کا محل وقوع ایسا ہے کہ سیٹلائٹ کے ذریعہ مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ کی نشریات سے پوری طرح استفادے میں مشکلات پیش آرہی تھیں۔ چنانچہ متبادل ذرائع کی تلاش شروع کی گئی۔ اسی سلسلہ میں نومبر 2018ء میں محترم سید نصیر احمد صاحب ڈائریکٹر سیٹلائٹ جنوبی امریکہ کے دورے پر آئے تا کہ ان ممالک کی کیبل کمپنیز سے رابطے کر کے ان کے ذریعہ ایم ٹی اے کی نشریات افراد جماعت تک پہنچائی جائیں۔ بعد ازاں حضور انور نے ”راپار براڈ کاسٹنگ نیٹ ورک“ (RBN - Rapar Broadcasting Network) سے معاہدہ کرنے کی منظوری عطا فرمائی اور ”البلاغ“ کے نام سے ایک فلاحی تنظیم (Charity) قائم کرنے کی منظوری بھی عطا فرمائی۔ ملکی قانون کے مطابق صدر مملکت چیرٹی فاؤنڈیشن کے نام اور قیام کی منظوری دیتا ہے اور نوٹری اس کام کے لیے عام طور پر 200 سے 250 امریکی ڈالر فیس وصول کرتے ہیں۔ مگر جب ہم نے دیو نارائن کالی سنگھ نامی معروف نوٹری سے رابطہ کیا اور اُسے فاؤنڈیشن کے قیام کا مقصد بتایا تو باوجود غیر مسلم ہونے کے انہوں نے کہا ہے کہ وہ بغیر فیس کے جماعت کے لیے یہ کام کریں گے۔ چنانچہ 22/دسمبر کو صدر نے اس پر دستخط کر دیے۔ اور جنوری کے شروع میں چیمبر آف کامرس کی طرف سے بھی منظوری مل گئی۔ اور خدا تعالیٰ کے فضل سے مورخہ 13/جنوری کو ”البلاغ فاؤنڈیشن“ اور RBN کے درمیان باضابطہ معاہدہ طے پایا۔

اس موقع پر میڈیا ہاؤس کے مالک محترم محمد افضل فرید پیر خان صاحب نے بتایا کہ اس عرصہ میں مَیں نے کئی بار ایم ٹی اے کی نشریات دیکھی ہیں، اور انہیں ہر لحاظ سے معیاری اور بہترین پایا ہے۔ ہم مسلمانوں کو اس طرح کے چینل کی اشد ضرورت تھی جو اعلیٰ کوالٹی کے بہترین پروگرام نشر کرے۔ اور ساتھ ہی یہ کہا کہ اب آپ مختلف ذرائع سے اپنے چینل کی تشہیر شروع کریں، اور اس کام میں ہم بھی آپ کی مدد کریں گے۔

ٹیلی کام اتھارٹی سے لائسنس حاصل کرنے کے بعد 18/فروری کو RBN چینل 5.3 پر مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ کی آزمائشی نشریات کا آغاز ہوا۔ اور سمارٹ ٹی وی رکھنے والے ہر گھر میں یہ چینل خود کار نظام کے تحت چینلز لسٹ میں شامل ہو گیا۔ مورخہ 15/مارچ 2019ء کو باقاعدہ افتتاحی تقریب منعقد ہوئی۔ مورخہ 14/اور 15/مارچ کو ملکی اخبارات میں اشتہار شائع کروائے گئے۔ ایم ٹی اے کے تعارف کے حوالے سے ایک مضمون میڈیا کو بھجوایا گیا، جسے سب سے پہلے ملک کی معروف نیوز ویب سائٹ (GFC Niuews) نے اس سرخی کے ساتھ شائع کیا کہ ”مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ انٹرنیشنل اسلام کا حقیقی چہرہ عوام کے سامنے پیش کرے گا“۔ اس آرٹیکل کو دو اور نیوز ویب سائٹس نے اپنے مرکزی صفحے پر شیئر کیا۔ ملک کے سب سے قدیم اور کثیر الاشاعت روزنامہ De Ware Tijd نے مسجد ناصر کی تصویر کے ساتھ ایک تفصیلی مضمون مورخہ 13/مارچ کو اس روزنامہ کے صفحہ A5 پر شائع کیا، اور لکھا کہ ”مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ اسلام کی حقیقی تعلیم اور ٹھوس معلومات پیش کرے گا“۔ اسی روز (Dagblad SURINAME) روزنامہ داخل بلاد سورینام نے چینل کے افتتاح کی خبر کو صفحہ 6 پر تفصیل کے ساتھ شائع کیا۔

چینل کے ڈائریکٹر محترم فرید پیر خان صاحب نے بتایا کہ بیسیوں مسلم اور غیر مسلم افراد نے ایم ٹی اے کے آغاز کے بعد اپنے تاثرات کا اظہار کرتے ہوئے اسے مثبت قدم قرار دیا، اور ایم ٹی اے کو باوقار لوگوں، مہذب گفتگو کرنے والوں اور شستہ انگریزی اور اردو زبان بولنے والوں کا چینل قرار دیا ہے۔

مورخہ 15/مارچ کی صبح ملک کی سب سے معروف نیوز ویب سائٹ سٹار نیوز (Starnieuws) نے ایم ٹی اے کے تعارف اور سورینام میں اس کے اجرا کے حوالے سے محترم صدر صاحب کا تفصیلی انٹرویو شائع کیا، اور لکھا کہ ”یہ ٹی وی چینل اسلام کے بارے میں پائی جانے والی غلط فہمیاں دور کرے گا، اور اسلام کی حقیقی تعلیم کے ذریعہ مذہبی رواداری کو فروغ دے گا“۔ اس نیوز ویب سائٹ کو دو لاکھ سے زائد لوگ فالو کرتے ہیں۔

جماعت کی موجودہ ترقیات اور ایم ٹی اے کے تعارف پر مشتمل دیدہ زیب فولڈر تیار کیا گیا اور افتتاحی تقریب سے قبل تقسیم کیا گیا۔ نیز اس تاریخی دن کے موقعہ پر البلاغ فاؤنڈیشن اور ایم ٹی اے کے لوگو (logo) سے مزین ایک دیدہ زیب سوونیئر تیار کروایا گیا۔

مورخہ 15/مارچ 2019ء کو لالہ رخ نامی ہال میں منعقد ہونے والی ایک پُروقار تقریب میں RBN Ch. 5.3 پر ایم ٹی اے کی نشریات کا باقاعدہ افتتاح عمل میں آیا۔ افتتاحی تقریب میں ڈائریکٹر ٹیلی کمیونیکیشن اتھارٹی، مکرم سید نصیر احمد صاحب (ڈائریکٹر سیٹلائٹ ایم ٹی اے انٹرنیشنل)، ڈائریکٹر مذہبی امور، ممبر پارلیمنٹ، مساجد کے ائمہ، مختلف مذاہب اور سماجی تنظیموں کے نمائندگان اور دیگر معروف شخصیات نے شرکت کی۔ تلاوت قرآن مجید اور ترجمے کے بعد جماعت اور ایم ٹی اے کا مختصر تعارف حاضرین کی خدمت میں پیش کیا گیا اور مختصر دورانیے کی ایک ویڈیو دکھائی گئی۔

ٹیلی کام اتھارٹی سورینام کی ڈائریکٹر مس وینڈی کلس (Mrs Wendy Klass Jap-A-Joe) نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا: ”میں عام طور پر اس طرح کی تقریبات میں شرکت نہیں کرتی، لیکن ہمارے پاس پہلی دفعہ ایک چینل کے لائسنس کی درخواست ایسی آئی جو ہر لحاظ سے مکمل تھی اور اس میں کوئی سقم نہ تھا۔ اور تین دن کے اندر اس چینل کو لائسنس جاری کر دیا گیا۔ میں آپ کے کام کے انداز سے بہت متاثر تھی، اور جب مجھے افتتاحی تقریب میں شمولیت کی دعوت ملی تو میں نے اس میں شامل ہونے کا فیصلہ کیا تا کہ آپ جیسے لوگوں سے ملاقات کا موقع ملے“۔

پروگرام کے آخر پر چند معزز مہمانوں کی خدمت میں جماعتی لٹریچر اور یادگاری سوونیئر پیش کیا گیا۔ مختلف سفارتخانوں اور تنظیموں کی طرف سے مبارکباد اور نیک خواہشات کے پیغامات موصول ہوئے، اور بہت سارے افراد نے پھولوں کا تحفہ بھجوایا۔ خدا تعالیٰ کے فضل اور رحم کے ساتھ تین اخبارات، سات ملکی اور غیر ملکی نیوز ویب سائٹس، دو ٹی وی اور دو ریڈیو چینلز نے مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ کے آغاز کی خبر کو شائع کیا جن کی کل تعداد 26 ہے، یوں سورینام کے لاکھوں افراد کے ساتھ ساتھ ہالینڈ کے لوگوں تک بھی یہ خبر پہنچی۔ اللہ تعالیٰ کے خاص فضل سے سورینام جنوبی امریکہ کا پہلا ملک ہے جسے یہ سعادت نصیب ہوئی ہے کہ امام ہمام ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی توجہ، دعاؤں اور خصوصی شفقت کے طفیل لوکل ٹی وی چینل کے ذریعہ ملک کے طول و عرض میں آسمانی مائدہ ایم ٹی اے کی نشریات لوگوں کے گھروں تک، اور مسیح محمدی کی آمد کا اعلان عوام الناس کے کانوں تک پہنچائے۔

قارئین الفضل انٹرنیشنل کی خدمت میں دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ لوکل ٹی وی پر ایم ٹی اے کی نشریات کا آغاز ہر لحاظ سے بابرکت فرمائے اور اسے افرادِ جماعت سورینام کی تربیت اور عوام الناس کی ہدایت کا ذریعہ بنائے۔ آمین

(رپورٹ: لئیق احمد مشتاق۔ مبلغ انچارج سورینام)

☆...☆...☆

امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا دورۂ امریکہ اکتوبر، نومبر 2018ء

*...جہاں کہیں بھی اسلام نے طاقت استعمال کرنے کی اجازت دی وہ ملکوں پر قبضہ کرنے کے لیے یا لوگوں کو زبردستی اسلام قبول کروانے کے لیے نہیں دی بلکہ قرآن کریم نے جہاں دورِ اولیٰ کے مسلمانوں کو کسی حد تک طاقت کا استعمال کرنے کی اجازت دی، وہاں بڑی وضاحت کیساتھ فرمایا کہ یہ اجازت امن وتحفظ کو قائم کرنے کے لیے دی گئی ہے اور اس بات کی یقین دہانی کروانے کے لیے دی گئی کہ حقیقی مذہبی آزادی کا بول بالا ہو

*...سچ تو یہ ہے کہ دوسروں پر پابندیاں لگانے یا دوسروں کی مذہبی آزادی کو ختم کرنے کی بجائے قرآن کریم اپنی ذات میں مذہبی آزادی کا سب سے پہلا منشور ہے۔مزید یہ کہ قرآن کریم مذہبی آزادی کو بنیادی انسانی حق قرار دیتا ہے اس لیے اس کا مطلب یہی بنتا ہے کہ حقیقی مساجد مذہبی آزادی کی علامت ہیں اور باہمی عزت و احترام اور پیار و محبت کی روشن مشعلیں ہیں

*... قرآن کریم کے مطابق ہمسائیگی کا دائرہ تو اس سے کہیں وسیع ہے اور اس ہمسائیگی میں آپ کے ساتھ کام کرنے والے، آپ کے ماتحت کام کرنے والے، آپ کیساتھ سفر کرنے والے اور اس کے علاوہ اور بھی بہت سے افراد شامل ہیں

*...میری دلی دعا ہے کہ مقامی، علاقائی، ملکی اور بین الاقوامی سطح پر تمام مذاہب کے لوگ دنیا میں امن کا پیغام پھیلانے کی قدرِ مشترک پر متحد ہو جائیں

*...یہ بات انتہائی اہمیت کی حامل ہے کہ لوگوں کے رنگ و نسل اور مقام و مرتبہ سے بالا ہو کر ہم ایک دوسرے کے مذہب اور عقائد کا احترام کریں

(رپورٹ مرتّبہ: عبدالماجد طاہر۔ایڈیشنل وکیل التبشیر لندن)

... ...

03/ نومبر 2018ء بروز ہفتہ

(حصہ دوم)

... ...

(گزشتہ سے پیوستہ) اس کے بعد پروگرام کے مطابق حضورِانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مسجد کے بیرونی احاطہ میں نصب مارکی میں تشریف لے گئے جہاں مسجد مسرور کے افتتاح کے حوالہ سے ایک تقریب کا انعقاد کیا گیا تھا۔

اس تقریب میں مختلف جماعتوں سے آنے والے جماعتی عہدیداران کے علاوہ دوصد کے لگ بھگ مہمان حضرات شامل ہوئے۔ان مہمانوں میں درج ذیل احباب شامل تھے۔

☆یو ایس کانگریس مین Hon.Gerry Connolly

☆پریذیڈنٹ Tom Lantos فاؤنڈیشن آف ہیومن رائٹس اینڈ جسٹس

☆ایمبیسڈر آف گیمبیا Hon.Dawda Fadera

☆سینیٹرز سٹیٹ آف ورجینیا

☆ممبرز ورجینیا ہاؤس آف Delegates

☆چیئرمین DC سٹی کونسل

☆میئر آف Manassas پارک

☆میئر آف Fair Fay

☆چیئرمین پرنس ولیم کاؤنٹی بورڈ آف سپروائزز

☆ پرنس ولیم اور Fair Fay کاؤنٹی بورڈ کے پانچ ممبران

☆پروفیسر عبدالعزیز Sachedina، جارج میسن George Mason یونیورسٹی

☆ جارج واشنگٹن یورنیورسٹی کے دو پروفیسر صاحبان

☆وائس پریذیڈنٹ Jewish Organization

علاوہ ازیں ڈاکٹرز، ٹیچرز، وکلاء، جرنلسٹس، میڈیا کے نمائندے، سیکیورٹی کے اداروں کے نمائندے اور زندگی کے مختلف شعبوں سے تعلق رکھنے والے مہمان شامل تھے۔

پروگرام کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا جو مکرم فاران ربانی صاحب مبلغ سلسلہ ساؤتھ ورجینیا (یو ایس اے) نے کی اور بعد ازاں انگریزی زبان میں اس کا ترجمہ پیش کیا۔

اس کے بعد مکرم امجد محمود خان صاحب نیشنل سیکرٹری امورِخارجہ یوایس نے مہمانوں کو خوش آمدید کہتے ہوئے اس تقریب کے حوالہ سے اپنا تعارفی ایڈریس پیش کیا۔

بعد ازاں تین مہمان حضرات نے اپنے ایڈریسز پیش کیے۔

☆ سب سے پہلے کانگریس مین Gerry Connolly صاحب نے اپنا ایڈریس پیش کرتے ہوئے کہا:

میں حضور کو Prince William County میں خوش آمدید کہتا ہوں۔مسجد مسرور کے افتتاح کا موقع اپنے اندر نہایت ہی عظمت رکھتا ہے۔حضور امریکہ میں اس وقت تشریف لائے ہیں جبکہ ہم مشکل وقت سے گزر رہے ہیں جہاں ہر دن کوئی نہ کوئی سانحہ ہوتا رہتا ہے۔ابھی حال ہی میں Pittsburgh پنسلووینیا میں synagogue میں بھی سانحہ ہوا ہے۔ہمارے ملک کو ’محبت سب کے لیے، نفرت کسی سے نہیں‘ جیسے الفاظ پر توجہ دینے کی اشد ضرورت ہے۔حضور انور کے سامنے مختلف طبقات سے تعلق رکھنے والے مہمان تشریف فرما ہیں جو کثیر الثقافتی معاشرہ کو خوش آمدید کہتے ہیں۔ہمارے ملک کا ماٹو (motto) اور علامت E Pluribus Unum ہے۔یہ ایک لاطینی محاورہ ہے جس کا مطلب ہے ’بہت سی چیزوں سے مل کر ایک‘۔ ہم سب ایک معاشرہ ہیں، ہم سب ایک ملک ہیں۔اس لیے ہم آج آپ کی اِس خوبصورت مسجد کے افتتاح کی خوشی میں شریک ہیں اور آپ کو خوش آمدید کہتے ہیں۔آپ جو پیغام لیکر آئے ہیں اُس میں ہمارے لیے بھی بہتری ہے۔

مجھے یونائیٹڈ سٹیٹس کانگریس میں Ahmadiyya Muslim Caucus میں شامل ہونے پر بھی فخر ہے۔اسی طرح مجھے اس بات پر بھی بہت فخر ہے کہ حضور انور کے استقبال کے لیے جو resolution پیش ہوا تھا اس کی ڈرافٹنگ میں میرا بھی حصہ تھا۔

میں خاص طور پر حضور انور کی ساری دنیا میں امن کے قیام کے لیے مساعی اور جس طرح آپ انتہا پسندی اور مظالم کی مذمت کر رہے ہیں، اس کو سراہتا ہوں۔ آپ کا مذہبی آزادی، انسانی حقوق اور جمہوریت کے قیام کا عزم قابلِ تعریف ہے۔ آج حضور کی یہاں تشریف آوری ہمارے لیے قابلِ فخر ہے۔شکریہ۔

اپنے ایڈریس کے آخر پر کانگریس مین نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں ریزولیوشن کی کاپی بھی پیش کی جس پر حضور انور نے موصوف کا شکریہ ادا کیا۔

☆ اس کے بعد ڈاکٹر Katrina Lantos Swett جو کہ انسانی حقوق وانصاف کی تنظیم Tom Lantos Foundation کی سربراہ ہیں انہوں نے اپنا ایڈریس پیش کیا۔

موصوفہ نے کہا:

آپ سب کا بہت شکریہ۔یقیناً اس موقع پر حاضر ہونا میرے لیے بہت خوشی اور فخر کی بات ہے۔ گزشتہ چند سالوں میں مجھے حضور انور کے ساتھ چار پانچ مرتبہ ملاقات کرنے کا شرف حاصل ہوا ہے اور جب بھی مجھے حضور کی خدمت میں حاضر ہونے کا موقع ملتا ہے تو میں امن، پیار محبت اور ہم آہنگی کے جذبات ہی محسوس کرتی ہوں۔

موصوفہ نے کہا: کانگریس مین Gerry Connolly کی بات کو ہی میں دہراؤں گی کہ ہمیں اس وقت حضور انور کے پیغام کی پہلے سے بڑھ کر اشد ضرورت ہے۔جب میں یونائیٹڈ سٹیٹس کے ریلیجس فریڈم کمیشن کی صدر تھی تو اُس وقت مجھے جماعت احمدیہ کے بارہ میں پتہ چلا تھا۔آپ سارے لوگ جانتے ہیں کہ جماعت احمدیہ بہت ہی زبردست کمیونٹی ہے جنہوں نے دنیا کے ہر کونے میں انسانیت کی خدمت اور ایمان کو پہنچایا ہے۔ اور یہ سارے کام جماعت احمدیہ اپنے اوپر ہونے والے شدید مظالم کے باجود سرانجام دیتی چلی جارہی ہے۔ پاکستان میں احمدی شہریوں کو ووٹ دینے کے حقوق حاصل نہیں ہیں، ان کے تحفظ اور ان کی پاکستان میں بقا کے بنیادی حقوق کو خطرہ لاحق ہے جبکہ حکومت کو چاہیے کہ وہ ان کے حقوق کی حفاظت کرے۔ حالانکہ پاکستان کی تاریخ میں جو مشہور ترین شخصیات گزری ہیں ان میں سے سب سے اعلیٰ مقام حاصل کرنے والے لوگ احمدی تھے۔ پاکستان میں واحد نوبیل انعام یافتہ سائنسدان احمدی تھے۔جس آدمی نے پاکستان کا دستور لکھا وہ ایک احمدی قانون دان تھا۔لیکن اس کے باوجود احمدی اس ملک میں شدید مظالم کا شکار ہیں۔ احمدی مجھے ہمیشہ اس سنہری اُصول کو یاد کرواتے ہیں کہ برائی کے بدلہ میں برائی نہ کریں۔ظلم کا مقابلہ ظلم اور غصہ سے نہیں کرنا بلکہ برائی کا مقابلہ اچھائی کے ساتھ کرنا ہے۔ جماعت احمدیہ کا وجود ہی ہمیں ہماری اس ذمہ داری کی طرف توجہ دلاتا ہے کہ ہم نے آزادی ضمیر و مذہب کی حفاظت کرنی ہے۔

☆ اس کے بعد ورجینیا ہاؤس آف ڈیلیگیٹس (Virginia House of Delegates) کی ممبر Hala Ayala نے اپنا ایڈریس پیش کیا۔انہوں نے ایڈریس کے آغاز میں سینیٹر Jeremy McPike کو بھی سٹیج پر آنے کی دعوت دی۔

موصوفہ نے کہا: حضور انور کو خوش آمدید کہنا میرے لیے باعثِ افتخار ہے اور مسجد مسرور کی افتتاحی تقریب میں شمولیت میرے لیے قابلِ مسرت ہے۔ میں اپنے گورنر Ralph Northam کا پیغام لے کر آئی ہوں۔

گورنر نے اس پروگرام میں نہ شامل ہونے پر افسوس کا اظہار کیا ہے اور حضور انور کے لیے مبارکباد کا پیغام بھجوایا ہے۔ گورنر Northam نے اپنے پیغام میں حضور انور کی دنیا بھر میں امن کے قیام، خدمتِ انسانیت اور عالمی حقوق کے تحفظ کے لیے کی جانے والی مساعی کو سراہا۔ گورنر نے کہا کہ ورجینیا سٹیٹ ہر مذہب سے تعلق رکھنے والے انسان کو خوش آمدید کہتی ہے اور ہر مذہب کا یکساں احترام کرتی ہے۔ گورنر نے اپنے پیغام میں جماعت احمدیہ کے ممبران کا بھی شکریہ ادا کیا جو کہ Food Drives، Clothing Drives کا انعقاد کرنے اور خون کے عطیات دینے میں پیش پیش ہیں۔

اس کے بعد موصوفہ اور ان کے ساتھ سینیٹر McPike نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں گورنر کی طرف سے دیا جانے والا certificate of recognition پیش کیا۔

اس سرٹیفیکیٹ پر تحریر تھا کہ ’3 نومبر کو جماعت احمدیہ امریکہ ورجینیا میں اپنی مسجد کے افتتاح کی تقریب منا رہی ہے۔ جماعت احمدیہ ورجینیا اس مسجد کے ذریعہ سے بہت سے رفاہی کاموں میں حصہ لے رہی ہے۔ حضور مسلمان دنیا کے ایک اہم رہنما ہیں جو اپنے خطبات، خطابات، اپنی کتب اور دیگر میٹنگز کے ذریعہ امن کا پیغام پھیلا رہے ہیں۔ ہم حضور کو Prince William کاؤنٹی میں خوش آمدید کہتے ہیں۔‘

☆ اس کے بعد چھ بجکر 12 منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مہمانوں سے انگریزی زبان میں خطاب فرمایا۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے خطاب کا اردو ترجمہ پیش کیا جا رہا ہے۔

مسجد مسرور ورجینیا (Virginia) کے افتتاح کے موقع پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز خطاب فرماتے ہوئے

حضور انور نے اپنے خطاب کا آغاز تشہد و تعوذ سے فرمایا۔

اس کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

تمام معزز مہمانان! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آپ سب پر اللہ تعالیٰ کی سلامتی اور برکتیں ہوں۔ اس موقع پر سب سے پہلے تو میں اپنے تمام مہمانوں کا ہماری دعوت قبول کرنے اور اس مسجد کے افتتاح میں شامل ہونے پر شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں۔ آپ لوگوں کا شکریہ ادا کرنا دراصل میرا مذہبی فریضہ ہے کیونکہ بانیٔ اسلام حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے یہ تعلیم دی ہے کہ جو انسان دوسرے انسان کا شکر گزار نہیں وہ خدا تعالیٰ کا بھی شکر گزار نہیں ہوسکتا۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

اس شہر میں رہنے والی اکثریت غیر مسلموں کی ہے اور اس علاقہ میں احمدیوں کی تعداد بہت تھوڑی ہے لیکن اس کے باوجود یہاں کے لوگ اور کاؤنٹی آفیشلز نے ہمیں یہاں مسجد تعمیر کرنے کی اجازت دی ہے۔ اس سے آپ لوگوں کی وسعتِ قلبی اور رواداری کے اعلیٰ معیار ظاہر ہوتے ہیں۔ مزید یہ کہ آپ میں سے اکثر مسلمان نہیں ہیں لیکن اس کے باوجود ایک مذہبی اور اسلامی تقریب میں شامل ہو رہے ہیں، یہ چیز بھی آپ کے کشادہ ذہن ہونے کی عکاسی کرتی ہے اور یہ آپ کی باہمی رواداری اور نیک فطرت کی وجہ سے ہے کہ آپ لوگ بڑی کامیابی سے اپنے اندر نئی کمیونٹیز اور سوسائٹیز کو جذب کر لیتے ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: ہم سب جانتے ہیں کہ اس دور میں اسلام کو میڈیا میں بڑے پیمانہ پر منفی رنگ میں دکھایا جا رہا ہے۔ اس منفی کوریج کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ بعض نام نہاد مسلمانوں کی ایک قلیل تعداد کو انتہا پسند بنایا گیا ہے جنہوں نے اپنے نفرت سے بھرپور کاموں کو درست ثابت کرنے کے لیے اسلام کا نام استعمال کر کے شدید قابلِ مذمت طریق اختیار کیے ہیں۔ اس کے نتیجہ میں اکثر غیر مسلموں کے دلوں میں اسلام کے متعلق تحفظات اور خدشات جنم لے چکے ہیں۔ بلکہ لوگ دن بدن اسلام کو معاشرے کے لیے ایک خطرہ سمجھنے لگ گئے ہیں۔ ان باتوں کی روشنی میں مقامی لوگوں کا مسجد کی تعمیر کی اجازت دے دینا اور پھر اس مسجد کے افتتاح کی خوشی میں شامل ہونا انتہائی قابلِ تعریف عمل ہے اور مجھے پابند کرتا ہے کہ میں ایک مرتبہ پھر آپ سب لوگوں کا دل کی گہرائیوں سے شکریہ ادا کروں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: میں آپ لوگوں کو اس بات کا بھی یقین دلانا چاہتا ہوں کہ میڈیا میں جو اسلام کو منفی رنگ میں دکھایا جا رہا ہے اس کا مذہب کی حقیقت سے دور دور کا بھی تعلق نہیں ہے۔ بعض انفرادی لوگ یا چند گروہ جو اپنی گھناؤنی حرکتوں کو درست ثابت کرنے کے لیے اسلام کا نام استعمال کرتے ہیں ان کا اسلام کے ساتھ کوئی بھی تعلق نہیں۔ اسلام تو پیار، محبت، امن، صلح اور بھائی چارے کی تعلیم دیتا ہے۔ دراصل 'اسلام' جو کہ عربی لفظ ہے اس کے معانی ہی 'امن' کے ہیں۔ پس ایک مذہب جس کا نام اور اس کی بنیاد ہی امن پر قائم ہے اس کے لیے یہ ناممکن ہے کہ وہ ایسی باتوں کی اجازت دے یا ایسی چیزوں کو فروغ دے جن سے معاشرے کا امن خطرے میں پڑ جائے بلکہ ایسے مذہب کے لیے ضروری ہے کہ وہ امن کو فروغ دے اور انسانیت میں پیار و محبت کو پھیلائے۔ یقیناً قرآن کریم جو کہ ہماری مقدس کتاب اور اسلامی تعلیمات اور اسلامی قانون کا سب سے زیادہ معتبر اور مستند ذریعہ ہے اس سے ہم نے یہی چیزیں سیکھی ہیں۔ شروع سے لیکر آخر تک قرآن کریم صرف امن کی کتاب ہے جو کہ عالمی انسانی حقوق واقدار کا احاطہ کیے ہوئے ہے۔ اس کی تعلیمات بنی نوع انسان کو انسانیت کے جھنڈے تلے یکجا کرتی ہیں اور ہر فردِ واحد کے حق کی ضمانت دیتی ہیں کہ وہ مکمل آزادی، انصاف اور عدل کے ساتھ اپنی زندگی گزار سکے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: قرآن کریم میں فرمایا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمام قوموں میں رسول بھیجے تا کہ وہ ان قوموں کے اندر بنیادی حقوق اور عدل و انصاف کی اقدار کو قائم کریں۔ یہ رسول اس لیے مبعوث ہوئے کہ ان قوموں کا اللہ تعالیٰ کے ساتھ اور اس کی مخلوق کے ساتھ تعلق قائم ہو اور وہ بنی نوع انسان کو ایک دوسرے کے حقوق ادا کرنے کی طرف توجہ دلائیں۔ ہم بحیثیت مسلمان یہ ایمان رکھتے ہیں کہ ان مقاصد کو پورا کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے تمام اقوام میں رسول مبعوث فرمائے اور بڑے بڑے مذاہب کی تاریخ ثابت کرتی ہے کہ تمام انبیاء علیہم السلام اخلاقیات اور نیکی کی اعلیٰ اقدار پر عمل کرنے والے اور ان کی تبلیغ کرنے والے تھے۔ اس لیے اسلام کی تعلیمات تو انسانیت کو متحد کرتی ہیں اور مذہب، رنگ و نسل کے تضادات سے بالا ہو کر آپس میں باہمی محبت اور احترام کے جذبہ کو فروغ دیتی ہیں۔ اسلام ایک ایسا مذہب ہے جو کہ حائل رکاوٹوں کو گراتا ہے اور پُرامن اور روادارانہ گفتگو کی حوصلہ افزائی کرتا ہے۔ اس لیے ایک سچے مسلمان کے متعلق یہ سوچا بھی نہیں جاسکتا کہ وہ دوسرے مذاہب کی مخالفت کرے اور ان کے ماننے والوں پر مظالم ڈھائے۔ اسلام نے کبھی اور کہیں بھی شدت پسندی کی تعلیم نہیں دی اور نہ ہی ظلم کی کسی بھی صورت کی حوصلہ افزائی کی۔ جب کبھی یا جہاں کہیں بھی اگر کسی مسلمان نے دہشت گردی کا حملہ کیا یا کسی قسم کی انتہا پسندی یا جنونیت کا مظاہرہ کیا تو یہ صرف اسلامی تعلیمات سے دوری کی وجہ سے کیا۔ اس طرح کے لوگ یا اس قسم کی حرکات صرف اور صرف اسلام کے مقدس نام کو خراب کرتی ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: قرآن کریم کی سب سے پہلی سورۃ 'الفاتحہ' میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ وہ ''رب العالمین'' ہے جو تمام انسانوں کو پالتا ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ وہ لوگوں کے مذہب اور عقیدہ سے بالا ہو کر تمام بنی نوع انسان کو پالتا ہے۔ ایسے لوگ جو اللہ تعالیٰ کے وجود کے انکاری ہوتے ہیں یا لامذہب ہوتے ہیں وہ لوگ بھی اللہ تعالیٰ کی رحمانیت اور رحیمیت سے فیضیاب ہوتے ہیں۔ چنانچہ جہاں قرآن کریم اللہ تعالیٰ کو 'رب العالمین' قرار دیتا ہے، وہاں یہ بھی بتاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ رحمان اور رحیم ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: اسی طرح اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں بانیٔ اسلام حضرت محمد ﷺ کے متعلق فرمایا کہ آپ ﷺ رحمۃ للعالمین ہیں۔ بلاشک وشبہ پیغمبرِ اسلامؐ نے اپنی ساری زندگی انسانیت سے بے پناہ محبت اور شفقت کا مظاہرہ کیا۔ آپؐ کا دل محبت اور پیار سے معمور تھا اور آپ ﷺ ہر وقت انسانیت کی بہتری میں لگے رہتے اور ہمیشہ دوسروں کی تکالیف دور کرنے کی کوشش کرتے۔ آپ ﷺ نے اپنے پیروکاروں کو تمام انسانیت کی عزت و تکریم کرنے کی تعلیم دی۔ مثال کے طور پر ایک موقع پر آپ ﷺ تشریف فرما تھے اور قریب سے ایک جنازہ گزرا تو آپ ﷺ فوراً کھڑے ہو گئے۔ اس پر آپ ﷺ کے ایک صحابی نے عرض کیا کہ یہ تو یہودی کا جنازہ تھا نہ کہ مسلمان کا۔ اس پر پیغمبرِ اسلام ﷺ نے فرمایا کہ کیا وہ انسان نہیں تھا؟ اس سے پتا چلتا ہے کہ آپ ﷺ کے دل میں انسانیت کے لیے کس قدر محبت تھی۔ اس سے یہ بھی پتا چلتا ہے کہ آپ ﷺ نے کس طرح اپنے پیروکاروں کو دیگر عقائد اور مذاہب کے لوگوں کے ساتھ حسنِ سلوک کرنے کی تعلیم دی کہ انہیں دوسروں کے احساسات کا خیال رکھنا چاہیے اور ان کے جذبات کا احترام کرنا چاہیے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: بہت سے لوگ یہ سوال کرتے ہیں کہ کیا اسلام مذہبی آزادی کو فروغ دیتا ہے؟ اس سوال کے جواب میں میں آنحضرت ﷺ کی حیاتِ مبارکہ میں سے ایک اَور مثال دیتا ہوں۔ ایک مرتبہ نجران کے عیسائیوں کا وفد آپ ﷺ سے ملنے کے لیے مدینہ آیا۔ کچھ دیر کے بعد یہ عیسائی مضطرب ہونے لگ گئے۔ رسولِ کریم ﷺ نے دریافت فرمایا کہ 'سب خیریت ہے؟' عیسائیوں نے جواب دیا کہ یہ وقت اُن کی عبادت کا ہے لیکن یہاں پر عبادت کرنے کے لیے کوئی مناسب جگہ نہیں ہے۔ اس پر رسولِ کریم ﷺ نے عیسائیوں کو ان کے طریق کے مطابق مدینہ میں موجود اپنی مسجد میں عبادت کے لیے دعوت دی۔ رسولِ کریم ﷺ نے اس عظیم الشان نمونہ کے ذریعہ ساری انسانیت کے لیے مذہبی رواداری اور مذہبی آزادی کی ابدی مثال قائم فرما دی۔ لیکن پھر بھی بعض لوگ سوال کرتے ہیں کہ دورِ اولیٰ کے مسلمانوں نے جنگیں کیوں لڑیں؟

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: میں اس کی بھی وضاحت کر دوں کہ جہاں کہیں بھی اسلام نے طاقت استعمال کرنے کی اجازت دی وہ ملکوں پر قبضہ کرنے کے لیے یا لوگوں کو زبردستی اسلام قبول کروانے کے لیے نہیں دی بلکہ قرآن کریم نے جہاں دورِ اولیٰ کے مسلمانوں کو کسی حد تک طاقت کا استعمال کرنے کی اجازت دی، وہاں بڑی وضاحت کے ساتھ فرمایا کہ یہ اجازت امن وتحفظ کو قائم کرنے کے لیے دی گئی ہے اور اس بات کی یقین دہانی کروانے کے لیے دی گئی کہ حقیقی مذہبی آزادی کا بول بالا ہو۔ اس سے واضح ہوتا ہے کہ طاقت کے استعمال کی اجازت اسلام کو بچانے کے لیے نہیں بلکہ لوگوں کے حقوق اور تمام مذاہب کی حفاظت کے لیے دی گئی تھی اور تمام لوگوں کے اِس حق کی ضمانت کے لیے دی گئی تھی کہ وہ جو چاہیں عقیدہ اختیار کریں۔ چنانچہ قرآن کریم کی سورت الحج کی آیت 41 میں جہاں پہلی مرتبہ مسلمانوں کو دفاعی جنگ کرنے کی اجازت دی گئی وہاں اس بات کی بھی وضاحت کی گئی کہ مخالفینِ اسلام کسی سیاسی یا قومی یا ذاتی وجوہات کی وجہ سے مسلمانوں کے خلاف جنگ نہیں کر رہے تھے بلکہ اس جنگ کا محرک ان کی مذہب سے نفرت تھی۔ اس آیت میں آتا ہے کہ اگر مسلمانوں نے اس وقت اس ظلم اور ناانصافی کے خلاف قدم نہ اُٹھائے تو تمام مذاہب کا خاتمہ ہو جائے گا اور مذہبی آزادی بالکل ناپید ہو جائے گی۔ یہ آیت خاص طور پر ذکر کرتی ہے کہ اگر ان کے حملوں کا جواب نہ دیا گیا تو یہود کے معبد خانے، عیسائیوں کے گرجے، مساجد اور دیگر عبادت گاہیں محفوظ نہیں رہیں گی۔ اس لیے سچ تو یہ ہے کہ دوسروں پر پابندیاں لگانے یا دوسروں کی مذہبی آزادی کو ختم کرنے کی بجائے قرآن کریم اپنی ذات میں مذہبی آزادی کا سب سے پہلا منشور ہے۔ مزید یہ کہ قرآن کریم مذہبی آزادی کو بنیادی انسانی حق قرار دیتا ہے اس لیے اس کا مطلب یہی بنتا ہے کہ حقیقی مساجد مذہبی آزادی کی علامت ہیں اور باہمی عزت و احترام اور پیار و محبت کی روشن مشعلیں ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: پس میں امید کرتا ہوں آپ کے ماضی میں جو احمدیوں کے ساتھ تعلقات تھے اُن سے آپ نے پیار، محبت اور اخوت کا جذبہ ہی دیکھا ہو گا۔ اس لیے اس مسجد کی تعمیر کے بعد یہ جذبہ مزید بڑھے گا اور ہماری انسانیت کی خدمت اور پیار و محبت کا پیغام پہلے سے بڑھ کر ہر سُو گونجے گا۔

باقی صفحہ نمبر 15 پر ملاحظہ فرمائیں

”میں نے جو کچھ پایا اس کی پیروی سے پایا“

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صنفِ نازک پر احسانات

(قسط دوم آخر)

(سیّدہ منورہ سلطانہ۔ جرمنی)

حضرت مسیح موعودؑ کا اسوہ

(گزشتہ سے پیوستہ) حضرت اقدس مسیح موعودؑ بیماروں کے لیے ان کی درخواست پر یا درخواست کے بغیر دن رات دعاؤں پر ہی اکتفانہ کرتے بلکہ عملی رنگ میں بھی بیماروں کے لیے نسخہ تجویز فرماتے۔ دوائیں مفت دیتے اور بیماروں کی تیمار داری کے لیے گھروں میں تشریف لے جاتے۔

حضرت مولانا عبد الکریم صاحب تحریر فرماتے ہیں:

”بعض اوقات دوادرمل پوچھنے والی گنواری عورتیں زور سے دستک دیتی ہیں اور اپنی سادہ اور گنواری زبان میں کہتی ہیں ”مِرجاجی جرا بوا کھولوتاں“ حضرت اس طرح اٹھتے ہیں جیسے مطاع ذی شان کا حکم آیا ہے اور کشادہ پیشانی سے باتیں کرتے اور دوا بتاتے ہیں۔۔۔ ایک عورت بے معنی بات چیت کرنے لگ گئی ہے اور اپنے گھر کا رونا اور ساس نند کا گلہ شروع کر دیا ہے اور گھنٹہ بھر اسی میں ضائع کر دیا ہے۔ آپؑ وقار اور تحمل سے بیٹھے سن رہے ہیں۔ زبان سے یا اشارہ سے اس کو کہتے نہیں کہ بس اب جاؤ۔ دوا پوچھ لی اب کیا کام ہے؟ ہمارا وقت ضائع ہوتا ہے۔ وہ خود ہی گھبرا کر اٹھ کھڑی ہوتی اور مکان کو اپنی ہوا سے پاک کرتی ہے۔

ایک دفعہ بہت سی گنواری عورتیں بچوں کو لے کر دکھانے آئیں۔ اتنے میں اندر سے بھی چند خدمت گار عورتیں شربت شیرہ کے لیے برتن ہاتھوں میں لیے آنکلیں اور آپ کو دینی ضرورت کے لیے ایک بڑا اہم مضمون لکھنا تھا اور جلد لکھنا تھا۔ میں بھی اتفاقاً جانکلا۔ کیا دیکھتا ہوں حضرت کمر بستہ اور مستعد کھڑے ہیں جیسے کوئی یورپین اپنی دنیوی ڈیوٹی پر چست اور ہوشیار کھڑا ہوتا ہے اور پانچ چھ صندوق کھول رکھے ہیں اور چھوٹی چھوٹی شیشیوں اور بوتلوں میں سے کسی کو کچھ اور کسی کو کوئی عرق دے رہے ہیں اور کوئی تین گھنٹے تک یہی بازار لگا اور ہسپتال جاری رہا۔ فراغت کے بعد میں نے عرض کیا حضرت یہ تو بڑی زحمت کا کام ہے اور اس طرح بہت سا قیمتی وقت ضائع جاتا ہے۔ اللہ اللہ کس نشاط اور طمانیت سے مجھے جواب دیتے ہیں کہ ”یہ بھی تو ویسا ہی دینی کام ہے۔ یہ مسکین لوگ ہیں۔ یہاں کوئی ہسپتال نہیں۔ میں ان لوگوں کی خاطر ہر طرح کی انگریزی اور یونانی دوائیں منگوار کھا کرتا ہوں جو وقت پر کام آجاتی ہیں اور فرمایا یہ بڑا ثواب کا کام ہے۔ مومن کو ان کاموں میں سست اور بے پروانہ ہونا چاہیے۔“ (سیرت مسیح موعودؑ مصنفہ حضرت مولانا عبد الکریم سیالکوٹی صاحب، ص 35، 36)

گھر میں کام کرنے والی خواتین سے حسن سلوک

حضرت اقدس علیہ السلام کے آقاؐ کا یہ بے مثال نمونہ تھا کہ حضرت معاویہ بن حکم کی ایک لونڈی تھی جو اُن کی بکریاں چَرا تی تھی۔ ایک دن بھیڑیا اُس کے ریوڑ پر حملہ کر کے ایک بکری اُٹھا کر لے گیا۔ معاویہ نے غصہ میں آ کر اس لونڈی کو ایک تھپڑ رسید کر دیا۔ اور پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اس واقعہ کا ذکر کیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ بات بہت گراں گزری۔ معاویہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں اُسے آزاد نہ کر دوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اُسے میرے پاس لے آؤ۔ جب وہ آئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا اللہ کہاں ہے؟ اُس نے کہا آسمان میں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں کون ہوں؟ اُس نے کہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ سلم نے فرمایا یہ مومن عورت ہے اسے آزاد کر دو۔ (مسلم کتاب المساجد باب تحریم الکلام فی الصلوٰۃ 836 بحوالہ اسوہ انسان کامل صفحہ 226)

ایک روایت میں آتا ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مدینہ کی لونڈیوں میں سے کوئی لونڈی اپنے کام کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ پکڑ کر جہاں چاہتی لے جاتی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم انکار نہ فرماتے اور اس کا کام کرتے۔ (ریاض الصالحین باب التواضع۔ وخفض الجناح المومنین)

مدینہ میں ایک پگلی سی عورت رہتی تھی جس کا نام اُم زُفر تھا، حضرت خدیجہ کی خادمہ خاص رہ چکی تھی (بعد میں عقل میں کچھ فتور پڑ گیا تھا۔) وہ ایک روز حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آگئی اور کہنے لگی کہ مجھے آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے ایک ضروری کام ہے، علیحدگی میں بات کرنا چاہتی ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے کس وسعت حوصلہ سے اس کمزور اور دیوانی عورت کو یہ جواب دیا کہ اے فلاں کی ماں! مدینہ کے جس راستہ یا گلی میں کہو بیٹھ جاؤ اور میں تمہارے ساتھ بیٹھ کر بات سنوں گا اور تمہارا کام کر دوں گا۔ چنانچہ وہ عورت ایک جگہ جا کر بیٹھ گئی۔ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم بھی اس کے ساتھ بیٹھ رہے۔ اس عورت نے اپنی حاجت بیان کی اور آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم اُس وقت تک اُٹھے نہیں جب تک اس عورت کی تسلی نہیں ہوگئی۔ (ابن ماجہ کتاب الزہد بحوالہ اسوۂ انسان کامل، مصنف، حافظ مظفر احمد صاحب صفحہ 217 ایڈیشن 2011ء)

غلاموں، لونڈیوں کا جو حال اُس زمانہ میں تھا تاریخ سے واقفیت رکھنے والے اسے خوب جانتے ہیں۔ اُن سے جانوروں کا سا سلوک ہوتا تھا۔ ایک حبشی لونڈی مدینہ میں رہتی تھی۔ اسے مرگی کا دورہ پڑتا تھا۔ ایک روز بیچاری اپنی بیماری کی شکایت لے کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور کہنے لگی کہ حضورؐ! مجھے جب مرگی کا دورہ پڑتا ہے تو میں بے پردہ ہو جاتی ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم میرے لیے اللہ سے دعا کریں کہ وہ مجھے اس تکلیف اور بے پردگی سے بچائے۔ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اس حبشی خاتون کی بہت دلداری فرمائی۔ کچھ دیر تسلی کی باتیں اس سے کرتے رہے پھر فرمایا اگر تم چاہو اور صبر کر سکو تو تمہیں اس کے بدلہ میں جنت ملے گی اور اگر چاہو تو میں اللہ سے دعا کرتا ہوں کہ معجزانہ طور پر تمہیں اس بیماری سے شفاء دے دے۔ وہ کہنے لگی حضور! میں صبر کرتی ہوں لیکن آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم یہ دعا ضرور کریں کہ میں مرگی کی حالت میں بے پردگی سے بچ جاؤں۔ حضرت ابن عباس لوگوں کو یہ لونڈی دکھا کر کہتے تھے کیا میں تمہیں اہل جنت میں سے ایک عورت نہ دکھاؤں؟ (بخاری 78 کتاب المرضی باب 6 بحوالہ اسوۂ انسان کامل، مصنف، حافظ مظفر احمد صاحب صفحہ 217 ایڈیشن 2011ء)

اب آقا کے غلامِ کاملؑ کا نمونہ پیش ہے۔ حضرت مخدوم الملّت مولانا مولوی عبد الکریم صاحب رضی اللہ عنہ الحکم میں ہفتہ وار ایک خط لکھا کرتے تھے جو نہایت مقبول ہوتے تھے۔ ان خطوط میں بعض میں آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سیرت کے بعض حصص بھی لکھے جو سیرت مسیح موعود علیہ السلام کے نام سے الگ بھی شائع ہوئی ہے۔ اس میں وہ تحریر فرماتے ہیں کہ

”ایک عورت نے اندر سے کچھ چاول چُرائے۔ چور کا دل نہیں ہوتا اور اس لیے اس کے اعضاء میں غیر معمولی قسم کی بے تابی اور اس کا ادھر ادھر دیکھنا بھی خاص وضع کا ہوتا ہے کسی دوسرے تیز نظر نے تاڑ لیا اور پکڑ لیا۔ شور پڑ گیا۔ اس کی بغل سے کوئی پندرہ سیر کی گٹھری چاولوں کی نکلی۔ اِدھر سے ملامت، اُدھر سے پھٹکار ہو رہی تھی جو حضرت کسی تقریب سے اُدھر آنکلے۔ پوچھنے پر کسی نے واقعہ کہہ سنایا۔ فرمایا:

”محتاج ہے۔ کچھ تھوڑے سے اسے دے دو اور فضیحت نہ کرو اور خدا تعالیٰ کی ستّاری کا شیوہ اختیار کرو۔“

(سیرت حضرت مسیح موعودؑ حصہ اول صفحہ 101)

بہترین مہمان نوازی

اہلیہ محترمہ قاضی عبد الرحیم صاحب بھٹی قادیان نے بواسطہ لجنہ اماء اللہ قادیان بذریعہ تحریر بیان کیا کہ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ضلع گورداسپور کی عورتیں آئیں۔ حضرت اماں جان کچھ گھبرا گئیں۔ گاؤں کی عورتیں جن کے سر میں گھی لگا ہوتا ہے۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا۔ ”گھبرانے کی بات نہیں۔ مجھے تو حکم ہے کہ وَسِّعْ مَکَانَکَ یَأْتُوْنَ مِنْ کُلِّ فَجٍّ عَمِیْقٍ (یہ الہام ہیں) آپ کو معلوم نہیں یہ میرے مہمان ہیں۔“ (سیرت المہدی جلد دوم حصہ پنجم روایت 1391 صفحہ 231 ایڈیشن اگست 2008)

تربیت اولاد کے دلکش انداز

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تربیت اولاد کے لیے بھی اپنا بہترین نمونہ پیش فرمایا۔ اولاد سے حسن سلوک کے کچھ واقعات بطور نمونہ پیش ہیں۔

حضرت ابو قتادہؓ بیان کرتے ہیں کہ ہم نماز کے انتظار میں تھے، بلالؓ نے رسولؐ اللہ کی خدمت میں نماز کی اطلاع کی۔ آپؐ تشریف لائے، آپؐ کی نواسی امامہ بنت ابی العاص آپؐ کے کاندھے پر تھی۔ رسولؐ اللہ اپنے مصلّے پر کھڑے ہوئے۔ ہم پیچھے کھڑے تھے اور وہ بچی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے کندھے پر ہی تھی۔ حضورؐ کے تکبیر کہنے کے ساتھ ہم نے بھی تکبیر کہی۔ رکوع میں جاتے وقت حضورؐ نے ان کو کندھے سے اتار کر نیچے بٹھا دیا۔ رکوع اور سجدہ سے فارغ ہو کر دوبارہ اٹھا کر اسے کندھے پر بٹھا لیا۔ نماز کی ہر رکعت میں ایسے ہی کیا یہاں تک کہ نماز سے فارغ ہوئے۔ (ابوداؤد کتاب الصلوٰۃ باب العمل فی الصلوٰۃ بحوالہ اسوہ انسان کامل صفحہ 613,612 ایڈیشن 2004)

مربی اعظم

حدیث میں آتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم چھ ماہ تک باقاعدہ حضرت فاطمہؓ کے گھر کے پاس سے گزرتے ہوئے انہیں صبح نماز کے لیے جگاتے اور فرماتے تھے کہ اے اہل بیت! اللہ تعالیٰ تمہیں مکمل طور پر پاک وصاف کرنا چاہتا ہے۔

حضرت مسیح موعودؑ کا بیٹیوں سے حسن سلوک

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے سیّد اور مطاعؐ کے اسوہ کی کامل پیروی کرنے والے تھے۔ آپؑ کی بڑی صاحبزادی حضرت سیّدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہؓ فرماتی ہیں:

”جب میں چھوٹی لڑکی تھی تو حضورؑ نے کئی بار فرمایا کہ میرے ایک کام کے لیے دعا کر دیا کرنا۔“ یہ اس لیے ہوتا تھا کہ بچوں کو ذہن نشین ہو جائے کہ ہم نے بھی دعائیں کرنی ہیں اور تا دعاؤں کی عادت پڑے اور بچے جان لیں کہ اللہ کی رحمت کا (دروازہ) کھلا ہے، مانگو گے تو پاؤ گے۔

اسی طرح حضرت سیدہ چھوٹی آپا فرماتی ہیں درج ذیل واقعہ حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہؓ سے بارہا سنا ہے اور ہر بار سن کر دل ایک نئی کیفیت سے دوچار ہوتا رہا ہے۔ آپ نے فرمایا:

”قادیان میں اس زمانہ میں ڈبل روٹی کہاں تھی؟ دودھ اور ساتھ مٹھائی یا پراٹھا ہم لوگوں کو ناشتہ ملتا تھا۔ چائے کا بھی باقاعدگی سے کوئی رواج نہ تھا۔ ڈبل روٹی کبھی تحفۃً لاہور سے آجاتی تھی۔ ایک روز کا واقعہ ہے صبح کا وقت تھا، حضرت مسیح موعود علیہ السلام باہر مردوں کے ہمراہ سیر کو تشریف لے گئے تھے۔ اصغری کی اماں جنہوں نے گیارہ سال حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا کھانا پکانے کی خدمت بہت اخلاص سے کی، کھانے کی تیاری میں مصروف تھیں اور حضرت اماں جانؓ بھی ان کے پاس باورچی خانہ میں جو اس وقت ہمارے صحن کا ایک کونہ تھا کوئی خاص چیز پکانا یا پکوانا چاہتی تھیں۔ اصغری کی اماں نے دودھ کا پیالہ اور دو توس کشتی میں لگا کر دیے کہ ”لو بیوی ناشتہ کر لو“ میں نے کہا مجھے توس تل کر دو۔ مجھے تلے ہوئے توس پسند تھے۔ انہوں نے اپنے خاص منت در آمد والے لہجے میں کام کا عذر کیا اور حضرت اماں جانؓ نے بھی فرمایا اس وقت اور بہت کام ہیں اس وقت اسی طرح کھا لو۔ تل کر پھر سہی۔ میں سن کر چپکی چلی آئی اور اس کمرہ میں، جو اب حضرت اماں جانؓ کا کمرہ کہلاتا ہے، کھڑکی کے رخ (اب وہ کھڑکی بند ہو چکی ہے اور وہاں غسل خانہ بن گیا ہے) ایک پلنگ بچھا تھا اس پر پاؤں لٹکا کر بیٹھ گئی۔ دل میں یقین تھا کہ دیکھو میرے ابا آتے ہیں اور ابھی سب ٹھیک ہو جائے گا۔ دیکھوں کیسے نہیں تلے جاتے میرے توس۔ جلد ہی حضرت مسیح موعود علیہ السلام سیر سے تشریف لے آئے۔ کمرہ میں داخل ہوئے۔ صرف میری پشت دیکھ کر روٹھنے کا اندازہ کر لیا اور اسی طرح خاموش واپس صحن میں تشریف لے گئے۔ باہر جا کر پوچھا ہو گا اور جواب سے تفصیل معلوم ہوئی ہو گی۔ میں تھوڑی دیر میں ہی کیا دیکھتی ہوں پیارے مقدس ہاتھوں میں سٹول اٹھائے ہوئے آئے اور میرے سامنے لا کر رکھ دیا۔ پھر باہر گئے اور خود ہی دونوں ہاتھوں میں کشتی اٹھا کر لائے اور سٹول پر میرے آگے رکھ دی جس میں میرے حسب منشا تلے ہوئے توس اور ایک کپ دودھ کا رکھا تھا اور فرمایا ”لو اب کھاؤ“ میں ایسی بدتمیز نہ تھی کہ اس کے بعد بھی منہ پھولا رہتا، میں نے فوراً کھانا شروع کر دیا۔ آج تک جب بھی یہ واقعہ، وہ خاموشی سے سٹول سامنے رکھ کر اس پر کشتی لا کر رکھنا یاد آتا ہے اور اپنی حیثیت پر نظر جاتی ہے تو آنسو بہہ نکلتے ہیں۔ بڑے ہو کر ٹیسٹ (taste) بدل جاتے ہیں۔ مگر اس یاد میں، اب تک میں، بہت چاہت سے تلے ہوئے توس کبھی کبھی ضرور کھاتی ہوں۔ (سیرت وسوانح سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ مصنفہ ومرتبہ پروفیسر سیدہ نسیم سعید صفحہ نمبر 70)

حضورؑ حضرت نواب امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ کے ناز اٹھاتے تھے۔ ایک دفعہ آپؑ سیر کو جا رہے تھے۔ حضرت امّاں جان نے کہلا کر بھیجا کہ امۃ الحفیظ رو رہی ہیں اور ساتھ جانے کی ضد کر رہی ہیں۔ آپؑ نے ملازمہ کے ہاتھ ان کو بلوایا اور گود میں اٹھا کر لے گئے۔ (دخترِ کرام از فوزیہ شمیم صفحہ 7، 6 ایڈیشن 2007ء)

حضرت سیّدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ فرماتی ہیں: ”میں

چھوٹی تھی تو رات کو ڈر کر آپ کے بستر میں جا گھستی تھی۔ جب ذرا بڑی ہونے لگی تو آپؑ نے فرمایا کہ جب بچے بڑے ہونے لگتے ہیں (اس وقت میری عمر کوئی پانچ سال کی تھی) تو پھر بستر پر اس طرح نہیں آ گھسا کرتے۔ میں تو اکثر جاگتا رہتا ہوں، تم چاہے سو دفعہ مجھے آواز دو میں جواب دوں گا اور پھر تم نہیں ڈرو گی۔ اپنے بستر سے مجھے پکار لیا کرو۔ پھر بستر پر کود کر آپ کو تنگ کرنا چھوڑ دیا۔ جب ڈر لگتا پکار لیتی۔ آپ فوراً جواب دیتے۔ پھر خوف و ڈر لگنا ہی ہٹ گیا۔ میرا پلنگ آپ کے پلنگ کے پاس ہی ہمیشہ رہا۔ بجز چند دنوں کے جب کھانسی ہوتی تو حضرت اماں جانؓ بہلا پھسلا کر ذرا دور بھجوا دیتی تھیں کہ تمہارے ابا کو تکلیف ہوگی۔ میں جلد پھر آ جاتی تھی مگر آپ خود اٹھ کر سوئی ہوئی کا سر اٹھا کر، ہمیشہ کھانسی کی دوا مجھے پلاتے تھے۔ آخری شب جس روز آپ کا وصال ہوا میرا بستر آپ کے قریب ہی تھا کہ بس ایک آدمی ذرا گزر سکے۔ اتنا فاصلہ ضرور ہوتا تھا۔'' (سیرت وسوانح سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ مصنفہ ومرتبہ پروفیسر سیدہ نسیم سعید صفحہ 67)

حضرت سیّدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ تحریر فرماتی ہیں:

''...میں نے آپؑ کا نرمی اور محبت کا ہی برتاؤ دیکھا، اور اپنے ساتھ بہت زیادہ رہا، خاص رحمت و شفقت خصوصاً دیکھی اور عام طور پر بھی، ظاہر ہے کہ آپ ابر رحمت ہی تھے۔ اس سے یہ مطلب نہیں ہے کہ آپ ایسے معاملات میں بھی کسی کو تنبیہ نہ فرماتے، جہاں غفلت کر جانا اس کو زیادہ بگاڑ دے، یا دوسروں کے لیے برا نمونہ بنے، اگر کوئی ایسی جائز شکایت، کسی ہمارے گھر میں، یا قریب رہنے والوں میں سے کسی کی آپ کو تحقیق سے پہنچتی، جو اس گھر کے خلافِ شان حرکت کے امکان کی بھی ہو، تو فوراً اس پر توجہ فرما کر اسکی اصلاح نصیحت اور جہاں تک میں نے دیکھا نرم سزا سے، ضرور فرماتے۔ عورتوں، لڑکوں اور لڑکیوں کے معاملہ میں آپ کا اصول میں نے یہی دیکھا۔''

حضرت سیّدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ فرماتی ہیں'' قبل بلوغت کم عمری میں آپ روزہ رکھوانا پسند نہ فرماتے تھے۔ بس ایک آدھ رکھ لیا کافی ہے۔ حضرت امّاں جان نے میرا پہلا روزہ رکھوایا تو بہت بڑی دعوت افطاری دی تھی۔ یعنی جو خواتین جماعت تھیں سب کو بلایا ہوا تھا۔ اس رمضان کے بعد دوسرے یا تیسرے رمضان میں نے روزہ رکھ لیا اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو کہا'' آج میرا روزہ پھر ہے'' آپ علیہ السلام حجرہ میں (جنھوں نے ہمارا گھر قادیان کا دیکھا ہے وہ سمجھ لیں گی کہ کون سا کمرہ تھا) تشریف رکھتے تھے۔ پاس سٹول پر دو پان لگے رکھے تھے۔ غالباً حضرت امّاں جان بنا کر رکھ گئی ہوں گی۔ آپ علیہ السلام نے ایک پان اٹھا کر مجھے دیا کہ ''لو یہ پان کھالو۔ تم کمزور ہو، ابھی روزہ نہیں رکھنا۔ توڑ ڈالو روزہ۔ میں نے پان تو کھالیا مگر آپ سے کہا کہ صالحہ (یعنی ممانی جان مرحومہ چھوٹے ماموں جان کی اہلیہ محترمہ) نے بھی رکھا ہے اُن کا بھی تڑوا دیں فرمایا۔ ''بلاؤ اُس کو بھی''۔ میں بُلا لائی، وہ آئیں تو اُن کو بھی دوسرا پان اُٹھا کر دیا اور فرمایا ''لو یہ کھالو تمہارا روزہ نہیں ہے۔'' میری عمر اس وقت دس سال کی ہوگی۔ (سیرت وسوانح سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ مصنفہ ومرتبہ پروفیسر سیدہ نسیم سعید صفحہ نمبر 53)

حضرت سیّدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ مزید فرماتی ہیں:

''حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زبان میں معجزانہ اثر تھا۔ آپ نہ بات بات پر ٹوکتے نہ شوخیوں پر جھڑکنے لگتے بلکہ انتہائی نرمی سے فرماتے کہ یوں نہ کرو۔ جس بات سے آپ نے منع کیا مجھے یاد نہیں کہ کبھی بھول کر بھی وہ بات پھر کی ہو۔ وہ پیار بھری زبان معجز بیان کہ ایک بار کہا پھر عمر بھر کو اس بات سے طبیعت بے زار ہوگئی۔

ایک شام آسمان پر ہلکے ہلکے ابر میں خوبصورت رنگ برنگ کی دھنک دیکھ کر ہم سب بچے خوش ہو رہے تھے۔ آپ اس وقت صحن میں ٹہل رہے تھے جو بعد میں اُمّ ناصر کا صحن کہلاتا رہا ہے۔ میں نے کہا:

''یہ جو کمان ہے اس کو سب لوگ (پنجابی میں) مائی بڈھی کی پینگ کہتے ہیں۔ اس کو عربی میں کیا کہتے ہیں؟''

فرمایا ''اس کو عربی میں 'قوسِ قزح' کہتے ہیں مگر تم اس کو 'قوس اللہ' کہو۔ نیز فرمایا کہ... قوسِ قزح کے معنی شیطان کی کمان ہیں۔'' یہ بات مجھے ہمیشہ یاد رہی۔

ہمارے بچپن میں ایک کھلونا آتا تھا ''look and laugh'' دوربین کی صورت کا۔ اس میں دیکھو تو عجیب مضحکہ خیز صورت دوسرے کی نظر آتی تھی۔ جب یہ کھلونا لاہور سے کسی نے لا کر دیا، آپ کو یہ چیز میں نے دکھائی۔ آپ نے دیکھا اور تبسم فرمایا۔ کہا!

''اب جاؤ دیکھو اور ہنسو کھیلو، مگر دیکھو یاد رکھنا میری جانب ہرگز نہ دیکھنا''

سب والدین بچوں کو تہذیب سکھاتے ہیں مگر یہ ایک خاص بات تھی۔ اللہ تعالیٰ کا فرستادہ نبی مؤدب بن کر بھی آتا ہے اور خود اس کو اپنا اَدب بھی اپنی ذاتی شخصیت کے لیے نہیں، بلکہ اس مقام کی عزت کے لیے جس پر اس کو کھڑا کیا گیا، اس ذاتِ پاک و برتر کے احترام کی وجہ سے جس نے اس کو خاص مقام بخشا، جس کی جانب سے وہ بھیجا گیا سکھانا پڑتا ہے۔

مجھے اور مبارک احمد کو قینچی سے کھیلتے دیکھ کر تنبیہ فرمائی کیونکہ قینچی کی نوک اس وقت میں نے مبارک احمد کی طرف کر رکھی تھی۔ فرمایا'' کبھی کوئی تیز چیز قینچی، چھری، چاقو اس کے تیز رخ سے کسی کی طرف نہ پکڑاؤ، اچانک لگ سکتی ہے۔ کسی کی آنکھ میں لگ جائے، کوئی نقصان پہنچے تو اپنے دل کو بھی ہمیشہ پچھتاوا ہے گا اور دوسرے کو تکلیف۔'' یہ عمر بھر کو سبق ملا اور آج تک یاد ہے۔ (ماخوذ از: سیرت وسوانح سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ مصنفہ ومرتبہ پروفیسر سیدہ نسیم سعید صفحہ 50, 51)

وفات وغیرہ کے موقع پر صبر کی تلقین

موت، فوت اور غم کے مواقع پر حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے صبر کا اعلیٰ نمونہ پیش فرمایا۔ بالخصوص اپنے بیٹے صاحبزادہ ابراہیمؓ کی وفات، اپنے چچا حمزہؓ اور چچا زاد بھائی حضرت جعفرؓ کی شہادت پر صبر کے بے نظیر نمونے پیش فرمائے۔ عورتوں کو بھی صدمہ کے موقع پر صبر کی نصیحت فرماتے تھے۔ خواتین کی تربیت کے لیے ان کے مطالبہ پر ہفتہ میں ایک دن ان کے لیے مقرر تھا۔ (بخاری 3 کتاب العلم باب 12 بحوالہ اسوۂ انسان کامل، مصنف، حافظ مظفر احمد صاحب صفحہ 304 ایڈیشن 2011ء)

وفات وغیرہ کے موقع پر نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم بین یا واویلا کرنے سے منع فرماتے تھے لیکن چونکہ غم کی حالت میں جذبات پر انسان بعض دفعہ بے اختیار اور مغلوب ہو جاتا ہے اس لیے اس پہلو سے شفقت کا دامن جھکا کے رکھتے تھے۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے چچا زاد بھائی حضرت جعفر طیارؓ کی غزوہ موتہ میں شہادت کے موقع پر خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو سخت صدمہ تھا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف فرما تھے اور چہرہ سے غم کے آثار صاف عیاں تھے۔ میں دروازے کے درز سے دیکھ رہی تھی۔ ایک شخص نے آکر کہا کہ جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عورتیں رو رہی ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا انہیں منع کرو۔ وہ گیا اور تھوڑی دیر میں واپس آ کر کہنے لگا کہ وہ میری بات نہیں مانتیں۔ آپ صلی اللہ علیہ والہ سلم نے فرمایا ان کے مونہوں پر مٹی پھینکو یعنی انہیں ان کے حال پر چھوڑ دو۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں میں نے دل میں کہا اللہ تمہیں رسوا کرے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ سلم نے تمہیں جو حکم دیا ہے وہ تم کر نہیں سکے پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ سلم کو تکلیف دینے سے باز نہیں آتے ہو۔ (بخاری 29 کتاب الجنائز باب 39 بحوالہ اسوۂ انسان کامل، مصنف حافظ مظفر احمد صاحب صفحہ 304 ایڈیشن 2011ء)

آنحضرت ﷺ کے خاتم الخلفاء حضرت مسیح موعودؑ کی سیرت سے آپؑ کے آقا ﷺ کی سنت کی پیروی کے چند واقعات ملاحظہ ہوں۔ محترمہ حسن بی بی صاحبہ اہلیہ ملک غلام حسین صاحب رہتاسی نے بواسطہ مکرمہ محترمہ مراد خاتون صاحبہ والدہ خلیفہ صلاح الدین صاحب بذریعہ تحریر بیان کیا کہ ''میرا چوتھا لڑکا کوئی چار پانچ سال کا تھا کہ اس کو سانپ نے کاٹ لیا تھا۔ اس نے سانپ کو دیکھا نہ تھا اور یہ سمجھا تھا کہ اس کو کانٹا لگا ہے۔ میں نے بھی سوئی سے جگہ پھول کر دیکھی۔ کچھ معلوم نہ ہوا لیکن جب بچہ کو چھالا ہو گیا اور سوج پڑ گئی تو معلوم ہوا کہ وہ کانٹا نہیں تھا بلکہ سانپ نے کاٹا تھا جس کا زہر چڑھ گیا ہے۔ بچہ چھٹے دن فوت ہو گیا تھا۔ جب حضور علیہ السلام کو علم ہوا تو حضور نے افسوس کیا اور فرمایا کہ ''مجھے کیوں پہلے نہیں بتایا؟ میرے پاس تو سانپ کے کاٹے کا علاج تھا۔'' مجھے بچے کے فوت ہونے کا بہت غم ہوا تھا اور میں نے رو رو کر اور پیٹ پیٹ کر اپنا بُرا حال کر لیا تھا۔ جب حضور علیہ السلام کو حضرت اُم المومنین نے یہ بات بتائی تو حضور علیہ السلام نے مجھے طلب فرما کر نصیحت کی اور بڑی شفقت سے فرمایا کہ ''دیکھو حسن بی بی! یہ تو خدا کی امانت تھی، اللہ تعالیٰ نے لے لی۔ تم کیوں پریشان ہوتی ہو؟'' اور فرمایا کہ ''ایک بڑی نیک عورت تھی۔ اس کا خاوند باہر گیا ہوا تھا۔ جس دن اس نے واپس آنا تھا، اتفاقاً اس دن اس کا جوان بچہ جو ایک ہی تھا، فوت ہو گیا تھا۔ اس عورت نے اپنے لڑکے کو غسل اور کفن دے کر ایک کمرے میں رکھ دیا اور خود خاوند کے آنے کی تیاری کی۔ کھانے پکائے، کپڑے بدلے، زیور پہنا اور جب خاوند آیا تو اس کی خاطر داری میں مشغول ہو گئی۔ جب وہ کھانا کھا چکا تو اس نے کہا کہ 'میں آپ سے ایک بات دریافت کرتی ہوں اور وہ یہ ہے کہ اگر کسی کی امانت کسی کے پاس ہو اور وہ اس کو واپس مانگے تو کیا کرنا چاہیے؟ اس نے کہا کہ فوراً امانت کو شکریہ کے ساتھ واپس کر دینا چاہیے۔' تو اس نیک بی بی نے کہا کہ اس امانت میں آپ کا بھی حصہ ہے۔ پس وہ اپنے خاوند کو اس کمرے میں لے گئی جہاں بچہ کی نعش پڑی تھی اور کہا کہ 'اب اس کو آپ خدا کے سپرد کر دیں۔ یہ اس کی امانت تھی جو اس کو دے دی گئی ہے۔' یہ سن کر میرا دل ٹھنڈا ہو گیا اور میں نے اُسی وقت جزع فزع چھوڑ دی اور مجھے اطمینان کلی حاصل ہو گیا۔ اس کے بعد میں نے اپنے خاوند سے کہا کہ 'مجھے اپنے وطن جہلم لے چلو۔' اس نے حضور علیہ السلام سے اجازت طلب کی۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ ''تمہاری بیوی کو نیا نیا صدمہ پہنچا ہے۔ یہ وہاں جا کر پھر غم کرے گی اس لیے میں ابھی اجازت نہیں دیتا۔ پھر عرصہ تین سال کے بعد جب اجازت ملی تو میں اپنے وطن گئی۔''

(سیرت المہدی جلد دوم حصہ پنجم روایت 1527 صفحہ 292 ایڈیشن اگست 2008ء)

بیٹیوں کا نبوت پر پختہ ایمان

حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہ کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نبوت پر ٹھوس ایمان تھا جو صرف روایات پر مبنی نہ تھا بلکہ شہادات اور رویت پر مبنی تھا۔ آنکھ کھولتے ہی ایک نور کے سائے میں زندگی بسر ہوئی اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو عاشق قرآن، عاشق رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم پایا۔ ہوش آتے ہی کانوں میں الٰہی بشارتیں پڑیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر عنایات ولطف الٰہی کا مشاہدہ کیا چنانچہ اس سلسلے میں آپ نے خود فرمایا۔

''میری نظر میں اب تک وہ نقش تازہ ہیں۔ آپؑ کی باتیں، آپ کا ٹہلنا، لکھنا، نماز پڑھنا، وضو کرنا، سونے کا انداز، غرض سب کچھ گویا میں آج بھی دیکھ رہی ہوں۔ واقعی ایک نور ہی تھا جس نے وہ زمانہ پایا اور نہ دیکھ سکا اور نہ پہچان سکا اس کی قسمت پر افسوس ہے۔ میں جب آپ کا چہرہ یاد کرتی ہوں تو سوچتی ہوں بجز دل کے اندھوں کے اور جن کے قلوب پر مہر لگ چکی تھی کون اس منہ کو دیکھ کر کاذب کہہ سکتا تھا؟ نور صداقت تو اس کی پیشانی سے ہی برستا تھا اور نور ہی نور آپکی ہر بات سے مترشح ہوتا تھا۔ روشنی ہی روشنی، پاکیزگی ہی پاکیزگی ظاہر وباطن، خلوت وجلوت میں نمایاں نظر آتی تھی۔ بشریت کے جامہ میں اس دنیا کی ملونی سے الگ خاص پاک روح، معلوم ہوتا تھا کہ خدا تعالیٰ نے بھیج دی ہے۔ اپنے کام کے لیے جو دنیا میں ہے بھی اور نہیں بھی۔ میری شہادت جو میرے اپنے ایمان اور اپنی ذات کے لیے ہے محض روایات اور تحریروں پر ہی بنا نہیں رکھتی بلکہ اول اصل اس کی رویت پر ہے، دید وشنید پر ہے یعنی بچپن سے آپ کو بہت نزدیک سے دیکھا ہے۔ آپ کی باتیں سنیں، آپ کو عاشق الٰہی پایا، عاشق محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم پایا، بہت بچپن کی تفصیلیں اگرچہ یاد نہیں مگر جو اثر آپ کے وجود کا شاید دودھ پینے کی عمر سے ٹھہرا تھا وہ ہوش سنبھالتے سنبھالتے گہرا ہی ہوتا گیا اور جتنا بھی قریب سے دیکھا نور ہی نور پایا۔ (سیرت وسوانح سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ مصنفہ ومرتبہ پروفیسر سیدہ نسیم سعید صفحہ نمبر 174)

26 مئی 1908ء کو حضورؑ مشیت ایزدی کے تحت اپنے مولائے حقیقی سے جا ملے۔ آپؑ کا جنازہ کو قادیان بہشتی مقبرہ کے ساتھ والے باغ میں رکھا گیا۔ حضرت امّاں جان چہرہ مبارک دیکھنے آئیں تو پائنتی کی طرف کھڑے ہو کر نہایت وقار والی آواز میں بولیں.... تیری وجہ سے میرے گھر میں فرشتے اُترتے تھے اور خدا کلام کرتا تھا۔''

یہ گواہی تھی جو حضرت امّاں جان نے حضرت اقدس کی سچائی کی دی اور اس سے آپ کے ایمان کی مضبوطی اور حضرت اقدسؑ سے عقیدت اور محبت کا پتہ چلتا ہے۔ آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر سچے دل سے ایمان رکھتی تھیں اور آپ کے دعویٰ اور الہامات کو سچا مانتی تھیں۔ کبھی بھی کسی قسم کا شک یا شُبہ آپ کے دل میں پیدا نہ ہوا۔

(سیرت حضرت اماں جان تصنیف صاحبزادی امۃ الشکور صفحہ نمبر 10)

یقیناً خدا تعالیٰ کے فرستادے اس دنیا میں انسان کو اپنے نمونہ کے ذریعہ خدا سے ملانے آتے ہیں۔ یہ اسوہ کامل رنگ میں حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ میں پایا جاتا تھا جب کہ اس کے ظل کے طور پر آپ ﷺ کے غلامِ کامل حضرت مسیح موعودؑ نے اُسی اسوہ پر عمل کر کے یہ ثابت فرمایا کہ آج بھی نبی اکرم ﷺ کی پیروی میں ہی فلاح ہے۔

اے خدا بر تُربتِ او ابر رحمت ہا ببار

☆...☆...☆

بقیہ: رپورٹ دورۂ امریکہ

از صفحہ نمبر 12..................................

مقامی احمدی مسلمان اس مسجد کے ہمسایوں کے حقوق کی ادائیگی کے لیے اپنی کوششوں میں مزید اضافہ کریں گے۔ درحقیقت قرآن کریم بار بار مسلمانوں کو توجہ دلاتا ہے کہ وہ اپنے ہمسایوں کے حقوق ادا کریں اور ان کے ساتھ کمال محبت اور شفقت کے ساتھ پیش آئیں۔ میں اس بات کی بھی وضاحت کر دوں کہ ہمارے ہمسائے صرف وہی نہیں جو مسجد یا احمدی گھروں کے قرب وجوار میں رہتے ہیں بلکہ قرآن کریم کے مطابق ہمسائیگی کا دائرہ تو اس سے کہیں وسیع ہے اور اس ہمسائیگی میں آپ کے ساتھ کام کرنے والے، آپ کے ماتحت کام کرنے والے، آپ کے ساتھ سفر کرنے والے اور اس کے علاوہ اور بھی بہت سے افراد شامل ہیں۔ خلاصتہً اس شہر کے سارے لوگ ہی ہمارے ہمسائے بنتے ہیں اور یہ ہمارا مذہبی فریضہ ہے کہ ہم اپنے ہمسایوں کے ساتھ نیک اور پیار اور کشادہ دلی کا سلوک کریں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: میری دعا ہے کہ یہاں کے مقامی احمدی میری باتوں کے مطابق اپنی زندگیاں گزارنے والے ہوں اور ہر دن اپنے قول اور فعل سے اسلام کی محبت اور پیار کے بنیادی پیغام کی حقیقی عکاسی کرنے والے ہوں۔ اللہ کرے کہ احمدی نہ صرف اس علاقہ میں بلکہ سارے ملک میں اسلام کا امن اور خیر خواہی کا پیغام پھیلانے والے ہوں۔ اللہ کرے کہ احمدی اپنے ہمسایوں اور معاشرے کے دیگر افراد کے ساتھ پیار اور ہمدردی کا سلوک کرنے والے ہوں تا کہ بعض غیر مسلموں کے ذہنوں میں اسلام کے متعلق جو بھی خدشات اور تحفظات ہیں وہ جلد از جلد ختم ہو جائیں۔ میری دعا ہے کہ احمدی ہماری مقدس کتاب قرآن کریم کی اعلیٰ تعلیمات پر عمل کرنے والے ہوں تا کہ یہاں کے مقامی لوگ اسلام کی حقیقت جان سکیں۔ اللہ کرے کہ حضرت محمد ﷺ جو کہ قرآنی تعلیمات کے کامل مظہر تھے ان کا اعلیٰ اور نیک نمونہ یہاں امریکہ میں اور اس سے باہر بھی لوگوں پر ظاہر ہو۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: میری دلی دعا ہے کہ مقامی، علاقائی، ملکی اور بین الاقوامی سطح پر تمام مذاہب کے لوگ دنیا میں امن کا پیغام پھیلانے کی قدرِ مشترک پر متحد ہو جائیں۔ میرے دل کی گہرائی سے یہ دعا نکلتی ہے جب ہم لوگ اس دنیا سے کوچ کریں تو ہمارے بچے اور ہماری آنے والی نسلیں ہمیں پیار اور محبت کے ساتھ یاد کریں۔ وہ یہ کہنے والے ہوں کہ ہمارے بزرگوں نے بنی نوع انسان میں پیار، امن اور بھائی چارہ کو پھیلانے اور اپنے پیچھے ایک پُر امن اور روشن دنیا چھوڑنے میں کوئی کسر باقی نہیں چھوڑی۔ اس کے برعکس آپ یقیناً یہ گوارا نہیں کر سکتے کہ ہمارے بچے ہمیں نفرت کے ساتھ یاد کریں کہ ہم جنگ اور خون ریزی کو پھیلانے والے تھے اور ان کے مستقبل کو تباہ کرنے والے تھے اور ہم نے ان کے لیے صرف جنگ اور تباہی کے اثرات ہی چھوڑے ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: پس آنے والی نسلوں کی حفاظت کے لیے یہ ضروری ہے کہ ہم اپنے تضادات کو نظر انداز کر کے ایک دوسرے کے حقوق ادا کرنے اور انسانیت کی خدمت کرنے کی طرف توجہ دلادیں۔ یہ ہماری ذمہ داری ہے بلکہ ہمارا فریضہ ہے کہ ہم اپنے پیچھے بعد میں آنے والوں کے لیے خوشحال اور پُر امن دنیا چھوڑیں۔ اس کو حاصل کرنے کے لیے لازم ہے کہ ہم اپنی تمام تر طاقتیں امن کے قیام کے لیے بروئے کار لائیں۔ اسلام کا بنیادی اصول یہ ہے کہ تمام مذاہب اور ان کے رہنماؤں کو عزت کی نگاہ سے دیکھا جائے۔ جیسا کہ میں نے آغاز میں بھی کہا تھا کہ ہم تمام انبیاء پر ایمان لاتے ہیں اس لیے ایک حقیقی مسلمان کے لیے ممکن نہیں ہے کہ وہ ان انبیاء یا ان کی تعلیمات کے خلاف باتیں کرے۔ پس یہ بات انتہائی اہمیت کی حامل ہے کہ لوگوں کے رنگ ونسل اور مقام ومرتبہ سے بالا ہو کر ہم ایک دوسرے کے مذہب اور عقائد کا احترام کریں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: ان الفاظ کے ساتھ میں امید کرتا ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اُن تنازعات کو ختم کرنے کی توفیق عطا فرمائے جنہوں نے دنیا کو گھیر رکھا ہے اور ہر قسم کی ناانصافی اور عدم برداشت کو ختم کرنے میں اپنی ذمہ داریاں ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: میری دعا ہے کہ ہم اپنے پیچھے نفرت اور ظلم سے بھری ہوئی دنیا کی بجائے ایک ایسی دنیا چھوڑ کر جائیں جو پیار اور محبت سے بھری ہو۔ اپنے ذاتی مفادات کے پیچھے پڑے رہنے کی بجائے لوگ خدمتِ انسانیت کی اقدار کو پہچاننے والے ہوں اور آخر میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ کرے یہ مسجد اس معاشرے کے لیے مشعلِ راہ اور اتحاد اور نئی اُمید پیدا کرنے کا ذریعہ بنے۔ آپ سب کا ایک مرتبہ پھر شکریہ۔ اللہ تعالیٰ آپ سب پر فضل فرمائے۔ آمین

اس کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دعا کروائی جس میں مہمان اپنے اپنے طریق پر شامل ہوئے۔

حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطاب کے اختتام پر مہمانوں نے دیر تک تالیاں بجا کر حضورِ انور کے خطاب کو سراہنے کا اظہار کیا۔

بعد ازاں حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بعض مہمانوں کو تحائف عطا فرمائے۔ اس کے بعد ڈنر کا پروگرام ہوا۔

کھانے کے بعد مہمان باری باری حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے ملاقات کے لیے آتے رہے۔ حضورِ انور مہمانوں سے گفتگو فرماتے۔ مہمان حضورِ انور کے ساتھ تصاویر بنواتے۔

بعد ازاں حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کچھ دیر کے لیے اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

پونے آٹھ بجے حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسجد مسرور میں تشریف لا کر نمازِ مغرب وعشاء جمع کر کے پڑھائیں۔

نمازوں کی ادائیگی کے بعد پروگرام کے مطابق یہاں سے واپس مسجد بیت الرحمٰن واشنگٹن کے لیے روانگی تھی۔

احباب جماعت مرد وخواتین بہت بڑی تعداد میں حضورِ انور کو الوداع کہنے کے لیے مسجد کے بیرونی احاطہ میں موجود تھے۔ حضورِ انور مسجد سے باہر تشریف لے آئے اور کچھ دیر کے لیے احباب میں رونق افروز رہے۔ سبھی لوگ چھوٹے بڑے، مرد وخواتین اپنے آقا کی زیارت سے فیضیاب ہو رہے تھے۔ قدم قدم پر بچے بچیاں، خواتین حضورِ انور کی تصاویر بنا رہی تھیں۔

بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنا ہاتھ بلند کر کے سب کو السلام علیکم کہا اور دعا کروائی اور آٹھ بجکر 25 منٹ پر یہاں سے روانگی ہوئی۔ قریباً ایک گھنٹہ پانچ منٹ کے سفر کے بعد ساڑھے نو بجے حضوانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی مسجد بیت الرحمٰن تشریف آوری ہوئی اور حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائش گاہ تشریف لے گئے۔ (باقی آئندہ)

... ...

لندن بُک فیئر میں جماعت احمدیہ یوکے کی کامیاب شرکت

بُک فیئر کے مرکزی عنوان کی مناسبت سے بالخصوص انڈونیشین زبان میں جماعتی لٹریچر کی نمائش

اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ یوکے کو امسال بھی لندن کے علاقہ اولمپیا میں 12 تا 14 مارچ 2019ء کو منعقدہ 48ویں لندن بُک فیئر (London Book Fair) میں جماعتی سٹال لگانے کی توفیق ملی۔ 5/ نومبر 1971ء میں لائبریرین کا ٹریڈ شو بنام Specialist Publications Exhibition For Librarians شروع ہوا جس کا مخفف (SPEX) ہے۔ یہی ٹریڈ شو ترقی کرتا ہوا لندن بُک فیئر میں تبدیل ہو گیا۔

لندن کتاب میلے کا مقصد بین الاقوامی کتب کی نمائش کے علاوہ کتب کی تجارت کو فروغ دینا ہے۔ کتب اور رسالوں کی طباعت کے ساتھ ساتھ یہ میلہ آڈیو، فلم، ٹی وی اور ڈیجیٹل چینلز میں مواد کی فروخت اور تقسیم کے لیے ایک عالمی مارکیٹ بھی ہے۔ اس کی مقبولیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ ہر سال 100 سے زائد ممالک سے تعلق رکھنے والے لوگ اسے اپنے ذاتی شوق کی بنا پر دیکھنے یا اپنے کاروبار کے لیے مفید معلومات حاصل کرنے اور پبلشرز سے مشورے کرنے کے لیے آتے ہیں۔

امسال لندن بُک فیئر کا مرکزی عنوان Indonesia تھا۔ چنانچہ جماعتی سٹال کے لیے انڈونیشین ڈیسک یوکے کے زیر انتظام خاص طور پر انڈونیشین زبان میں جماعتی لٹریچر کے ذریعہ جماعت احمدیہ مسلمہ کی پُر امن تعلیم کو فروغ دینے کے لیے مکرم محمود مبارک صاحب سیکرٹری اشاعت انڈونیشیا، مکرم Mochamad Sutrisna Sahib لیکچرار جامعہ احمدیہ انڈونیشیا اور مکرم سید طٰہٰ انور صاحب کو انڈونیشیا سے مدعو کیا گیا۔ مکرم محمود واردی صاحب انچارج انڈونیشین ڈیسک یوکے کے ساتھ ان احباب نے زائرین کو انڈونیشین زبان میں جماعتی لٹریچر کا تعارف کرایا۔ جماعتی سٹال میں انڈونیشین کتب کی نمائش کے لیے الگ سے جگہ مختص تھی۔

دنیا کے حالات کے پیشِ نظر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی کتاب ''عالمی بحران اور راہ امن'' World Crisis and the Pathway to Peace کے نئے ایڈیشن کو امسال بطور مرکزی کتاب متعارف کروایا گیا۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے حالیہ دورہ امریکہ میں بیان فرمودہ خطابات کا مجموعہ ایک کتاب بعنوان A Message for Our Time شائع ہوا ہے۔ اس کتاب کو بھی مفت تقسیم کیا گیا۔ ان دو کتابوں کے علاوہ بڑی تعداد میں مختلف زبانوں میں قرآن کریم کے تراجم، کتب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام، کتب خلفائے احمدیت، علمائے سلسلہ کی کتب اور بچوں کے لیے کتب رکھی گئیں۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام کے زمانہ سے جاری شدہ رسالہ Review of Religions کے لیے بھی سٹال میں ایک جگہ مختص تھی جس میں تازہ شمارہ اور گزشتہ شمارے مفت دیے گئے۔ زائرین نے اس میں بھی خاص دلچسپی ظاہر کی۔

اس سہ روزہ کتاب میلے میں ہزاروں افراد جماعتی سٹال پر آئے اور اسلام احمدیت یعنی حقیقی اسلام کے بارہ میں معلومات حاصل کیں۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصر العزیز کی کتاب World Crisis and the Pathway to Peace کے عنوان پر چار صفحات پر مشتمل بروشر اور جماعتی کتب کی Catalogue پر مشتمل ایک گفٹ پیک (Gift Pack) تقریباً 200 سے زائد مہمانوں کو دیا گیا۔ مزید برآں اسلام انٹرنیشنل پبلیکیشنز اور کتاب World Crisis and the Pathway to Peace کے تعارف کے لیے دن میں 2 پریزنٹیشنز ہوئیں۔ مکرم ارشد احمدی صاحب سیکرٹری اشاعت یوکے، مکرم اکرم احمدی صاحب نائب امیر یوکے، مکرم ولید احمد صاحب چیف لائبریرین آفتاب خان لائبریری، مکرم عدیل شاہ صاحب متعلم جامعہ احمدیہ یوکے اور مکرم دانیال کاہلوں صاحب متعلم جامعہ احمدیہ یوکے نے یہ پریزنٹیشنز دیں۔

لوگوں کی ایک کثیر تعداد نے ان پریزنٹیشنز میں شرکت کی اور انتظامیہ سے تبادلۂ خیالات میں آئندہ بھی دوران سال جماعت کے دوسرے پروگراموں میں شامل ہونے کے لیے دلچسپی ظاہر کی۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی کتاب ''عالمی بحران اور راہ امن'' کے حوالہ سے کئی لوگوں نے کہا کہ یہ وقت کی ضرورت ہے۔

ترکی سے تعلق رکھنے والی ایک کمپنی نے مختلف زبانوں میں قرآن کریم کے تراجم کے 5 سیٹ خریدے اور مزید تراجم قرآن کریم کے سیٹ خریدنے کی خواہش بھی ظاہر کی جو انہیں پچھلے سال نہیں مل سکے تھے۔ اسی طرح انگریزی ترجمہ قرآن کریم اور کتب حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بالخصوص اسلامی اصول کی فلاسفی اور مسیح ہندوستان میں خریدنے کی طرف یوکے کی ایک کمپنی نے خاص طور پر دلچسپی ظاہر کی جو ہندوستان میں بھی بڑی تعداد میں کتب تقسیم کرتی ہے۔

اس بک فیئر کی تیاری اور اسے کامیاب بنانے کے لیے رضا کاروں کی ایک بڑی ٹیم نے نہایت محنت اور اخلاص کے ساتھ خدمت کی توفیق پائی۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو جزائے خیر سے نوازے۔ نیز اور زیادہ لوگوں کو جماعتی کتب سے مستفید ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

(رپورٹ: ارشد احمدی۔ سیکرٹری اشاعت یوکے)

☆...☆...☆

تعارف کتاب

”ضرورۃ الامام“

(فخرالحق شمس)

نام کتاب:	”ضرورۃ الامام“
تصنیف لطیف:	امام الزمان حضرت مسیح موعودؑ
ناشر:	اسلام انٹرنیشنل پبلیکیشنز، یو کے
باہتمام:	ایڈیشنل وکالت تصنیف، لندن
سن اشاعت:	اپریل 2018ء UK
ضخامت:	51 صفحات
قیمت:	1 پاؤنڈ سٹرلنگ

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام کو اللہ تعالیٰ نے جہاد بالقلم کے اس دَور میں سلطان القلم کا خطاب عطا فرمایا۔ چنانچہ اپنی بابرکت زندگی میں اس جری پہلوان اور قلم کے بادشاہ نے دنیا کی مختلف اقوام کے لوگوں سے مقابلہ کیا اور اسلام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت پر مبنی دلائل پر مشتمل مضامین اور کتب لکھ کر ان کے منہ بند کر دیے اور ان پر غلبہ حاصل کیا۔ آپ نے ہر طرف ایسے دینی خزائن لٹائے جو اس سے پہلے کہیں نہ ملتے تھے، قرآن مجید اور احادیث کی بہترین تشریح اور دونوں علوم کی سب سے خوبصورت خدمت حضرت مسیح موعودؑ نے اپنی کتب کے ذریعے انجام دی۔ گویا یہ کہنا بجا ہوگا کہ اس زمانہ میں اسلام کی سچی اور پاکیزہ تصویر آپؑ کی پُر معارف کتب کے مطالعہ سے حاصل ہوتی ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ اپنی کتاب ازالہ اوہام میں فرماتے ہیں:

”میرے اندر ایک آسمانی روح بول رہی ہے جو میرے لفظ لفظ اور حرف حرف کو زندگی بخشتی ہے۔“

(ازالہ اوہام۔ روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 403)

حضرت مسیح موعودؑ کی زندگی بخش اور الٰہی انوار سے فیض یافتہ کتب میں سے ایک کتاب ”ضرورۃ الامام“ ہے جو ضخامت میں دیگر کتب کی نسبت کم ہونے کے باوجود بہت اہم اور زمانے کی ضرورت کے مطابق علوم اور مسائل کے حل پر مشتمل ہے۔ یہ رسالہ نما کتاب حضرت اقدسؑ نے ستمبر 1897ء میں تالیف فرمائی۔ حضورؑ کے تحریر فرمانے سے لے کر مطبع ضیاء الاسلام قادیان سے طبع ہونے تک صرف ڈیڑھ دن صرف ہوا۔ حضرت مسیح موعودؑ کے یہ کتاب لکھنے کی فوری وجہ ایک دوست کی اجتہادی غلطی تھی۔ اس دوست نے اپنی ایسی خوابیں سنائیں جن سے یہ ظاہر ہوا کہ وہ آپؑ کو مسیح موعود نہیں مانتے اور وہ امامت حقہ سے بے خبر ہیں لہٰذا آپؑ کی ہمدردی نے یہ تقاضا کیا کہ امامت حقہ سے متعلق یہ کتاب لکھیں اور بیعت کی حقیقت سے آگاہ فرمائیں۔ اس رسالہ میں آپؑ نے یہ بتایا کہ امام الزمان کس قسم کی شخصیت ہوتی ہے۔ یہ بات بھی آپ نے کھول کر بیان فرمائی کہ امام الزمان کی روحانی تربیت کا متولی خدا تعالیٰ ہوتا ہے۔ اور وہ روحانی طور پر محمدی فوجوں کا سپہ سالار ہوتا ہے۔ اس کے جھنڈے کے نیچے آنے والوں کو بھی اعلیٰ درجہ کے قویٰ بخشے جاتے ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اس کتاب کا تازہ ایڈیشن ایڈیشنل وکالت تصنیف لندن نے کمپوز کروا کے سیٹ کیا اور اسلام انٹرنیشنل پبلیکیشنز لمیٹڈ یو کے نے اسے خوبصورت انداز میں زیور طبع سے آراستہ کیا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اس کتاب کی اس زمانہ میں دوبارہ اشاعت کی بہت اہمیت ہے کیونکہ ہماری نوجوان نسل خاص طور پر نومبائعین کو امام الزمان کے رتبہ کی حقیقت سے آگاہی کی بہت ضرورت ہے۔ اور یہ بھی کہ اس کتاب کے مطالعہ سے اس دَور کے مامور اور مرسل کو پہچان کر احمدی احباب کی اپنی اور آئندہ نسلوں کی حفاظت بھی یقینی ہو جائے گی۔

جیسا کہ اوپر ذکر کیا گیا ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ نے یہ کتاب تالیف فرما کر امام کی ضرورت اور حقیقت سب پر آشکار فرمائی اور ایسی شاندار اور پر از معارف کتاب قلمبند فرمائی جس کا فیض آج بھی جاری ہے۔ اور اس زمانہ میں اس کتاب کی الگ سے طباعت کی اشد ضرورت محسوس کی جا رہی تھی۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے اب یہ کتاب کمپوزنگ کی نئی سیٹنگ میں مرتب و آراستہ ہو کر قارئین کے ہاتھوں میں آئی ہے، اس لیے اس کتاب کے شائع ہونے کی یہ ضرورت پوری ہوگئی۔ ہمارا فرض ہے کہ اس کا مطالعہ کر کے اس میں موجود ہیرے جواہرات پر مشتمل خزانوں سے نہ صرف خود فائدہ اٹھائیں بلکہ ان کو دوسروں تک بھی پہنچائیں۔ خاکسار قارئین کی خدمت میں اس کتاب سے چند اقتباسات بطور مشتے از خروارے درج کرتا ہے تا کہ مکمل کتاب پڑھنے کا شوق پیدا ہو جائے۔

اولمپیا میں منعقد ہونے والے لندن بک فیئر 2019ء کا ایک منظر

اس کتاب کے آغاز میں حضرت اقدسؑ بعض لوگوں کی غلط فہمی کا ازالہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

افسوس کہ اس زمانہ میں اکثر لوگ امامتِ حقہ کی ضرورت کو نہیں سمجھتے اور ایک سچی خواب آنے سے یا چند الہامی فقروں سے خیال کر لیتے ہیں کہ ہمیں امام الزمان کی حاجت نہیں۔ کیا ہم کچھ کم ہیں؟ اور یہ بھی خیال نہیں کرتے کہ ایسا خیال سراسر معصیت ہے۔ کیونکہ جبکہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے امام الزمان کی ضرورت ہر ایک صدی کے لیے قائم کی ہے اور صاف فرما دیا ہے کہ جو شخص اس حالت میں خدا تعالیٰ کی طرف آئے گا کہ اس نے اپنے زمانہ کے امام کو شناخت نہ کیا وہ اندھا آئے گا اور جاہلیت کی موت پر مرے گا۔“ (صفحہ 5)

امام الزمان کے تشریف لانے سے جو روحانیت کی دنیا میں انقلاب برپا ہوتا ہے اس کا ذکر کرتے ہوئے حضرت اقدسؑ فرماتے ہیں: ”حقیقت یہ ہے کہ جب دنیا میں کوئی امام الزمان آتا ہے تو ہزار ہا انوار اس کے ساتھ آتے ہیں اور آسمان میں ایک صورتِ انبساطی پیدا ہو جاتی ہے اور انتشار روحانیت اور نورانیت ہو کر نیک استعدادیں جاگ اٹھتی ہیں۔ پس جو شخص الہام کی استعداد رکھتا ہے اس کو سلسلہ الہام شروع ہو جاتا ہے اور جو شخص فکر اور غور کے ذریعہ سے دینی تفقّہ کی استعداد رکھتا ہے۔ اس کے تدبر اور سوچنے کی قوت کو زیادہ کیا جاتا ہے۔ اور جس کو عبادات کی طرف رغبت ہو اس کو تعبد اور پرستش میں لذت عطا کی جاتی ہے۔“ (صفحہ 5-6)

حضرت مسیح موعودؑ اپنی اس تصنیف لطیف میں امام الزمان کی علامات اور اس کو دوسروں پر کیوں ترجیح دی جاتی ہے، اس حوالہ سے فرماتے ہیں: ”امام الزمان اس شخص کا نام ہے کہ جس شخص کی روحانی تربیت کا خدا تعالیٰ متولی ہو کر اس کی فطرت میں ایک ایسی امامت کی روشنی رکھ دیتا ہے کہ وہ سارے جہان کی معقولیوں اور فلسفیوں سے ہر ایک رنگ میں مباحثہ کر کے ان کو مغلوب کر لیتا ہے۔ وہ ہر ایک قسم کے دقیق در دقیق اعتراضات کا خدا سے قوت پا کر ایسی عمدگی سے جواب دیتا ہے کہ آخر ماننا پڑتا ہے کہ اس کی فطرت دنیا کی اصلاح کا پورا سامان لے کر اس مسافر خانہ میں آئی ہے۔ اس لیے اس کو کسی دشمن کے سامنے شرمندہ ہونا نہیں پڑتا۔ وہ روحانی طور پر محمدی فوجوں کا سپہ سالار ہوتا ہے اور خدا تعالیٰ کا ارادہ ہوتا ہے کہ اس کے ہاتھ پر دین کی دوبارہ فتح کرے۔ اور وہ تمام لوگ جو اس کے جھنڈے کے نیچے آتے ہیں ان کو بھی اعلیٰ درجہ کے قویٰ بخشے جاتے ہیں۔ اور وہ تمام شرائط جو اصلاح کے لیے ضروری ہوتے ہیں۔ اور وہ تمام علوم جو اعتراضات کے اٹھانے اور اسلامی خوبیوں کے بیان کرنے کے لیے ضروری ہیں اس کو عطا کیے جاتے ہیں۔“ (صفحہ 8)

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں: ”یہ بات بیان کر دینے کے لائق ہے کہ جن کو خدا تعالیٰ کا ہاتھ امام بناتا ہے۔ ان کی فطرت میں ہی امامت کی قوت رکھی جاتی ہے۔“ حضرت اقدسؑ اسی تسلسل میں فرماتے ہیں: میں دیکھتا ہوں کہ اماموں میں بنی نوع کے فائدے اور فیض رسانی کے لیے مندرجہ ذیل قوتوں کا ہونا ضروری ہے۔ حضور نے اس کے بعد چھ قوتوں کا ذکر فرمایا ہے اور حضرت مسیح موعودؑ نے سچا الہام جو خالص خدا تعالیٰ کی طرف سے ہوتا ہے اس کی دس علامتیں بیان فرمائی ہیں۔ (صفحہ 9 تا 21)

اللہ تعالیٰ کا جماعت احمدیہ پر بہت فضل اور احسان ہے کہ جس نے ہمیں اس دور کے امام الزمان حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود و مہدی معہودؑ کو ماننے کی توفیق عطا فرمائی اور آپؑ کے تتبع میں خلافت احمدیہ کو ہمارے سروں پر سایہ فگن کر دیا جس کی وجہ سے ہم افراد جماعت احمدیہ ایک لڑی میں پروئے گئے ہیں۔ خلیفہ وقت کے ایک اشارے پر اٹھتے اور بیٹھتے ہیں اور ان کا ہر حکم اپنے سر آنکھوں پر لیتے ہیں۔ جس طرح نظام شمسی میں ستارے سورج کے گرد گھومتے ہیں اسی طرح ہم بھی اپنے خلیفہ کے گرد اکٹھے ہیں اور گردش کر رہے ہیں۔ یہ بھی ہماری خوش قسمتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں متفرق نہیں رہنے دیا۔ اور یہ سب اس دور کے امام الزمان کی بدولت ہے۔ اسی مضمون کو حضرت اقدسؑ نے بہت پیارے انداز میں اس کتاب میں بیان کیا ہے، فرماتے ہیں:

”امام الزمان اپنی جبلت میں قوت امامت رکھتا ہے اور دستِ قدرت نے اس کے اندر پیشروی کا خاصہ پھونکا ہوا ہوتا ہے۔ یہ سنت اللہ ہے کہ وہ انسانوں کو متفرق طور پر چھوڑنا نہیں چاہتا، بلکہ جیسا کہ اس نے نظام شمسی میں بہت سے ستاروں کو داخل کر کے سورج کو اس نظام کی بادشاہی بخشی ہے۔ ایسا ہی وہ عام مومنوں کو ستاروں کی طرح حسب مراتب روشنی بخش کر امام الزمان کو ان کا سورج قرار دیتا ہے۔ اور یہ سنت الٰہی یہاں تک اس کی آفرینش میں پائی جاتی ہے کہ شہد کی مکھیوں میں یہ نظام موجود ہے کہ ان میں بھی ایک امام ہوتا ہے جو یعسوب کہلاتا ہے۔ اور جسمانی سلطنت میں بھی یہی خدا تعالیٰ نے ارادہ فرمایا ہے کہ ایک قوم میں ایک امیر اور بادشاہ ہو۔ اور خدا کی لعنت ان لوگوں پر ہے جو تفرقہ پسند کرتے ہیں۔ اور ایک امیر کے تحت حکم نہیں چلتے۔ حالانکہ اللہ جل شانہ فرماتا ہے: اَطِیۡعُوااللّٰہَ وَ اَطِیۡعُوا الرَّسُوۡلَ وَ اُولِی الۡاَمۡرِ مِنۡکُمۡ (النساء:60) اولی الامر سے مراد جسمانی طور پر بادشاہ اور روحانی طور پر امام الزمان ہے۔“ (صفحہ 24)

الغرض حضرت اقدسؑ نے آسان اور دلچسپ پیرائے میں بہت گہرے اور دقیق مسائل کا حل ہمارے لیے اس کتاب میں بیان فرما دیا ہے۔ کتاب کے پڑھنے کے ساتھ ساتھ دلچسپی بڑھتی چلی جاتی ہے۔ دنیا کو گمراہی کے گڑھے سے نکالنے اور عافیت کے حصار میں لانے کے لیے اس کتاب کے آخر میں اس سوال کا جواب مرحمت فرمایا ہے کہ اس زمانہ میں امام الزمان کون ہے؟ آپ فرماتے ہیں:

”اب بالآخر یہ سوال باقی رہا کہ اس زمانہ میں امام الزمان کون ہے جس کی پیروی تمام عام مسلمانوں اور زاہدوں اور خواب بینوں اور ملہموں کو کرنی خدا تعالیٰ کی طرف سے فرض قرار دیا گیا ہے۔ سو میں اس وقت بے دھڑک کہتا ہوں کہ خدا تعالیٰ کے فضل اور عنایت سے وہ امام الزمان میں ہوں اور مجھ میں خدا تعالیٰ نے وہ تمام علامتیں اور تمام شرطیں جمع کی ہیں اور اس صدی کے سر پر مجھے مبعوث فرمایا ہے۔ جس میں سے پندرہ برس گذر بھی گئے۔ اور ایسے وقت میں مَیں ظاہر ہوا ہوں کہ جب کہ اسلامی عقیدے اختلافات سے بھر گئے تھے اور کوئی عقیدہ اختلاف سے خالی نہ تھا۔ ... پس یہ تمام مختلف رائیں اور مختلف قول ایک فیصلہ کرنے والے حَکَم کو چاہتے تھے۔ سو وہ حَکَم میں ہوں۔ میں روحانی طور پر کسر صلیب کے لیے اور نیز اختلافات کے دُور کرنے کے لیے بھیجا گیا ہوں۔“ (صفحہ 26)

اللہ تعالیٰ ہمیں امام الزمان حضرت مسیح موعودؑ کے مقام کو پہچاننے اور اس کے مطابق آپ کی تعلیمات و ارشادات کو سمجھنے والا اور ان پر عمل کرنے والا بنائے۔ آمین

==================

بقیہ: رپورٹ پیس سمپوزیم یو کے

از صفحہ نمبر 01.................................

دی ایڈوانسمنٹ آف پیس (Ahmadiyya Muslim Prize for the Advancement of Peace) بھی عطا فرمایا۔ موصوف اساتذہ کی ایک عالمی تنظیم 'ٹیچرز وِدآؤٹ بارڈرز' (Teachers Without Borders) کے بانی ہیں۔ یہ تنظیم دنیا بھر کے مختلف پسماندہ علاقوں میں رضا کارانہ طور پر بلا تفریق رنگ و نسل لوگوں کو علم کے زیور سے آراستہ کرنے کا مشن سرانجام دے رہی ہے۔

9/ مارچ کی شام جماعتِ احمدیہ کی طرف سے پیس کانفرنس کے انعقاد کے لیے کافی عرصہ پہلے سے جہاں انتظامات کی تیاریاں کی جانے لگی تھیں وہاں پریس اینڈ میڈیا کی ٹیمیں متحرک ہو کر اس عظیم الشان تقریب کی تشہیر میں مصروف ہو چکی تھیں۔ اس تقریب میں امام الزّمان حضرت اقدس مسیح موعود و مہدئ مسعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پانچویں خلیفہ حضرت مرزا مسرور احمد ایدّہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خطاب فرمانا تھا۔

حضورِ انور کی تشریف آوری اور پریس کانفرنس

اس روز شام پونے چھ بجے کے قریب حضورِ انور مسجد بیت الفتوح میں رونق افروز ہوئے اور بیت الفتوح کے احاطہ میں موجود نمائش گاہ (exhibition hall) میں تشریف لے گئے جہاں پر مقامی اور بین الاقوامی میڈیا سے تعلق رکھنے والے متعدّد نمائندگان حضورِ انور کے منتظر تھے۔ ان میں سکائی نیوز (Sky News)، ڈیلی ٹیلیگراف (Daily Telegraph)، میل آن لائن (Mail Online)، لندن ایوِنِنگ سٹینڈرڈ (London Evening Standard)، دی ٹائمز (The Times)، دی نیشن (The Nation)، نیوسٹیٹس مین (New Statesman)، سرے کومِٹ (Surrey Comet) و دیگر نیز متعدد ٹیلیویژن چینلز بشمول جیو ٹی وی، زی ٹی وی، آج ٹی وی وغیرہ کے نمائندگان شامل تھے۔

اس پریس کانفرنس کے دوران صحافیوں نے حضورِ انور سے مختلف سوالات پوچھے جن میں 'شمیمہ بیگم' کے بارہ میں مختلف سوالات، دنیا میں امن کے قیام اور دیگر مسائل کے بارہ میں سوالات شامل تھے۔ حضورِ انور نے اسلامی تعلیمات کی روشنی میں ان سوالات کے انتہائی بصیرت افروز جوابات عطا فرمائے۔

20 سے 25 منٹ تک جاری رہنے والی اس پریس کانفرنس کے بعد حضورِ انور ایدّہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز 'آفتاب خان لائبریری' تشریف لے گئے جہاں پروگرام کے مطابق اس پیس کانفرنس کے لیے تشریف لانے والے معزز مہمانوں سے حضورِ انور کا تعارف کروایا گیا۔ اور پھر حضور پُرنور وی آئی پی روم (VIP Room) میں تشریف لائے جہاں احمدیہ مسلم پرائز فار دی ایڈوانسمنٹ آف پیس کے حقدار قرار پانے والے محترم فریڈ میڈِنک اور یوکے میں متعیّن یوگنڈا کے ہائی کمشنر عزت مآب جناب جولیَس پیٹر موٹو (H.E. Julius Peter Moto) نے حضورِ انور سے ملاقات کی سعادت پائی۔

امن کانفرنس کی تقریب

ان تمام ملاقاتوں کے بعد پونے سات بجے کے قریب

حضورِ انور پریس کانفرنس کے دوران صحافیوں کے سوالات کے جوابات عطا فرما رہے ہیں

حضورِ انور نے مسجد کے مرکزی ہال میں نمازِ مغرب اور عشاء جمع کر کے پڑھائیں۔ نماز کی ادائیگی کے دوران مختلف رنگ و نسل اور قومیتوں سے تعلق رکھنے والے غیر مسلم اور غیر احمدی مہمانوں کی کچھ تعداد مسجد کے ہال کی پچھلی جانب اور اکثریت ہال کے عقب میں موجود اوپر والی منزل کی گیلری میں خاموشی سے کھڑے ہو کر اس روح پرور نظارہ کو دیکھتی رہی۔ بلاشبہ یہ لوگ اس روحانی اور پُرسرور نظارہ کو دیکھ کر ایک سحر میں مبتلا نظر آتے تھے۔

نماز کی ادائیگی کے بعد حضورِ انور سات بجکر بیس منٹ پر طاہر ہال میں تشریف لا کر کرسئ صدارت پر رونق افروز ہوئے۔ اس پر مکرم فرید احمد صاحب (سیکرٹری امور خارجہ جماعت احمدیہ برطانیہ) نے جو اس تقریب کے ماڈریٹر کے فرائض سرانجام دے رہے تھے تمام مہمانوں کو خوش آمدید کہا اور تلاوت قرآن کریم کے لیے عزیزم دانیال تصور طالبعلم جامعہ احمدیہ یوکے کو دعوت دی۔ تلاوت کی جانے والی سورت النّحل کی آیات 91 تا 93 کا انگریزی ترجمہ پیش کرنے کی سعادت عزیزم فرہاد احمد طالب علم جامعہ احمدیہ یوکے کو حاصل ہوئی۔ بعد ازاں مکرم رفیق احمد حیات صاحب (امیر جماعتہائے احمدیہ برطانیہ) نے استقبالیہ ایڈریس پیش کیا۔ آپ نے اپنے ایڈریس میں جماعت احمدیہ کا مختصر تعارف کروایا اور مہمانوں کو خوش آمدید کہتے ہوئے بتایا کہ اس سال پیس کانفرنس کا موضوع 'قیامِ امن کی اشد ضرورت' (The Critical Need for Peace) رکھا گیا ہے۔

اس کے بعد تقریب میں تشریف لانے والے مہمان Most Rev. Kevin McDonald (علاقہ ساؤتھ وارک کے آرچ بشپ امریٹس، رومن کیتھولک چرچ آف انگلینڈ اینڈ ویلز) نے اپنا ایڈریس پیش کیا۔ انہوں نے اپنی تقریر کا آغاز اس بات سے کیا کہ جماعت احمدیہ کا مختلف قوموں، مذاہب اور طبقات کے لوگوں کو اکٹھا کر کے امن کے بارے میں بات کرنے کا موقع فراہم کرنے کا یہ اقدام نہایت غیر معمولی اور قابلِ ستائش ہے۔ انہوں نے کہا کہ بدامنی ایک عالمی مسئلہ ہے اور اس سال کا ''پیس سمپوزیم'' وقت کی مناسبت سے بہت اہم ہے۔ اگر ہم آج کل کے حالات کو دیکھیں تو وہ شدت سے عوام میں حیرانی اور تشویش پیدا کر رہے ہیں مثلاً برطانیہ میں BREXIT اور اس سے پیدا ہونے والی غصہ، نفرت، غیر یقینی اور بے چینی کی کیفیت اور باہر کے ممالک میں خصوصاً یمن اور شام کے عوام جس کرب اور اذیت کا شکار ہیں ان سب مسائل کی موجودگی میں ایک ایسی تقریب کا انعقاد جس کا موضوع ہی ''امن'' ہو اور وہ امن کی اہمیت کو اجاگر کرے نہایت ضروری ہے۔ مجھے لگتا ہے کہ جماعت احمدیہ امن پر خاص توجہ دیتی ہے اور یہ وقت کا تقاضا بھی ہے کے تمام مذاہب امن کے لیے کھڑے ہوں۔ امنِ عالم دنیا میں زبردستی قائم نہیں کیا جا سکتا، اس کے لیے اندرونی سکون و اطمینان بہت ضروری ہے کیونکہ لوگوں کے بدلنے سے ہی دنیاوی حالات تبدیل ہو سکتے ہیں۔ یہ بہت ضروری ہے کہ ہم خود کو محبت، امن اور برداشت سکھائیں جو کہ ایک قدرتی امر نہیں ہے بلکہ انہیں سیکھنے کے لیے محنت اور کوشش ضروری ہے جسے ہم خدا کی مدد اور عبادات سے حاصل کر سکتے ہیں۔ اس لیے میں جماعت احمدیہ کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں کہ انہوں نے ہماری توجہ امن کی طرف مبذول کروائی اور مختلف مذاہب اور اقوام کے لوگوں کو اکٹھا کیا۔

بعد ازاں مکرم امیر صاحب یو کے نے سال 2018ء میں پیس پرائز کے حقدار قرار پانے والے محترم فریڈ میڈِنک اور ان کی تنظیم Teachers Without Borders کا تعارف کروایا اور حاضرین کو اس تنظیم کے بارے میں ایک مختصر ڈاکیومنٹری دکھائی گئی۔

اس کے بعد حضورِ انور ایدّہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے

جناب فریڈ میڈنک (Fred Mednik) امن انعام وصول کر رہے ہیں

پیس کانفرنس 2019ء

محترم فریڈ میڈنِک کو قرآنِ کریم، کرسٹل سے تیار شدہ منارہ، ایک سرٹیفکیٹ، احمدیہ لٹریچر کی منتخب کتب اور دس ہزار پاؤنڈز کے چیک پر مشتمل پیس پرائز عطا فرمایا۔ بعد ازاں موصوف نے سٹیج پر تشریف لا کر اظہارِ خیال کیا۔

انہوں نے انتظامیہ اور حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا شکریہ ادا کیا اور کہا کہ میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ دنیا میں سب سے زیادہ اپنایا جانے والا پیشہ ’تدریس‘ ہے۔ ایک استاد معاشرہ میں پائے جانے والے تقریباً ہر مسئلہ کا علم رکھتا ہے۔ اساتذہ ایک فوج کی طرح ہیں۔ 20 سال قبل ہماری تنظیم نے تعلیم اور ترقی کے باہمی تعلق کی اہمیت کو جانا اور اسی لیے ہم نے اپنی تنظیم کا آغاز کیا۔ لیکن جیسا کہ ہم سب جانتے ہیں کہ ذہانت تمام دنیا میں یکساں پائی جاتی ہے مگر تعلیم ہر کسی کو میسر نہیں۔ ہماری تنظیم تمام دنیا کے اساتذہ کو یکجا کرنا چاہتی ہے اور تعلیم کو انسانیت کی ترقی اور فلاح کے لیے استعمال میں لانا چاہتی ہے۔ ابتدا سے ہی لوگوں نے انسانیت کی خدمت کے جذبہ کے تحت اس تنظیم کے ذریعہ سرحدوں کی پروا کیے بغیر بظاہر انجان لوگوں سے روابط قائم کیے اور ان کی حوصلہ افزائی کی۔ ان میں سے بہت سے اساتذہ نے اس مقصد کے لیے اپنی جان بھی خطرے میں ڈالی اور جنگ سے متاثرہ علاقوں میں جا کر نا صرف جنگجوؤں بلکہ قیدیوں اور پناہ گزینوں کے لیے بھی اسکول قائم کیے۔ آج کل کے دَور میں جب نفرت اور دشمنی کی آگ بھڑکائی جا رہی ہے اور ہمارے معاشروں کی اقدار کو بگاڑا جا رہا ہے اور امنِ عالم کو تباہ کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے تو اساتذہ ہی ہیں جو باہمی دوستی اور امن کی بات کر رہے ہیں اور ان کے لیے یہ کرنا باعث راحت ہے۔

حضورِ انور کا صدارتی خطاب

شام سات بج کر 44/ منٹ پر امام جماعت احمدیہ عالمگیر حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدّہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز منبر پر تشریف لائے اور آپ نے اس کانفرنس سے خطاب فرمایا۔ اس خطاب میں حضورِ انور نے دنیا کے موجودہ حالات کے پیشِ نظر ایٹمی جنگ کے خطرات اور اس کے ہولناک نتائج سے خبردار فرماتے ہوئے اسلامی تعلیمات کی روشنی میں دنیا میں پائیدار امن کے قیام کا طریق بیان فرمایا۔ (حضورِ انور کے اس خطاب کا ترجمہ اسی شمارہ (صفحہ 24) کی زینت بن رہا ہے)۔

حضورِ انور کا یہ خطاب آٹھ بجکر تیس منٹ پر ختم ہوا جس کے بعد حضورِ انور نے اجتماعی دعا کے ساتھ اس پروگرام کا باقاعدہ اختتام فرمایا۔ اس تقریب کو ویب سٹریم کے ذریعے براہ راست پوری دنیا میں نشر کیا گیا اور اس کا رَواں ترجمہ عربی، اردو، بنگلہ، جرمن اور فرانسیسی زبانوں میں کیا گیا۔

دعا کے بعد معزز مہمانوں کی خدمت میں ایک پر تکلّف عشائیہ پیش کیا گیا۔ کھانے کے بعد حضورِ انور اسٹیج سے نیچے تشریف لے آئے اور طاہر ہال میں ہی تقریب میں شامل ہونے والے مہمانوں نے باری باری حضورِ انور سے ملاقات کرنے کی سعادت پائی۔ حضورِ انور سے ملاقات کی خواہش رکھنے والے مہمان اپنے میزبان کے ہمراہ ایک لمبی قطار میں ہوتے ہوئے حضورِ انور کی خدمت میں حاضر ہوتے اور تعارف کروانے کے ساتھ بعض مہمان تصاویر بھی بنواتے۔ یہ سلسلہ قریباً آدھ گھنٹہ تک جاری رہا۔ حضورِ انور سوا نَو بجے کے قریب طاہر ہال سے روانہ ہو گئے۔

اس تقریب میں تشریف لانے والے مہمانوں کو باقاعدہ دعوت نامہ جاری کیا گیا تھا۔ مسجد بیت الفتوح میں پہنچنے پر رجسٹریشن مارکی میں مہمانانِ کرام کو خوش آمدید کہا جاتا جہاں پر جماعتِ احمدیہ کے تعارف، جماعتِ احمدیہ کی خدمتِ انسانیت، دنیا میں قیامِ امن اور استحکام کی خاطر کی جانے والی خدمات نیز قرآنِ کریم اور دیگر لٹریچر پر مشتمل تعارفی نمائشیں لگائی گئی تھیں۔ میڈیا سے تعلق رکھنے والی بعض ٹیمیں یہاں مہمانوں سے انٹرویو بھی حاصل کرنے میں مصروف نظر آئیں۔ رجسٹریشن کے بعد مہمانانِ کرام کو مختلف گروپس کی صورت میں ایک میزبان کے ہمراہ روانہ کر دیا جاتا جو انہیں مسجد بیت الفتوح کا تعارفی دورہ کروانے کے بعد طاہر ہال میں لے آتا۔

اس تقریب کے لیے مغربی یورپ کی سب سے بڑی مسجد ’بیت الفتوح‘ میں موجود طاہر ہال کا انتخاب کیا گیا تھا جہاں ستر سے زائد میز لگائے گئے۔ ان پر مہمانوں کے ساتھ احمدی میزبان بھی موجود رہے۔ تقریب میں کھانا پیش کرنے کی سعادت طلباء جامعہ احمدیہ یوکے کو حاصل ہوئی۔ ایک مہمان نے اس تقریب کے انتظامات کو ’فائیو سٹار‘ قرار دیا۔ انہیں جب یہ بتایا گیا کہ اس تقریب کا تمام تر اہتمام و انتظام رضا کاران نے کیا ہے تو وہ انگشت بدندان رہ گئے۔ یقیناً مادیت سے بھرپور اس دنیا میں لوگوں کے دلوں کے اندر بے لوث خدمت کا جذبہ پیدا ہو جانا خلافتِ احمدیہ کی برکات میں سے ایک برکت ہے۔

اس ہال کے علاوہ لجنہ کے لیے ایک مارکی الگ سے بھی لگائی گئی تھی جہاں احمدی خواتین موجود تھیں۔ مہمان خواتین اپنی مرضی سے زنانہ مارکی میں بیٹھ کر خطاب سن سکتی تھیں۔ چنانچہ چند مہمانوں سمیت ڈیڑھ سو کے قریب خواتین نے زنانہ مارکی میں بیٹھ کر اس تقریب میں شمولیت اختیار کی۔

اس تقریب کے تقریباً تمام کام مختلف شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والے خدام، انصار، اطفال اور ممبرات لجنہ اماء اللہ نے محض للہ رضا کارانہ طور پر سرانجام دیے۔ فجزاھم اللہ احسن الجزاء

میڈیا کوریج

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے معرکہ آرا خطاب کی صورت میں اس تقریب کے ذریعہ اسلام کا خوبصورت اور وقت کی ضرورت پر مشتمل یہ پیغام دنیا بھر میں بسنے والے چالیس ملین سے زائد لوگوں تک پہنچا۔

متعدّد ٹی وی چینلز اور اخبارات و رسائل نے اس کی خبر کو شائع کیا جن میں Sky News، Mail Online, London Evening Standard, The Times, Surrey Comet و دیگر شامل ہیں۔

مہمانوں کا مختصر تعارف

آج کی اس تقریب کے معزّز مہمانوں میں درج ذیل لوگ شامل تھے:

1۔Stephen Hammond MP, Minister of State for Health, 2. Lord Tariq Ahmad of Wimbledon, Minister of State for the Commonwealth and the UN, 3. Siobhain McDonagh MP, MP for Mitcham and Morden, 4. Tom Brake MP, 5. Paul Scully MP, Lord Sheikh, member of House of Lords.

اس کے علاوہ سات کاؤنسلز کے میئرز، متعدد ڈپلومیٹس، نمائندگان سربراہان ممالک، ہائی کمشنرز و سول سوسائٹی سے تعلق رکھنے والے سینکڑوں افراد نے اس بابرکت تقریب میں شرکت کی۔ مزید برآں عزت مآب جناب Marie-Louise Coleiro Preca صاحبہ صدر مملکت مالٹا کی طرف سے ویڈیو پیغام اور جناب Emanuela Del Re صاحبہ نائب وزیر برائے امورِ خارجہ اٹلی کی طرف سے تحریری پیغام موصول ہوئے۔

جیسا کہ اس سے قبل ذکر ہو چکا ہے کہ پیس کانفرنس میں شرکت کرنے کے لیے تیس سے زائد ممالک سے نمائندگان وفود کی صورت میں تشریف لائے تھے۔ چنانچہ کئی ممالک کے وفود نے اس ہفتہ کے دوران حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے دفتر میں حضورِ انور سے ملاقات کی سعادت پائی۔ ان میں سپین، اٹلی، پرتگال، بیلجیم، فرانس، سوئٹزرلینڈ، ہالینڈ، سویڈن، ناروے، آئس لینڈ، یونان، میسیڈونیا، بوسنیا، کروشیا، کوسوو اور لیتھوینیا سے آنے والے وفود شامل ہیں۔

پیس کانفرنس سے قبل ہونے والی پریس کانفرنس کے دوران حضور پُرنور سے یہ سوال کیا گیا کہ کیا آپ سمجھتے ہیں کہ ہم دنیا میں کبھی امن قائم کرنے میں کامیاب ہو سکیں گے؟ جس پر حضورِ انور نے فرمایا کہ امن کے قیام کے بارہ میں باتیں تو بہت کی جاتی ہیں لیکن اس کے حصول کے لیے کوئی بھی اپنی ذات اور اپنے مفادات کی قربانی دینے کے لیے تیار نہیں دکھائی دیتا۔ ہم اس وقت تک دنیا میں امن قائم نہیں کر سکتے جب تک اپنی ذات اور اپنے مفادات کی قربانی کے لیے تیار نہیں ہوں گے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ دنیا میں بسنے والے تمام انسانوں کو اس مردِ خدا کی آواز سننے، اسے سمجھنے اور پھر اس پر عمل کرنے کی توفیق بخشے کہ یہی آج دنیا کی بقا اور اس کی فلاح کی واحد امید ہے۔

☆...☆...☆

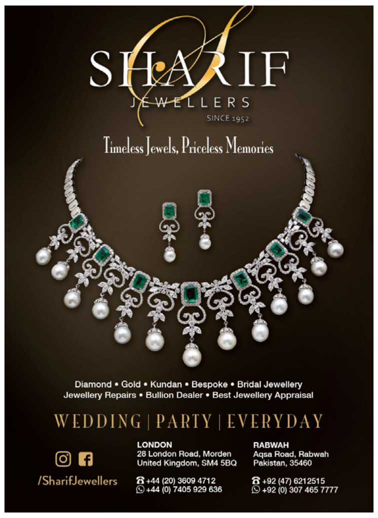

Morden Motor(UK)
Specialists in
Electrical & Mechanical
Repairs & Diagnostics, Servicing,
Tyres, Exhausts, Engines, Gear Box,
Breaks, MOT Failure work, A-C
All Makes & Models
Rear 22-26 Morden Hall Road,
Unit 2 Morden **SM4 5JF**
Contact: Nusrat Rai@ 07809119621
E: mordenmotor@yahoo.com

بقیہ: خطاب حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ

..................................از صفحہ نمبر 24

چلے جارہے ہیں۔‘

ایٹمی جنگ کے خطرہ سے خبردار کرتے ہوئے گورباچوف لکھتے ہیں:

’ایسی جنگ کا کوئی فاتح نہیں ہوسکتا جو سب مل کر اپنے ہی خلاف لڑ رہے ہوں۔ بالخصوص اگر وہ ایٹمی ہتھیاروں کے استعمال پر منتج ہو۔ اس امکان کو رد بھی نہیں کیا جاسکتا۔ اندھادھند ہتھیاروں کی دوڑ، بین الاقوامی تناؤ، بین الاقوامی سطح پر دشمنیاں اور عدم اعتماد کی فضا جلتی پر تیل کا کام کر رہی ہے۔‘

لہٰذا ماہر تجزیہ کار اور سیاست دان اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ ایٹمی جنگ اب کوئی بعید از قیاس بات نہیں بلکہ اس کا خطرہ بڑھتا جارہا ہے اور اسے نظرانداز نہیں کیا جاسکتا۔

اگر ہم عصر حاضر کے چیدہ چیدہ مسائل کا سرسری جائزہ بھی لیں تو یہ بات واضح ہوجائے گی کہ دنیا تباہی کی طرف بڑھ رہی ہے۔ گزشتہ سال امریکہ نے بڑے اعتماد سے یہ دعویٰ کیا تھا کہ وہ شمالی کوریا کے ساتھ ایک تاریخی امن معاہدہ کرنے میں کامیاب ہونے والا ہے جبکہ اب یہ واضح ہوچکا ہے کہ اس سلسلہ میں کوئی خاص کامیابی حاصل نہیں ہوسکی۔

اس کے علاوہ مشرق وسطیٰ میں جاری تنازعات بھی شدّت پکڑتے جارہے ہیں۔ گزشتہ تقریباً ایک دہائی سے شام خونریزی کا شکار ہے اور ملک کا شیرازہ بکھر چکا ہے۔ یہ کہا جا رہا ہے کہ خانہ جنگی اب خاتمہ کے قریب ہے، مگر گزشتہ دہائی میں سوائے لاکھوں لوگوں کے مرنے اور اس سے کہیں زیادہ افراد کے بے گھر ہوجانے کے اور کیا حاصل ہوا ہے؟ اس تمام کارروائی کا کوئی بھی مثبت نتیجہ نہیں نکلا اور اب بھی مستقبل غیر یقینی اور مخدوش ہے کیونکہ ایسے ممالک جن کے ذاتی مفادات شام کے مستقبل کے ساتھ وابستہ ہیں ان کے درمیان تناؤ میں اضافہ ہو رہا ہے۔ ایک طرف روس اور ترکی کا اتحاد ہے تو دوسری طرف امریکہ اور سعودی عرب مل کر ایران پر دباؤ ڈال رہے ہیں اور اس پر مزید پابندیاں لگانے کی کوشش میں ہیں۔ سیاسی مبصرین اس بات کا کھلے عام اظہار کر رہے ہیں کہ ان ممالک کا مقصد صرف مشرقِ وسطیٰ پر اپنا تسلط قائم کرنا ہے۔

ایک اَور تشویشناک بات ترکی اور کرد اقوام کے درمیان بگڑتے ہوئے حالات ہیں جہاں کرد خودمختاری حاصل کرنا چاہتے ہیں۔

پس دنیا ایک ایسے برے دائرے میں الجھ چکی ہے جس میں ایک تنازعہ دوسرے تنازعہ کو جنم دے رہا ہے کیونکہ آپس کی دشمنیاں اور نفرتیں پہلے سے زیادہ گہری ہوتی جارہی ہیں۔ کوئی نہیں جانتا کہ یہ مسائل ہمیں آخر کہاں تک لے جائیں گے اور اس کے کتنے خوفناک نتائج ظاہر ہوں گے۔ یہ سب کچھ تو میں نے نمونۃً بیان کیا ہے، ان کے علاوہ بھی بہت سے ایسے تشویشناک مسائل ہیں جن سے دنیا کے امن اور خوشحالی کو شدید خطرہ لاحق ہے۔

مثال کے طور پر یہ کہا جارہا ہے کہ دہشت گرد گروپ ’داعش‘ اب اپنی تباہی کے دہانے پر ہے اور ان کی نام نہاد خلافت بھی دم توڑ چکی ہے۔ لیکن بعض ماہرین ابھی بھی خبردار کر رہے ہیں کہ گو کہ ’داعش‘ اپنے علاقائی تسلط کو کھو چکی ہے لیکن اس کے پُرتشدد نظریات میں زندگی کی رمق ابھی بھی باقی ہے اور اس کے

جو ممبران بچ نکلے ہیں وہ دنیا میں پھیل رہے ہیں اور وہ کسی وقت بھی دوبارہ منظم ہو کر یورپ یا دوسرے مقامات پر حملے کر سکتے ہیں۔ مزید برآں مغربی دنیا کے سر پر ’قومیت پرستی‘ کا بھوت دوبارہ سوار ہوگیا ہے اور دائیں بازو سے تعلق رکھنے والے شدّت پسند گروہ مقبولیت حاصل کر رہے ہیں۔

ان پارٹیوں کو بے شک سیاسی طور پر واضح اکثریت حاصل نہیں ہوئی لیکن پھر بھی جب تک معاشرے کی ہر سطح پر انصاف قائم نہ ہو جائے یہ پارٹیاں مقبولیت حاصل کرتی رہیں گی۔ ان کی مقبولیت کی ایک بہت بڑی اور بنیادی وجہ پناہ گزینوں کی تعداد میں اضافہ ہے جس سے لوگوں میں بے چینیاں جنم لے رہی ہیں اور یہ نظریہ جڑ پکڑ رہا ہے کہ ان ممالک کے اصل شہریوں کے وسائل بجائے اُن پر خرچ ہونے کے غیر ملکی پناہ گزینوں کی امداد پر خرچ کیے جارہے ہیں۔ میں پہلے بھی اس موضوع پر تفصیل سے بات کر چکا ہوں اس لیے پرانی باتیں دہرانا نہیں چاہتا۔ اتنا کہہ دینا کافی ہے کہ **اگر قیامِ امن کے لیے حقیقی کوششیں کی جائیں اور تمام ملکوں کو ترقی حاصل کرنے میں مدد دی جائے تو لوگوں کی اپنے گھروں سے بھاگ کر باہر کے ملکوں میں منتقل ہونے کی مجبوری اور خواہش خود بخود ماند پڑ جائے گی۔**

لوگ تو صرف یہی چاہتے ہیں کہ وہ اپنے خاندانوں کی کفالت کرنے کے قابل بن جائیں اور جب اس کے دروازے بھی ان پر بند کیے جائیں گے تو پھر بہتر زندگی کے حصول کے لیے یہ لوگ اپنے ملک چھوڑنے کی کوشش کریں گے۔ چنانچہ پناہ گزینوں کے مسئلہ کا دیرپا حل یہی ہے کہ جنگ سے متاثرہ ممالک میں امن قائم کیا جائے اور وہاں پر مجبوری کی حالت میں خوف اور تنگ دستی کے ساتھ زندگی گزارنے پر مجبور عوام کی مدد کی جائے تا کہ وہ اپنے پیروں پر کھڑے ہوں اور سکون کے ساتھ زندگی گزار سکیں۔

مختصراً یہ کہ مہاجرین یا سیاسی پناہ لینے والے جب اپنے ممالک کی سیاسی یا مذہبی صورتحال کی وجہ سے مغربی ممالک کا رُخ کرتے ہیں تو جہاں ان کے ساتھ عزت و احترام کا سلوک ہونا چاہیے وہاں یہ بھی مدِنظر رہے کہ انہیں مہیا کی جانے والی امداد اور مراعات سے مقامی شہریوں کی سہولیات متأثر نہ ہوں۔

مہاجرین کی اس بات پر حوصلہ افزائی ہونی چاہیے کہ وہ جلد از جلد اپنے لیے ذریعۂ معاش تلاش کریں بجائے اس کے کہ لمبے عرصہ تک حکومت کی طرف سے احسان کے طور پر ملنے والے الاؤنس اور مراعات پر گزارا کرتے رہیں۔ انہیں خود بھی چاہیے کہ وہ محنت کے ساتھ اپنے پاؤں پر کھڑے ہونے کی کوشش کریں اور معاشرے کی ترقی میں مثبت کردار ادا کریں ورنہ اگر انہیں مسلسل ٹیکس ادا کرنے والوں کے پیسہ سے امداد مہیا کی جاتی رہی تو اس سے لازماً شکوے جنم لیں گے۔

میں یہ سمجھتا ہوں کہ معاشی اور اقتصادی محرومیاں معاشرے میں نفرت اور بے چینی پیدا کرنے میں بنیادی کردار ادا کرتی ہیں۔ بعض گروہ اس بے چینی کا ناجائز فائدہ اٹھا کر مہاجرین کو یا کسی خاص مذہب کے ماننے والوں کو ملزم ٹھہراتے اور ان کے خلاف نفرت پھیلانے لگتے ہیں۔

پس یورپ میں یہ تاثر پیدا ہوچکا ہے کہ ایشیائی، افریقی اور بالخصوص مسلمان تارکینِ وطن معاشرے کے لیے خطرہ ہیں۔ امریکہ میں بھی لوگ مسلمانوں اور ہسپانوی لوگوں کے متعلق جو میکسیکو کے ذریعہ ان کے ملک میں داخل ہونے کی کوشش کر رہے ہیں اسی قسم کے خدشات رکھتے ہیں۔ بہرحال میرا اس بات پر پختہ یقین ہے کہ **اگر بڑی طاقتیں ذاتی مفادات کو پس پشت ڈالتے ہوئے مخلص ہو کر غریب ممالک کے اقتصادی حالات کو بہتر کرنے کی کوشش کریں اور ان کے ساتھ ہمدردی اور عزت و احترام کا سلوک کریں تو اس قسم کے مسائل کبھی پیدا ہی نہ ہوں۔**

یہاں برطانیہ میں Brexit اور مستقبل میں برطانیہ کے یورپی یونین کے ساتھ تعلقات کے حوالہ سے صورتحال بہت زیادہ غیر یقینی ہے۔ 2012ء میں یورپین پارلیمنٹ میں مَیں نے اپنے خطاب میں اس موضوع پر کھل کر اظہارِ خیال کیا تھا اور کہا تھا کہ:

’آپ لوگوں کو ایک دوسرے کے حقوق کا احترام کرتے ہوئے اس اتحاد کو قائم رکھنے کے لیے ہر ممکن کوشش کرنی چاہیے۔ عوام الناس کے خدشات اور پریشانیاں ہر حال میں دور ہونی چاہئیں۔‘

میں نے اُس وقت یہ بھی کہا تھا کہ یورپ کی مضبوطی اس کے متحد رہنے میں ہے۔ اس قسم کے اتحاد سے آپ کو نہ صرف یہاں یورپ میں فائدہ ہوگا بلکہ عالمی سطح پر بھی یہ اتحاد اس براعظم کی طاقت اور اثر و رسوخ کو قائم رکھنے کا ذریعہ بنے گا۔

سات سال قبل میں نے اپنی تقریر میں عوام الناس کے امیگریشن کے متعلق خدشات دور کرنے کی اہمیت اور یورپی یونین کے اتحاد کے فوائد پر بھی زور دیا تھا۔

تاہم لوگوں کے تحفظات پر پوری طرح توجہ نہیں دی گئی اس وجہ سے یورپ بھر میں لوگ یورپی یونین کی افادیت پر سوالات اُٹھانے لگ گئے۔ اس کی بدترین مثال Brexit ہے۔ بعض دیگر یورپین ممالک مثلاً اٹلی، سپین اور حتیٰ کہ جرمنی میں بھی قوم پرست پارٹیاں مقبولیت حاصل کر رہی ہیں اور سیاسی میدان میں نشستیں بھی جیت رہی ہیں۔ اس وجہ سے وہ یورپی یونین کو مزید کمزور کرنے کی کوشش کرنے کے ساتھ ساتھ امیگریشن مخالف ایجنڈے کو فروغ دے رہی ہیں۔

میرا خیال تھا کہ یورپ اپنے اتحاد کو مزید فروغ دے گا لیکن گزشتہ کچھ سالوں سے یہاں تفرقہ اور پھر اس کے نتیجہ میں پیدا ہونے والی افراتفری غالب ہوتی نظر آرہی ہے۔ اس قسم کی بے چینیاں کیوں جنم لے رہی ہیں؟ **یہ بے چینیاں کچھ اقتصادی مسائل کی وجہ سے اور کچھ بعض حکومتوں کی عوام کے ساتھ عدل و انصاف کا معاملہ کرنے میں ناکامی اور اپنے شہریوں کے حقوق کی حفاظت نہ کر سکنے کی وجہ سے پیدا ہوئی ہیں۔** میرا نقطہ نظر یہی ہے کہ **عالمی سطح پر باہمی تعاون دنیا کے حالات میں بہتری پیدا کرنے اور متحد رہنے کے لیے ایک مثبت کردار ادا کرتا ہے۔** اس کو مدِنظر رکھتے ہوئے یورپی پارلیمنٹ میں مَیں نے یہ بھی کہا تھا؛

’اسلامی نقطۂ نظر کی رو سے ہمیں تمام دُنیا کو متحد کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ کرنسی کے اعتبار سے بھی ساری دنیا کو یکجا ہو جانا چاہیے۔ اسی طرح کاروبار اور تجارتی لحاظ سے بھی دنیا کو ایک ہو جانا چاہیے۔ پھر آزادانہ نقل و حرکت اور امیگریشن کے لحاظ سے بھی موزوں اور قابلِ عمل پالیسیاں بنی چاہئیں تا کہ ساری دنیا ایک ہوجائے۔‘

چنانچہ اسلامی نقطہ نظر یہی ہے کہ اتحاد ہی قیامِ امن کا بہترین ذریعہ ہے۔ لیکن افسوس کی بات ہے کہ متحد ہونے کی بجائے ہم لوگ تفرقہ کا شکار ہو رہے ہیں اور دنیا کے مشترکہ مفادات پر ذاتی مفادات کو ترجیح دے رہے ہیں۔ میرا یقین ہے کہ اس قسم کی پالیسیاں آئندہ آنے والے وقتوں میں بلکہ اس وقت بھی دنیا کے امن و امان کو کمزور کرنے کا باعث بن رہی ہیں۔ اسلامی تعلیمات کی روشنی میں امن کے قیام کا ایک بنیادی تقاضا یہ ہے کہ قومیں ایک دوسرے کے ساتھ عدل کا سلوک روا رکھیں۔

اگر بعض ممالک کو مسائل کا سامنا ہو تو دوسری قوموں کو چاہیے کہ وہ ان ممالک کی بے نفس ہو کر مدد کریں اور اپنے ذاتی مفادات کو پسِ پشت ڈال دیں۔ مثال کے طور پر قرآن کریم میں آتا ہے کہ اگر دو فریقوں کے درمیان جنگ یا اختلاف ہے تو دوسری قوموں کو چاہیے کہ وہ بغیر کسی ایک فریق کی طرفداری کرنے کے ثالثی کا کردار ادا کریں اور مسائل کا پُرامن حل تلاش کریں۔ ہاں، اگر ایک فریق ناانصافی پر قائم رہے اور پُرامن حل

پر آمادہ نہ ہو تو پھر دوسری اقوام کو چاہیے کہ وہ ظالم قوم کو ظلم سے باز رکھنے کے لیے متحد ہو جائیں۔ جب ظلم کرنے والا فریق اپنی زیادتیوں سے باز آجائے تو پھر ایسی صورت میں اسلام واضح طور پر حکم دیتا ہے کہ غیر منصفانہ پابندیاں لگا کر یا اس قوم کے وسائل کو لوٹ کر اس سے بدلہ ہرگز نہ لیا جائے۔

لیکن بعض ممالک کی مثالیں ہمارے سامنے ہیں جو جنگ سے متاثرہ قوموں کے علاقوں میں مداخلت کرتے ہیں یا امن کے نام پر ان پسماندہ ممالک کی امداد کرتے ہیں لیکن اس کے ساتھ ہی مختلف بہانوں سے ان کے وسائل پر قبضہ کر لیتے ہیں۔ طاقتور قومیں بجائے اپنی دولت اور وسائل پر مطمئن رہنے کے اپنی طاقت کے بل بوتے پر غریب ممالک کو اپنے زیر نگیں کرنے کی کوشش کرتی ہیں۔

جیسا کہ میں کہہ چکا ہوں کہ اس بے چینی اور اس کے نتیجہ میں پیدا ہونے والے بد اثرات کی بنیادی وجہ، خواہ وہ مشرق ہو یا مغرب، معاشی ناانصافیاں ہیں۔ اس لیے ضروری ہے کہ قوموں اور ملکوں کے بیچ معاشی تفریق کو کم کرنے کے لیے ٹھوس کوششیں کی جائیں۔ پھر یہ کہ ہر قسم کی انتہا پسندی اور تعصّب خواہ وہ مذہبی بنیاد پر ہو، یا نسلی یا کسی بھی قسم کا، اس کے خاتمہ کے لیے ہم سب کو مل کر کوشش کرنی چاہیے۔

جن ممالک کے بارہ میں یہ بات واضح ہے کہ وہاں کے لوگ تکلیف میں ہیں اور ان کے رہنما ان کے حقوق کی حفاظت نہیں کر رہے وہاں امن کے قیام کے لیے قائم کی جانے والی عالمی تنظیموں بالخصوص اقوامِ متحدہ کو چاہیے کہ قانون کے دائرے میں رہتے ہوئے امن پسند شہریوں کے حقوق کے تحفظ اور معاشرہ میں امن اور انصاف کے قیام کے لیے جائز اور مناسب دباؤ ڈالیں۔

جہاں تک اسلام کا تعلق ہے تو کسی کے دل میں یہ خیال پیدا ہو سکتا ہے کہ مسلمان ممالک تو خود کئی سال سے اختلافات اور عدمِ استحکام کا شکار ہیں تو پھر اسلام امن کے قیام کے حوالہ سے ہمیں کیا سکھا سکتا ہے؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ ان مسلمان ممالک کی یہ افسوسناک حالت اسلام کی حقیقی تعلیمات سے دور ہونے کی وجہ سے ہی ہے۔

اسلامی طرز حکومت و قیادت کی اصل تصویر دیکھنے اور حقیقت جاننے کے لیے ہمیں بانی اسلام حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ کے عہد مبارک پر نظر ڈالنی ہوگی۔ مدینہ ہجرت کرنے کے بعد آپؐ نے یہودیوں کے ساتھ ایک معاہدہ کیا جس کے مطابق مسلمان اور یہودی شہریوں کے باہم امن کے ساتھ اور آپس میں ہمدردی، رواداری اور مساوات کی روح کو قائم رکھتے ہوئے مل جل کر رہنے پر زور دیا گیا۔

یہ معاہدہ انسانی حقوق کی حفاظت اور منصفانہ طرز حکومت کا عظیم الشان منشور ثابت ہوا اور اس نے مدینہ میں مقیم مختلف اقوام کے درمیان امن کو یقینی بنایا۔ اس کی شرائط کے مطابق تمام لوگوں پر، ان کے مذہب اور ان کی قومیت سے قطع نظر، ایک دوسرے کے حقوق کا خیال رکھنا فرض تھا۔ مذہبی آزادی اور آزادیٔ ضمیر اس معاہدہ کی بنیادی اکائی تھی۔

اتحاد اس معاہدہ کی بنیاد تھا کیونکہ اس کے مطابق مدینہ پر حملہ کی صورت میں مسلمانوں اور یہودیوں کا متحد ہو کر مدینہ کا دفاع کرنا ضروری تھا۔ اس کے علاوہ ہر قوم کو یہ حق بھی حاصل تھا کہ اپنے اندرونی معاملات کو اپنے اپنے عقائد اور رواج کے مطابق حل کریں۔ تاریخ اس بات کی شاہد ہے کہ نبی اکرم ﷺ اس معاہدہ کی ہر شرط پر پوری طرح کاربند رہے۔

مہاجرین کی حیثیت میں مسلمانوں نے اس نئے معاشرہ کی ترقی میں مثبت کردار ادا کیا اور مدینہ کے شہریوں کے حقوق کا خیال رکھا۔ چنانچہ یہ معاشرہ مختلف قوموں کے اتحاد اور ثقافتوں کی ہم آہنگی کی نہایت عمدہ مثال بنا۔ میثاق مدینہ دراصل قرآنی تعلیمات کے اصولوں کے عین مطابق تھا۔ مثلاً قرآن کریم میں سورت النحل کی آیت نمبر 91 میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے:

’’یقیناً اللہ عدل کا اور احسان کا اور اقرباء پر کی جانے والی عطا کی طرح عطا کا حکم دیتا ہے......‘‘

پس قرآن کریم افراد اور اقوام کے ساتھ طرز معاشرت اور سلوک کے تین درجے پیش کرتا ہے۔

پہلا اور سب سے ادنیٰ درجہ عدل و انصاف کا ہے جس کے تحت قرآن کریم اس ضرورت کی طرف رہنمائی کرتا ہے کہ ہر ایک کے ساتھ انصاف اور رواداری کا سلوک کیا جائے۔ عدل و انصاف کے اس معیار کا ذکر قرآن کریم کی سورت النساء آیت نمبر 136 میں مذکور ہے:

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

’’اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! اللہ کی خاطر گواہ بنتے ہوئے انصاف کو مضبوطی سے قائم کرنے والے بن جاؤ خواہ خود اپنے خلاف گواہی دینی پڑے یا والدین اور قریبی رشتہ داروں کے خلاف خواہ کوئی امیر ہو یا غریب دونوں کا اللہ ہی بہترین نگہبان ہے پس اپنی خواہشات کی پیروی نہ کرو مبادا عدل سے گریز کرو اور اگر تم نے گول مول بات کی یا پہلو تہی کر گئے تو یقیناً اللہ جو تم کرتے ہو اس سے بہت باخبر ہے۔‘‘

پس قرآن کریم کے مطابق عدل کا تقاضا یہ ہے کہ ایک آدمی گواہی دینے کو تیار رہے خواہ وہ اس کے اپنے خلاف ہو یا اس کے اقرباء کے خلاف تا کہ سچ کی فتح ہو۔

معاشرت کا دوسرا درجہ جو قرآن نے بیان کیا ہے وہ یہ ہے کہ **ایک آدمی** نہ صرف عادل ہو بلکہ وہ اس سے بڑھ کر **دوسروں کے ساتھ شفقت اور احسان کا سلوک روا رکھے۔** اس ضمن میں جیسا کہ میں پہلے بیان کر چکا ہوں قرآن کریم یہ تعلیم دیتا ہے کہ جب تم ایک ظلم کرنے والی قوم کو ظلم سے روکنے میں کامیاب ہو جاؤ تو بدلہ نہ لو اور نہ اس پر مزید پابندیاں نافذ کرو۔

بلکہ تمہیں چاہیے کہ ان کی معیشت کو مضبوط کرنے اور بنیادی سہولیات کی فراہمی میں ان کی مدد کرو۔ جہاں یہ چیز انہیں فائدہ دے گی وہاں مستقبل میں تمہیں بھی فائدہ دے گی۔ **اگر وہ ممالک جو جنگ یا انتشار کا مرکز رہے ہیں معاشی طور پر مستحکم ہو جائیں تو نہ تو وہ مایوسی اور محرومی کے باعث دیگر ممالک سے نفرت کو اپنے اندر پنپنے دیں گے اور نہ ہی وہاں کے لوگ ہجرت پر مجبور ہوں گے۔**

یہ وہ حکمت ہے جو اس اسلامی تعلیم میں مضمر ہے کہ بنیادی عدل و انصاف فراہم کرنے کے بعد مزید احسان سے کام لیا جائے اور نرمی سے سلوک کیا جائے۔

طرز معاشرت کا تیسرا درجہ جو قرآن نے سکھایا ہے وہ یہ ہے کہ **دوسروں سے ایسا ہی سلوک کیا جائے جیسا ماں اپنے بچوں سے طبعی محبت رکھنے کی وجہ سے کرتی ہے۔** یہ بے لوث محبت کسی بھی قسم کے انعام کی امید کے بغیر کی جاتی ہے۔ دوسروں کے ساتھ ایک ماں کی محبت کی طرح بے لوث ہو کر احسان کی نیت سے سلوک کرنا آسان نہیں مگر یہ معیار ہمیشہ ہمارے پیشِ نظر رہنا چاہیے۔

الغرض امن کے قیام کے لیے خواہ وہ مسلم ممالک میں ہو یا بین الاقوامی سطح پر، یہ ضروری ہے کہ حکومتوں کی طرف سے کم از کم انصاف کے تقاضے پورے کیے جائیں تا کہ تمام لوگوں کو ان کے حقوق مساوی طور پر میسّر آئیں اور ذاتی مفادات کو بالائے طاق رکھتے ہوئے عدل اور انصاف کو قائم رکھا جا سکے۔ مزید یہ کہ **بین الاقوامی ادارے جیسا کہ اقوام متحدہ ہے ہر ملک سے برابری کا سلوک رکھیں اور ایسا نہ ہو کہ معاملات کو طے کرنے میں کچھ طاقتوں کے مفادات کی خاطر ایک طرف مائل ہو جائیں۔** یہ امن کے حصول کے لیے ضروری ہے اور اسی پر عمل کر کے ہم دنیا میں امن کا قیام کر سکتے ہیں۔ یہ انسانیت کو خطرناک تباہی سے بچانے کا واحد راستہ ہے۔

ان چند الفاظ کے ساتھ، یہ میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ حقیقی امن کو دنیا میں قائم فرمائے اور اللہ کرے کہ جنگ اور لڑائی کے مہیب سائے جو ہمارے سروں پر منڈلا رہے ہیں امن اور خوشحالی کی روشنی میں بدل جائیں۔ میری دعا ہے کہ وہ مایوسیاں اور محرومیاں ختم ہو جائیں جن کے باعث ان گنت لوگ پریشانیوں سے دوچار ہیں اور جن کی وجہ سے دنیا تباہ کن جنگوں کی لپیٹ میں ہے۔

میری یہ بھی دعا ہے کہ بجائے دوسروں پر تسلط جمانے اور محض اپنے حقوق کا تحفظ کرنے کے ممالک اور ان کے سربراہان اُن فوائد پر نظر رکھنے والے ہوں جو ایک دوسرے کے حقوق ادا کرنے سے حاصل ہوں گے۔ بجائے اس کے کہ دنیا کے مسائل کا ذمہ دار ایک مخصوص مذہب یا قوم کو قرار دیا جائے میری دعا ہے کہ ہم ایک دوسرے کے عقائد اور رواج کے بارہ میں تحمل اور برداشت پیدا کریں اور معاشرہ میں موجود مختلف ثقافتوں اور اقدار کے امتزاج کی قدر اور ان کا احترام کریں۔ **میری دعا ہے کہ ہم انسانیت کی بہترین اقدار کی حفاظت کریں اور اپنے بچوں کے لیے ایک بہتر معاشرہ کی تعمیر میں ایک دوسرے کی خوبیوں اور ہنر کا فائدہ اٹھاتے ہوئے اسے امن کا گہوارا بنانے والے ہوں۔** ورنہ اس کے برعکس حالات جو پیدا ہو سکتے ہیں ان کا تو تصور بھی انتہائی تکلیف دہ ہے۔

قبل ازیں میں نے بہت سارے ماہرین کی آراء بیان کی ہیں جنہوں نے ایٹمی جنگ اور دنیا میں اسلحہ کی دوڑ کے بارہ میں خبردار کرتے ہوئے اپنے خدشات کا اظہار کیا ہے۔ **یہ مضامین اور ان جیسے اَور بہت سارے مضامین اس تجزیہ کو تقویت دیتے ہیں کہ دنیا بہت تیزی سے ایک بہت بڑی تباہی کی طرف بڑھ رہی ہے۔ ایسی تباہی جو انسان نے پہلے کبھی نہیں دیکھی اور جس کو روکنا پھر ناممکن ہو گا۔**

ایک اندازہ کے مطابق ایٹمی جنگ کا اثر نوّے فیصد دنیا پر ہو گا۔ اور اگر ایٹمی جنگ ہوتی ہے تو ہم صرف موجودہ دنیا کی ہی تباہی کے ذمہ دار نہیں ہوں گے بلکہ اپنے پیچھے تباہی اور بربادی کے مستقل اثرات چھوڑیں گے۔ پس ہمیں چاہیے کہ ہم ٹھہر کر سوچیں اور اپنے فیصلوں اور کاموں کے ممکنہ ہولناک نتائج پر غور کریں۔

ہمیں کسی بھی معاملہ کو، خواہ وہ کسی ایک ملک سے تعلق رکھتا ہو یا بین الاقوامی نوعیت کا ہو، معمولی نہیں سمجھنا چاہیے۔ چاہے ہم معاشی معاملات سے نمٹ رہے ہوں یا پناہ گزینوں کے مسائل کا حل تلاش کر رہے ہوں یا کوئی اور بحران زیرِ غور ہو ہمیں تحمل کے ساتھ کوشش کر کے ان رکاوٹوں کو ختم کرنا چاہیے جو ہمارے درمیان اختلافات پیدا کرتی ہیں۔ **ہمیں اپنی ساری طاقتیں اور قوتیں امن کے قیام میں صرف کرنی چاہئیں۔ ہمیں ہر جھگڑے کو پُر امن طریقے سے نمٹانا چاہیے، آپس میں بیٹھ کر بات چیت اور باہمی سمجھوتہ کے ذریعہ مسائل کا حل ڈھونڈنا چاہیے اور ایک دوسرے کے حقوق کی ادائیگی اور حفاظت کے ذریعہ امن کے قیام کو یقینی بنانا چاہیے۔**

اللہ تعالیٰ ہمیں ایسا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

ان الفاظ کے ساتھ، میں آپ سب مہمانوں کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ آج یہاں تشریف لائے۔ آپ سب کا بہت شکریہ۔

(ترجمہ: ٹیم تراجم ادارہ الفضل انٹرنیشنل)

☆...☆...☆

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ: محموداحمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم و دلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کیے جاتے ہیں۔

اسلام دشمن گستاخانہ فلم کا تجزیہ

ماہنامہ ’’النور‘‘ امریکہ اکتوبر 2012ء میں امریکہ میں بنائی جانے والی شیطانی فلم ’’صحرائی جنگجو‘‘ Desert Warrior کا بھرپور محاسبہ مکرم لطف الرحمٰن محمود صاحب کے قلم سے شامل اشاعت ہے۔

اس فلم کے اداکاروں کو یہ بتایا گیا تھا کہ فلم کا تعلق دو ہزار سال قبل فرعونوں کے پرانے مصر سے ہے۔ شروع میں یہ خبر بھی لگی کہ ایک امریکن یہودی Sam Bacile نے یہودیوں سے فنڈ جمع کرکے یہ فلم بنائی ہے۔ مگر اسرائیلی حکومت نے اس فلم کی مذمّت کرتے ہوئے مذکورہ خبر کی تردید کردی۔ پھر اچانک فلمساز کے طور پر 55 سالہ مصری نژاد امریکی قبطی مسیحی نکولا بیسلی نکولا Nakoula Basseley Nakoula کا نام سامنے آیا۔ اس حوالے سے دو تنظیموں کا نام بھی میڈیا میں آیا یعنی National American Coptic Assembly اور Media for Christ۔ اس کے ساتھ ہی ایک اور پُراسرار شخص عبدالمسیح کا ذکر بھی آیا اور مصری نژاد امریکن Morris Sadiq کو بھی اس اشتعال انگیز فلم سے جوڑا گیا۔ خبررساں ادارے ’ایسوسی ایٹڈ پریس‘ کی تحقیق کے مطابق نکولا بیسلی نکولا کو مختلف نام استعمال کرنے کا جنون ہے اور اُس کے پاسپورٹ پر بھی مارک بیسلی یوسف نام درج ہے۔ پادری ٹیری جونز (جس نے قرآن کریم کا ایک نسخہ جلاکر اپنی اسلام دشمنی اور کمینگی کا اظہار کیا تھا) اُس نے بھی سام بیسائل سے ٹیلیفونک رابطہ کا اعتراف کیا۔

فلمساز نکولا بیسلی نکولا کئی جرائم میں ملوّث رہا ہے۔ 1990ء کی دہائی میں نکولا کو منشیات کے جرائم میں جیل جانا پڑا۔ اُس نے سوشل سیکیورٹی نمبر کے ہیرپھیر سے لاکھوں ڈالرز کا فراڈ بھی کیا۔ اُس کے قبضے سے سینکڑوں کریڈٹ اور ڈیبِٹ کارڈ اور پانچ مختلف شناختی دستاویزات ملیں جس پر اُسے قید اور جرمانہ کی سزائیں بُھگتنا پڑیں۔ اُس پر پانچ سال تک کمپیوٹر اور انٹرنیٹ وغیرہ تک رسائی پر پابندی عائد رہی اور اس پابندی کی خلاف ورزی کی وجہ سے اُسے 2012ء میں حراست میں لیا گیا اور جج نے اُس کو ’’معاشرہ کے لیے خطرہ‘‘ قرار دیا۔ اس شاتم رسولؐ کی زندگی پر نظر ڈالنے سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ شعر یاد آتا ہے:

طعنہ بر پاکاں ، نہ بر پاکاں بوَد
خود کُنی ثابت ، کہ ہستی فاجرے

یعنی اللہ تعالیٰ کے پاک اور مقبول انبیاء و مرسلین پر معترض ناقدین کے طعنے اطلاق نہیں پاتے۔ البتہ یہ ضرور ثابت ہوتا ہے کہ ایسے مخالفین خود فاسق و فاجر ہیں۔

’’قدیم مصر‘‘ پر بنائی جانے والی اس فلم میں یہ فراڈ کیا گیا کہ عربی میں ’’ڈَبِنگ‘‘ کرتے وقت اس کے مکالمات تبدیل کردیے گئے۔ جُون 2012ء میں اس فلم کو YouTube پر ڈالا گیا۔ پھر اس محرّف و مبدّل ویڈیو کا عربی ترجمہ 11/ ستمبر 2012ء کو ایک مصری ٹی وی ’’النّاس‘‘ پر ڈالا گیا۔ اس پر مصر اور لیبیا میں مشتعل مظاہرے شروع ہوئے جو کئی دوسرے مسلم ممالک میں پھیل گئے اور چند دنوں میں تیس لوگ مارے گئے جبکہ لاکھوں ڈالرز کا نقصان ہوا۔

جون 2012ء میں اس فلم کا انگریزی ورشن ہالی وُڈ کے ایک سینما میں دکھایا گیا اور اس کی تشہیر ’’اُسامہ بن لادن کی معصومیت‘‘ کے نام پر اُس کی تصویر کے ساتھ کی گئی۔ اس فلم کا دورانیہ ایک گھنٹہ تھا۔ جولائی میں اس فلم کے بعض حصّے ایک نئے نام ’Innocence of Muslims‘ (مسلمانوں کی معصومیت) سے یُوٹیوب پر ڈالے گئے۔

شرانگیز فلم کا اصل مقصد۔ اسلام دشمنی

دراصل بدخواہوں کے قرآن کریم اور آنحضور ﷺ کی ذاتِ اقدس پر سُوقیانہ حملوں کا سلسلہ ابتدائے اسلام سے جاری ہے۔ یہودیت، عیسائیت، ہندوازم وغیرہ اسلام کو اپنا حریف سمجھتے ہیں۔ دہریت کوئی مذہب نہیں مگر اس نے بھی اپنا وزن اسی پلڑے میں ڈال دیا۔ ’سیکولر‘ سوچ کے حامل لوگوں نے چند صدیاں قبل یورپ میں مسیحی چرچ کو سیاسی اقتدار سے بے دخل کردیا اور گہری منصوبہ بندی کے ساتھ، آزادیٔ اظہار کا سہارا لے کر، مذہب پر حملے اور انبیاء کا مذاق اُڑانا شروع کردیا۔ یہ لوگ اپنے پیغمبروں کو رسماً سچا نبی ماننے کے باوجود بھی ان پر پھبتیاں کستے ہیں۔ یہ ظالم حضرت نبی کریم ﷺ کو خدا کا فرستادہ نہیں مانتے۔ یہی وجہ ہے کہ حضورؐ کی توہین انبیائے سابق سے بھی بڑھ کر کرتے ہیں۔ چونکہ مسلمانوں کی طرف سے شدید ردّعمل ہوتا ہے اِس پر اُنہیں اسلام کو مزید بدنام کرنے کا موقع مل جاتا ہے۔ جدید ذرائع ابلاغ کی بدولت اس فتنہ کی زہرناکی میں بےحدوحساب اضافہ ہوا ہے۔

1897ء میں احمد شاہ فائق عیسائی نے ایک دلآزار کتاب ’’امہات المومنین‘‘ لکھی۔ 1927ء میں ایک بدزبان پنڈت نے ’ایم اے چموپتی‘ کے قلمی نام سے دلآزار کتاب ’’رنگیلا رسول‘‘ لکھی۔ اس کے مندرجات سے مشتعل ہوکر غازی علم الدین نے اس کتاب کے پبلشر راج پال کو 1929ء میں قتل کردیا۔ پھر ایک میگزین ’’ورتمان‘‘ میں اس سے بھی زیادہ دلآزار مضمون شائع ہوا۔ 1988ء میں سلمان رشدی کے ناول The Satanic Verses کی اشاعت سے اشتعال پھیلا تو امام خمینی نے رُشدی کے واجب القتل ہونے کا فتویٰ جاری کیا۔ پھر بنگلہ دیش کی مصنّفہ تسلیمہ نسرین نے 1994ء میں ناول ’’لجّا‘‘ لکھا۔ اس کے علاوہ متعصّب مسیحی منّاد اور مرتدین کی طرف سے ایسا زہریلا مواد تسلسل سے شائع ہورہا ہے۔ اشتعال انگیز کارٹون اور خاکے ایک نیا اضافہ ہیں۔ 2006ء میں ڈنمارک میں یہ خاکے شائع ہوئے جو یورپی ممالک کے کئی اخبارات نے بھی چھاپے۔... مگر ’Innocence of Muslims‘ نامی ویڈیو ان سب سے بڑھ گئی ہے۔ مصری نژاد قبطی مسیحی نکولا محض ایک کذّاب اور پرلے درجے کا بددیانت شخص ہے۔ فلم میں دکھائے جانے والے بعض واقعات کے غلط ہونے پر قرآن مجید کی آیات گواہ ہیں۔ دیگر واقعات پر سیرت کی مستند کتب اور احادیث کی شہادت موجود ہے۔ اوسط درجے کے ذہین شخص سے بھی اس قسم کی رسواکُن علمی لغزشیں سرزَد نہیں ہوسکتیں۔ چند مثالیں پیش ہیں:

1۔ حضرت حمزہؓ اور آنحضرت ﷺ کی ولادت اور رضاعت:

زمانۂ جاہلیت میں عربوں کے سیاسی ماحول میں حلیف قبائل اور خاندانوں کے معاہدے، میثاق، حلف اور رشتے ناطے غیرمعمولی اہمیت کے حامل ہوتے تھے۔ حضرت عبدالمطلب رئیس مکّہ نے اسی مقصد کے پیش نظر اپنے بیٹے حضرت عبداللہ کی شادی خاندانِ بنوزہرہ میں آمنہ بنتِ وہب سے کی اور اس رشتہ داری کو مزید مضبوط بنانے کے لیے اسی موقع پر اپنی شادی حضرت آمنہ کی چچازاد بہن ہالہ بنت وہیب سے کرلی۔ جناب ہالہ کے ہاں حضرت حمزہ پیدا ہوئے اور حضرت آمنہ کے بطن سے حضرت محمد رسول اللہ ﷺ۔ ان دونوں بچوں کو ایک ہی خاتون ’ثوبیہ‘ نے دُودھ پلایا۔ چنانچہ یہ چچا اور بھتیجا ’رضاعی بھائی‘ بھی بن گئے۔ اس وجہ سے حضور ﷺ کو حضرت حمزہؓ سے گہری محبت تھی جو اُن کے قبولِ اسلام اور پھر گرانقدر خدمات کی وجہ سے مزید گہری ہوتی چلی گئی۔ مگر بدبخت فلم ساز نے آنحضور ﷺ کی ولادت کو نعوذباللہ مشکوک بنانے کے لیے یہ کذب بیانی کی ہے کہ حضرت حمزہ آنحضور ﷺ سے 6 سال قبل پیدا ہوئے۔

2۔ ورقہ بن نوفل اور قرآن مجید:

بعثتِ نبویؐ سے کچھ عرصہ قبل آنحضور ﷺ عبادت اور مراقبہ کے لیے غارِ حرا تشریف لے جایا کرتے تھے۔ کُتبِ احادیث میں پہلی وحی کے نزول کا واقعہ تفصیل سے درج ہے۔ حضرت جبریلؑ نے حضور ﷺ کو سورۃ العلق کی ابتدائی آیات دُہرانے کے لیے کہا۔ ’’اقراء‘‘ کا لفظ جناب روح الامین کو دو تین بار دُہرانا پڑا۔ حضور نے جواب میں مَاأَنَابِقَارِی کہا تو جبریلؑ نے سینے سے لگاکر کسی قدر بھینچا تو حضورؐ کی زبان پر وہ آیات جاری ہوگئیں۔ وحی الٰہی کے اس پہلے تجربے کے بعد حضورؐ گھر تشریف لائے اور اپنی زوجہ محترمہ، خدیجہؓ سے کمبل میں لپیٹنے کے لیے کہا اور اپنے تجربے کی تفصیل سنائی۔ حضرت خدیجہؓ نے تسلی دی اور کچھ دیر بعد اپنے عم زاد ورقہ بن نوفل کے پاس لے گئیں۔ انہوں نے حضور ﷺ سے محبت آمیز گفتگو کرتے ہوئے بیان کیا کہ غارِ حرا میں ظاہر ہونے والا فرشتہ وہی ’ناموس‘ ہے جو موسیٰ علیہ السلام پر ظاہر ہوا تھا۔ پھر حضورؐ کے منصبِ رسالت پر سرفراز ہونے کے حوالے سے قریش کی متوقع مخالفت کا اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ اگر میں زندہ رہا تو آپ کی مدد کروں گا جب قوم آپ کو یہاں سے نکالے گی۔ بعض کتب میں یہ بھی درج ہے کہ ورقہ بن نوفل نے حضورؐ کی پیشانی کو چُوما اور اپنی محبت کا اظہار کیا۔ نکولا نے ان واقعات کا اپنی فلم میں ذکر تک نہیں کیا البتہ حضرت خدیجہؓ کے کہنے پر ورقہ بن نوفل سے کہلوایا ہے کہ وہ حضور ﷺ کی تائید کے لیے قرآن کو مدوّن کریں گے اور اس مقصد کے لیے تورات اور انجیل سے استفادہ کریں گے۔ مگر فلم میں جلد ہی ورقہ بن نوفل کی وفات ہوگئی اور قرآن کریم کا ’’نسخہ‘‘ تیار کرنے کا مرحلہ نہ آیا۔

اکثر مستشرقین یہی اعتراض دُہراتے ہیں کہ قرآن مجید کو تورات و انجیل سے اخذ کیا گیا ہے۔ بعض ورقہ بن نوفل، عداس (حضرت یونسؑ کا پیروکار) یا سلمان فارسیؓ وغیرہ کا ذکر کرتے ہیں۔ بعض بعثتِ نبوی سے قبل شام کے تجارتی سفروں میں عیسائی راہبوں سے ملاقاتوں کا حوالہ دیتے ہیں۔ یہ دراصل قرآن کریم کی معجزانہ شان کے مقابلہ میں اُن کی پسپائی کا اعتراف ہے۔ کفّارِ مکہ بھی اسی طرح آیاتِ قرآنی سے مرعوب تھے اور آنحضور ﷺ پر ساحر اور شاعر ہونے کا الزام لگاتے رہے مگر قرآن مجید کی ایک سورت کی مِثل بھی لانے سے قاصر رہے۔

3۔ حضرت زینب بنتِ جحش کی طلاق کا واقعہ:

اُمّ المومنین حضرت زینب بنتِ جحش حضور ﷺ کی پھوپھی اُمیمہ بنتِ عبدالمطلب کی بیٹی تھیں۔ ان کا بچپن اور بلوغت تک پہنچنے کا زمانہ حضورؐ کی آنکھوں کے سامنے گزرا۔ اسی طرح زیدؓ بن حارثہ کا بچپن اور شباب بھی حضورؐ کے گھر میں گزرا۔ زید حضورؐ کے متبنّٰی تھے اور اس وقت کے دستور کے مطابق ’’زید بن محمد‘‘ مشہور ہوئے۔ حضورؐ کی ہی تجویز اور تحریک پر حضرت زینبؓ سے ان کی تزویج ہوئی۔ حضرت زینبؓ کو زید بن حارثہ کے عربی النسل ہونے کے باوجود آزاد کردہ غلام ہونے کی وجہ سے شادی سے انقباض تھا مگر قرآنی آیت (الاحزاب:37) کے نزول کے بعد مان گئیں۔ مگر پھر زیدؓ کا اُن سے نباہ مشکل ہوگیا اور ایک سال کے بعد ہی دونوں کی راہیں جُدا ہوگئیں۔ جب حضرت زیدؓ نے حضرت زینبؓ کو طلاق دینے کا ارادہ ظاہر کیا تو حضورؐ نے اُنہیں سمجھایا اور ایسا کرنے سے باربار روکا۔ قرآن کریم کی آیت (الاحزاب:38) اس پر گواہ ہے۔ دراصل حضورؐ اخوّت اور مساوات کے اسلامی تصور کو مضبوط کرنا چاہتے تھے اور اسی مقصد کے لیے خاندانِ رسالت سے یہ مثال پیش فرمائی تھی۔ 5 ہجری میں حضرت زیدؓ نے طلاق دے دی۔ عدّت گزرنے کے بعد وحیِ اُلٰہی کے تحت حضورؐ نے حضرت زینبؓ سے نکاح کرلیا۔ بلکہ قرآنی آیت میں اس نکاح کو خدائی فعل قرار دیا

ماہنامہ ’’احمدیہ گزٹ‘‘ کینیڈا نومبر 2012ء میں امریکہ میں بنائی جانے والی شیطانی فلم ’’صحرائی جنگجو‘‘ کے حوالہ سے مکرم محمد عثمان خان صاحب کا کلام شائع ہوا ہے۔ اس نظم میں سے انتخاب پیش ہے:

جس کسی بدبخت نے تخلیق کردی ہے یہ فلم
شانِ نبوی کی حقیقت کا نہیں ہے اس کو علم
چاند پر تھوکے گا جو ، ہوگا وہ خود ہی روسیاہ
کاش! وہ جانے ہے کیا ، شانِ محمد مصطفیٰؐ
ازل سے کچھ اہلِ مغرب کا ہے فرسودہ شعار
کرتے ہیں تضحیکِ نبوی، بےدھڑک اور بار بار
ذہنیت میں ہے تعصّب ، وسعتِ قلبی نہیں
یوں کہو تہذیب ان کے پاس سے گزری نہیں
گالیاں کھاکر دعا دینا، یہ ہے کس کا اصول؟
ایسے موقع پر کبھی نہ بھولیں اُسوۂ رسولؐ
بس دلیل اور عقل سے قائل کریں گے ان کو ہم
دینِ نبویؐ کی طرف مائل کریں گے ان کو ہم

گیا ہے۔ اسی بِنا پر حضرت زینبؓ کہا کرتی تھیں کہ اُن کا نکاح آسمان پر مُنعقد ہوا ہے۔ لیکن اس نکاح کے حوالہ سے ہر اسلام دشمن کتاب میں لازماً کچھ نہ کچھ لکھا گیا ہے۔ اس ویڈیو میں بھی یہی تاثر دیا گیا ہے کہ حضورؐ زینبؓ کے حُسن پر فریفتہ ہوگئے اور زیدؓ نے اُنہیں طلاق دے کر حضورؐ کے لیے آسانی پیدا کر دی۔ اس جھوٹے افسانے میں ذرا بھر صداقت نہیں۔ اگر حضورؐ چاہتے تو پہلے ہی زینبؓ سے نکاح کر سکتے تھے۔ عرب معاشرہ میں ’’بنتِ عم‘‘ سے نکاح نہایت پسندیدہ رشتہ سمجھا جاتا تھا۔ مگر حضورؐ نے خود اُن کی شادی زید بن حارثہ سے کروائی۔ اور حضرت زینبؓ سے علیحدگی کے بعد حضرت زیدؓ کی شادی اُمّ ایمنؓ سے کروادی۔ اُن کے بطن سے اُسامہؓ پیدا ہوئے جن سے حضورؐ کو بہت محبت تھی۔ کُتبِ سیرت میں ہمیں یہ منظر نظر آتا ہے کہ حسنؓ، حسینؓ کے ساتھ اُسامہؓ بھی ایک کمبل میں لپٹے ہوئے حضورؐ کی گود میں بیٹھے کھیل رہے ہیں۔ زیدؓ بن حارثہ اسلامی لشکر کی کمان کرتے ہوئے جنگ موتہ میں شہید ہوگئے تو حضورؐ نے 17 سالہ اُسامہ بن زیدؓ کو اسلامی لشکر کا سپہ سالار مقرر فرمایا اور اُمّ المومنین حضرت عائشہؓ کی اوڑھنی کا پرچم اپنے ہاتھ سے تیار کر کے اُسامہؓ کو دیا۔ یہ کذّاب مفسد فلم ساز، اُن مقدس وجودوں کے تقویٰ، تقدّس اور بلند مقام کو سمجھنے کی استعداد سے محروم ہیں۔

4۔ اُمّ المومنین صفیہ بنتِ حُیَیّ سے نکاح:

ہر موٴرّخ جانتا ہے کہ مدینہ اور خیبر کے یہود اسلام کے بدترین دشمن تھے جنہوں نے کفّار مکہ کو مسلمانوں کے خلاف جنگوں پر اُبھارا اور جنگِ خندق کے موقع پر مدینہ کے اندر سے مسلمانوں کی پشت میں خنجر گھونپنے کی منصوبہ بندی کی۔ دو یہود قبیلے پہلے ہی جلاوطن ہو چکے تھے۔ تیسرے کو اُن کے اپنے مقرر کیے ہوئے حَکَم نے سزا سنائی۔ اس کے بعد بھی سکون نہ ہوا اور خیبر کے یہود مزید سرگرم ہوگئے۔ خیبر میں ان کے متعدد مضبوط قلعے تھے جو 7 ہجری میں جنگ خیبر میں مسلمانوں کے قبضے میں آ گئے اور ان کے عمائدین جنگی معرکوں میں مارے گئے۔ اس وقت کے آئینِ جنگ کے مطابق عورتیں قیدی بنالی گئیں۔ خیبر کا سب سے مضبوط قلعہ قموص بھی اسی انجام کو پہنچا۔ قلعہ کا رئیس کنانہ بن الربیع جو حضرت صفیہؓ کا شوہر تھا مارا گیا۔ حضرت صفیہؓ اور ان کی کزن قیدی بنالی گئیں اور رواج کے مطابق قیدی اہل لشکر میں تقسیم ہوئے تو صفیہؓ دحیہ کلبی کے حصہ میں آئیں۔ کسی نے حضور ﷺ کی خدمت میں عرض کیا کہ صفیہ دَدھیال اور ننھیال دونوں طرف سے یہود کے دو قبائل بنونضیر اور بنو قریظہ کی شہزادی ہیں وہ حضورؐ کے لائق ہیں۔ ان کے لیے کنیز بن جانا بڑی ذلّت ہے۔ حضورؐ نے اُنہیں بلا کر آزاد کر دیا اور کہا کہ اگر وہ اپنے لوگوں میں واپس خیبر جانا چاہتی ہیں تو ایسا کر لیں۔ اگر پسند کریں تو حضورؐ سے نکاح کر سکتی ہیں۔ حضرت صفیہؓ نے اپنی مرضی سے حضورؐ کے نکاح میں آنا پسند کیا۔ حضورؐ سے نکاح کے بعد اُن کے قبیلے کے ریاستِ مدینہ سے خوشگوار تعلقات استوار ہوگئے اور یہود اپنی ریشہ دوانیوں سے دستکش ہوگئے۔ یہاں تک کہ بعض یہود نے مدینہ میں بود و باش اختیار کر لی۔ نیز خیبر و فدک کے یہود سے بھی معاہدات ہوگئے اور امن کی فضا قائم ہوگئی۔

ان حقائق کے برعکس، اس ظالم فلمساز نے یہ منظر پیش کیا ہے کہ صفیہؓ کے شوہر کنانہ بن الربیع کو رسیوں میں جکڑ کر کسی ستون یا درخت سے باندھا گیا اور حضورؐ کے حکم پر اُسے صفیہؓ کے سامنے قتل کر دیا گیا۔ حالانکہ مستند کتابوں میں یہ واقعہ بھی درج ہے کہ حضرت بلالؓ، صفیہؓ اور قیدی عورتوں کو میدان جنگ سے گزار کر لے آئے جہاں اُن کے اعزہ و اقارب کی لاشیں پڑی تھیں۔ اس منظر کے باوجود حضرت صفیہؓ نے سکوت اور تحمّل کا مظاہرہ فرمایا مگر دوسری عورتوں نے جزع فزع اور واویلا کیا۔ اس کا علم ہونے پر حضورؐ نے جنابِ بلالؓ کو ان الفاظ میں سرزنش کی: ’’خدا نے تمہارے دل کو کب رحم کے جذبات سے محروم کر دیا ہے۔ تم ان عورتوں کو میدانِ جنگ کے بیچ سے کیوں گزار کر لائے ہو!‘‘ جس مقدس رسولؐ کا قلبِ مُطہّر اتنا نرم اور حسّاس ہو وہ ہرگز کسی بیوی کے سامنے اُس کے شوہر کو رسیوں سے باندھ کر قتل نہیں کروا سکتا۔

حضورؐ کی ازواج کو ’اُمّہات المومنین‘ قرار دیا گیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اُن مقدس خواتینِ مبارکہ کی ذرا سی توہین بھی ہمارے لیے ناقابل برداشت ہو جاتی ہے۔ چونکہ اُمّہات المومنین نے اُمّت کی تربیت و اصلاح کرنا تھی اس لیے حرم نبویؐ میں حضرت نبی کریم ﷺ نے محبت و دلداری کے ساتھ ساتھ، اُمّہات المومنین کی تربیت و اصلاح پر بھی نظر رکھی۔ چنانچہ ایک مرتبہ، حضرت حفصہؓ نے حضرت صفیہؓ کو ’یہود کی بیٹی‘ کہہ کر بلایا۔ حضرت صفیہؓ نے رو کر حضورؐ سے شکایت کی۔ حضورؐ نے صفیہؓ کی دلداری کرتے ہوئے فرمایا کہ ہارونؑ تمہارے باپ ہیں۔ موسیٰؑ تمہارے چچا ہیں اور محمد رسول اللہؐ تمہارے شوہر ہیں۔ ان میں ایسی کیا فضیلت ہے کہ تم سے حقارت سے پیش آئیں۔ اس کے بعد حضرت حفصہؓ کو نصیحت فرمائی کہ خُدا سے ڈرو!

ایک اور موقع پر حضرت عائشہؓ نے حضرت صفیہؓ کے قد و قامت کے متعلق کوئی جملہ کہا تو حضور ﷺ کو یہ بات پسند نہ آئی اور حضور ﷺ نے ناراضگی کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا: ’’تم نے ایسی بات کہی ہے کہ اگر اُسے سمندر میں ڈالا جائے اُسے بھی گدلا کر دے‘‘۔ پس یہ گریہ اور ماتم کا مقام ہے کہ عقل کے اندھوں کو اس مقدس و مطہر ماحول میں جنسی لذّت کی تسکین کے علاوہ کچھ بھی نظر نہیں آتا۔

ناپاک فلم پر ردّ عمل کا تجزیہ

جس مسلمان نے بھی اس ناپاک فلم کو دیکھا اُس کے دل پر چھریاں چل گئیں۔ جس نے اس کا ذکر سُنا وہ تڑپ اُٹھا۔ احتجاج ریکارڈ کرانا ان کا حق تھا۔ افسوس کہ پُر امن احتجاج کی بجائے اکثر جگہ مظاہرین حدود سے تجاوز کر گئے اور قریباً 20 ملکوں میں 26 لوگ مارے گئے۔ قاہرہ میں مشتعل مظاہرین امریکی سفارت خانہ کی دیواریں توڑ کر اندر داخل ہوگئے۔ لیبیا میں انصار الشریعہ کے جنگجوؤں نے امریکی سفیر Chris Stevens اور تین دیگر سفارتکار قتل کر دیے۔

پاکستان میں مشتعل مظاہرین نے 76 بلین روپے کی نجی اور سرکاری املاک برباد کی۔ پولیس کی گاڑیاں نذرِ آتش کر دیں، بنکوں اور ATM مشینوں کو توڑ کر لُوٹ مار کی، دکانوں کے شٹر توڑ کر جو کچھ ان ’عاشقانِ رسول‘ کے ہاتھ لگا ’تبرّک‘ سمجھ کر لے اُڑے! کراچی میں 5 اور پشاور میں 2 سینما گھر اور ایک چرچ جلا دیے گئے اور ان کا سامان ’مالِ غنیمت‘ قرار پایا۔ مرکزی وزیر غلام احمد بلور نے اس فلم کے فلمساز کو قتل کرنے والے کو ایک لاکھ ڈالر اپنی جیبِ خاص سے دینے کا اعلان کیا۔ نیز بعض علمائے سوء نے تیسری عالمگیر جنگ چھیڑنے اور ایٹم بم چلانے کی دھمکی بھی دی۔

آزادیٔ اظہار اور دوہرا معیار

نکولا کی اس ناپاک فلم کو مسلم ممالک کے مظاہرین نے ضبط کرنے اور فلم کو بنانے والوں کا محاسبہ کرنے کا مطالبہ کیا۔ اقوام متحدہ میں مسلم لیڈروں نے توہینِ رسالت کی روک تھام کے لیے قانون سازی کرنے کا مطالبہ بھی کیا۔ صدر اوبامہ اور امریکی حُکّام نے اس حوالہ سے امریکی پوزیشن واضح کرنے کی کوشش کی اور صدر اوبامہ نے اقوام متحدہ میں تقریر کرتے ہوئے اس فلم کی مذمّت کی۔ اسے ایک ظالمانہ اور گھٹیا فعل قرار دیا مگر ساتھ ہی کہا کہ آزادیٔ اظہار کے قانون کی وجہ سے اُن کے ہاتھ بندھے ہوئے ہیں اس لیے اس فلم پر نہ پابندی عائد کی جاسکتی ہے اور نہ ہی اسے یوٹیوب سے نکالا جا سکتا ہے۔ مغربی ممالک میں بھی کم و بیش یہی صورتِ حال تھی بلکہ بعض مغربی ممالک ’’آزادیٔ اظہار‘‘ کے حوالے سے زیادہ جارحانہ پوزیشن رکھتے ہیں۔ چنانچہ اس فلم کے بعد فرانس کے ایک رسالہ Charlie Hebdo نے حضرت نبی کریم ﷺ کی توہین پر مشتمل نئے کارٹون شائع کیے اور اس کے ایڈیٹر نے ڈھٹائی سے کام لیتے ہوئے کہا کہ ’’مَیں فرانس کے قانون کے ماتحت رہتا ہوں، قرآن کی شریعت کے ماتحت نہیں‘‘۔ ان خاکوں کے حوالہ سے فرانسیسی حکومت نے بھی جارحانہ پوزیشن اختیار کی اور کہا کہ یہاں کسی بین الاقوامی قانون کو لاگو نہیں کیا جائے گا کیونکہ دوسرے مذاہب کے احترام کی طرح، آزادیٔ اظہار اور سیکولرازم فرانس کے بنیادی اصول ہیں۔

محسوس یہی ہوتا ہے کہ ’آزادیٔ اظہار‘ کی برق صرف اسلام اور مسلمانوں پر گرتی ہے۔ اسی قانون میں دوسرے مذاہب اور ان کے پیروکاروں کے لیے نرمی کی گنجائش نکال لی جاتی ہے۔ ’ہالوکاسٹ‘ کے سانحے پر ’ایمان‘ لانا تورات کا مطالبہ نہیں، مسلمان بھی اس کی مُذمّت کرتے ہیں۔ مگر یورپ اور امریکہ میں اس کا انکار یا اس کے بارہ میں شک و شبہ کا اظہار جُرم ہے جس کی سزا قید اور جُرمانہ ہے۔ مغربی میڈیا اور گوگل وغیرہ احتجاج اور دباؤ کے زیر اثر ’ناپسندیدہ‘ مواد ہٹا بھی لیتے ہیں۔ سطحِ سمندر پر چلنا حضرت عیسیٰؑ کا ایک مشہور معجزہ ہے جس کا تین اناجیل میں ذکر موجود ہے۔ (متی باب 14 آیات 26 و 27، مرقس باب 6 آیت 47، یوحنا باب 6 آیت 19)۔ جب ’’انرجی ڈرنک‘‘ کے ایک اشتہار میں حضرت عیسیٰؑ کو پانی پر چلتا دکھایا گیا جس میں اُن کا ساتھی کہہ رہا تھا کہ یہ اس لیے پانی پر چل رہے ہیں کہ انہوں نے فلاں شراب پی ہوئی ہے۔ اس پر شدید احتجاج ہوا اور اس دباؤ کے زیر اثر یہ اشتہار ہٹا لیا گیا۔ وہاں کسی نے آزادیٔ اِظہار کا نام تک نہیں لیا۔ حالانکہ نکولا کی اشتعال انگیز فلم کے مقابلے میں یہ اشتہار ایک معمولی چیز ہے۔ پھر ایک اور اشتہار میں ایک حاملہ راہبہ (Nun) کو آئس کریم کھاتے ہوئے دکھایا گیا تھا۔ چونکہ ہر نن کو عقیدت کی نظر سے دیکھا جاتا ہے اور عقیدتاً اُسے حضرت عیسیٰؑ کی روحانی منسوبہ سمجھا جاتا ہے۔ چنانچہ اس اشتہار پر بھی عیسائی دنیا میں احتجاج ہوا تو یہ اشتہار بھی واپس لے لیا گیا اور کسی نے آزادیٔ اِظہار کی دلیل نہیں دی۔ یہ ’آزاد‘ اور ’مہذب‘ مغربی دنیا کے دوہرے معیار کا المیہ ہے۔

امریکی قانون کے مطابق اگر کسی سینما یا تھیٹر میں لفظ ’Fire‘ بآواز بلند کہہ دیا جائے تو یہ ایک ایسا جُرم ہے جس پر پولیس حرکت میں آجاتی ہے۔ صرف اس بنا پر کہ یہ لفظ کہنے سے لوگ مضطرب ہو کر دوڑ پڑیں گے۔ مگر ایک ایسی ناپاک فلم کو آزادیٔ اِظہار کے نام پر نظرانداز کر دیا جاتا ہے جس سے دنیا کے 56 ممالک میں بسنے والے ڈیڑھ بلین مسلمانوں کے تن بدن میں آگ لگ گئی۔

امریکہ کا آئین 1787ء میں لکھا گیا۔ اس میں اب تک 27 ترامیم کی جا چکی ہیں۔ آخری ترمیم کی توثیق 7 مئی 1992ء کو کی گئی۔ پہلی دس ترامیم، جن میں آزادیٔ اظہار کی ترمیم بھی شامل ہے، Bill of Rights کہلاتی ہیں۔ اگر عوامی نمائندے چاہیں تو انبیاء کی توہین کو جُرم قرار دیے جانے کی ترمیم کو بھی آئین کا حصہ بنایا جا سکتا ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ کی ہدایات

اس فلم سے متعلق عالمِ اسلام سے چند معتدل آوازیں بھی بلند ہوئیں۔ مثلاً سعودی عرب کے مفتیٔ اعظم نے کہا کہ احتجاج کے نام پر امریکی سفارت خانوں پر حملے غیر اسلامی فعل ہیں۔ مفکر جناب جاوید غامدی نے نصیحت کی کہ صبر کے ساتھ اس مسئلہ کا جائزہ لینا چاہیے اور امن کے دائرہ میں رہ کر احتجاج کرنا چاہیے۔ تشدّد اور قانون شکنی سے ہمارے دین اور ہمارے کاز کو نقصان پہنچے گا۔ ملائشیا کی 16 غیر سرکاری تنظیموں کے ایک وفد نے امریکی سفارت خانے میں جا کر واضح کیا کہ اسلام کی یہ توہین ناقابلِ قبول ہے۔

اس موقع پر محبت رسول ﷺ سے سرشار حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کے دل نے بڑے سوز و گداز سے اپنے خطبات میں اُمّت مسلمہ کو متوجہ کرتے ہوئے درج ذیل نصائح فرمائیں:

= صبر و تحمل کے ساتھ پُر امن احتجاج مسلمانوں کا حق ہے۔ قانون کو ہاتھ میں لیے بغیر احتجاج کیا جائے۔

= حضرت نبی کریم ﷺ کی ذاتِ اقدس پر کثرت سے درود و سلام بھیجا جائے۔

= رسول کریم ﷺ کی حیاتِ طیبہ کے تعارف کے لیے سیرت نبویؐ کے موضوع پر لٹریچر کی وسیع پیمانے پر اشاعت کی جائے۔ (حضورؓ نے حضرت مصلح موعودؓ کی تصنیف ’’لائف آف محمد ﷺ‘‘ اور حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ کی کتاب ’’سیرت خاتم النبیین ﷺ‘‘ کا ذکر بھی فرمایا۔)

= سیرت النبی ﷺ پر کثرت سے جلسے، سیمینار اور انٹر فیتھ پروگرامز کا انعقاد کیا جائے۔

= مخالفین کی طرف سے پھیلائی جانے والی غلط فہمیوں کا ازالہ کرنے کے لیے اخبارات و رسائل میں تحقیقی مضامین اور اعتراضات کا ردّ لکھا جائے۔

= انٹرنیٹ اور دیگر ذرائع ابلاغ پر حضرت نبی کریم ﷺ کی سیرت طیبہ کے حوالے سے مواد ڈالا جائے۔

اس کے علاوہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے ایک خطبہ جمعہ میں دنیا کے مشہور مفکرین، مصنفین اور لیڈروں کے اُن اقوال اور اقتباسات کو یکجا فرمایا جن میں آنحضور ﷺ کو خراجِ عقیدت پیش کیا گیا ہے۔ نیز حضور نے احمدی وکلاء کو ’’آزادیٔ اظہار‘‘ کے قانون کا تنقیدی جائزہ لینے کی طرف متوجہ کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ جائزہ لیں کہ حضور ﷺ کی عزت و ناموس کے تحفظ کے لیے کیا اقدامات کیے جا سکتے ہیں۔ حضور نے مختلف ممالک کے احمدی وکلاء کے درمیان اس مواد کا تبادلہ کر کے ایک متفقہ لائحہ عمل تیار کرنے کا بھی ارشاد فرمایا۔ نیز ایک خطبہ جمعہ میں حضور انور نے مختلف ممالک کے اُن احمدیوں کو جو سیاستدانوں اور اربابِ حکومت کے قریب ہیں یہ ہدایت فرمائی کہ وہ اپنا اثر و رسوخ استعمال کرتے ہوئے بین الاقوامی سطح پر ناموس رسالتؐ کے تحفظ کے لیے آزادیٔ اظہار کے قانون میں ترمیم و اصلاح کی گنجائش نکالنے کے لیے جدّ و جہد کریں۔

Muslim Television Ahmadiyya
Weekly Programme Guide

April 05, 2019 – April 11, 2019

Please Note that programme and timings may change without prior notice. All times are given in Greenwich Mean Time.
For more information please phone on +44 20 3875 6040

Friday April 05, 2019

00:10 World News
00:30 Tilawat & Dars-e-Malfoozat
00:55 Yassarnal Qur'an: Lesson no. 10.
01:20 Ijtema Khuddamul Ahmadiyya UK: Recorded on June 14, 2015.
02:05 In His Own Words: 'The Will'.
02:40 Spanish Service
03:25 Pushto Muzakarah: Programme no. 26.
04:05 Quran Class: Surah Al Hajj, verses 50 - 65 by Khalifatul-Masih IV (ra). Rec. February 11, 1997.
05:25 Ashab-e-Ahmad (as): the life of Hazrat Ghulam Mujtaba Chini (ra).
06:00 Tilawat & Dars-e-Hadith
06:30 Yassarnal Qur'an: Lesson no. 19.
06:55 Beacon Of Truth: Recorded on March 11, 2018.
08:30 Masih Hindustan Main: Programme no. 09
09:05 Huzoor's (aba) Interview By Dutch Press: Recorded on October 05, 2015.
09:55 In His Own Words
10:25 Islam Ahmadiyya In America
10:55 Deeni-O-Fiqahi Masail: Shabb-e-Mairaj Special.
11:30 Live From Baitul Futuh Mosque
12:00 Live Friday Sermon
13:00 Live From Baitul Futuh Mosque
13:30 Tilawat & The Holy Qur'an And Astronomy
14:30 Shotter Shondhane: Rec. March 28, 2019. Part 2.
16:30 Friday Sermon [R]
17:40 The Life Of Holy Prophet Muhammad (SAW)
18:00 World News
18:20 Tilawat
18:30 Beacon Of Truth [R]
19:30 Huzoor's(aba) Interview By Dutch Press [R]
20:00 World News
20:15 Tilawat: Surah Al-Baqarah, verses 193-217.
20:40 Deeni-O-Fiqahi Masail [R]
21:30 Friday Sermon [R]
23:25 Masih Hindustan Main

Saturday April 06, 2019

00:00 World News
00:30 Tilawat
00:40 Islam Ahmadiyya In America
01:15 Yassarnal Qur'an
01:40 Huzoor's (aba) Interview By Dutch Press
02:30 In His Own Words
03:00 Beacon Of Truth: Recorded on March 11, 2018.
04:00 Friday Sermon: Recorded on April 5, 2019.
05:20 Deeni-O-Fiqahi Masail
06:00 Tilawat & Dars-e-Hadith
06:35 Al-Tarteel: Lesson no. 15.
07:05 Islami Mahino Ka Ta'aruf: Programme no. 01.
07:30 Open Forum
08:05 International Jama'at News
09:00 Friday Sermon: Recorded on April 5, 2019.
10:10 In His Own Words: 'The Heavenly Decree'.
10:40 Dua-e-Mustaja'ab: Programme no. 16.
11:10 Indonesian Service
12:15 Tilawat &Al-Tarteel
13:00 Live Intikhab-e-Sukhan
14:05 Shotter Shondhane: Rec. March 29, 2019. Part 1.
15:15 Khazain-ul-Mahdi (as): Programme no. 2.
16:00 Live Rah-e-Huda
17:35 Al-Tarteel
18:00 World News
18:30 Islami Mahino Ka Ta'aruf [R]
19:00 Open Forum [R]
19:30 Dua-e-Mustaja'ab [R]
20:00 Huzoor's (aba) Jalsa Salana Australia Address: Recorded on October 6, 2013.
21:00 International Jama'at News
22:30 Friday Sermon [R]

Sunday April 07, 2019

00:00 World News
00:20 Tilawat & Dars-e-Hadith
01:00 Al-Tarteel
01:30 Huzoor's (aba) Jalsa Australia Address 2013
02:30 In His Own Words
03:05 Islami Mahino Ka Ta'aruf
03:30 Open Forum
04:00 Friday Sermon: Recorded on April 5, 2019.
05:10 Khazain-ul-Mahdi (as)
06:00 Tilawat & Dars-e-Hadith
06:30 Yassarnal Qur'an: Lesson no. 19.
07:00 Rah-e-Huda: Recorded on April 6, 2019.
08:35 Roots To Branches: Programme no. 09.
09:05 Gulshan-e-Waqfe Nau Lajna: Rec. April 23, 2017.
10:10 In His Own Words: 'The Heavenly Decree'.
10:40 Aao Urdu Seekhain: Programme no. 9.
11:00 Indonesian Service
12:05 Tilawat & Dars-e-Hadith [R]
12:35 Yassarnal Qur'an [R]
13:00 Friday Sermon: Recorded on April 5, 2019.
14:10 Shotter Shondhane: Rec. March 29, 2019. Part 2.
15:15 Gulshan-e-Waqfe Nau Lajna 2017 [R]
16:20 In His Own Words [R]
16:50 Seekers Of Treasure
17:35 Yassarnal Qur'an [R]
18:00 World News
18:20 Tilawat: Surah Al-Baqarah, verses 236-253.
18:35 Story Time: Programme no. 62.
19:00 Beacon Of Truth
20:00 Gulshan-e-Waqfe Nau Lajna 2017 [R]
21:05 In His Own Words: Programme no. 14.
21:30 Ghazwat-e-Nab (SAW): Programme no. 07.
22:30 Friday Sermon [R]

Monday April 08, 2019

00:05 World News
00:25 Tilawat & Dars-e-Hadith
00:45 Yassarnal Qur'an
01:10 Gulshan-e-Waqfe Nau Lajna 2017
02:15 In His Own Words
02:45 Ghazwat-e-Nabi (SAW)
03:40 Friday Sermon: Recorded on April 5, 2019.
04:50 Seekers Of Treasure
06:00 Tilawat & Dars-e-Hadith
06:25 Al-Tarteel: Lesson no. 19.
06:55 Rencontre Avec Les Francophones: Session no. 33. Recorded on June 8, 1998.
08:00 Seerat Hazrat Masih-e-Ma'ood (as)
08:20 Jalsa Salana Speeches: Rec. December 28, 2018.
08:50 Huzoor's (aba) Tour of Holland 2015: Recorded on October 9, 2015.
09:40 In His Own Words: 'Blessings Of Prayer'.
10:25 Swahili Service: Programme no. 34.
10:55 Friday Sermon: Recorded on October 26, 2018.
12:00 Tilawat & Dars-e-Hadith [R]
12:25 Al-Tarteel [R]
13:00 Friday Sermon: Recorded on April 26, 2013.
13:50 Shotter Shondhane
14:55 Huzoor's (aba) Tour of Holland 2015 [R]
15:45 In His Own Words [R]
16:30 International Jama'at News
17:20 Al-Tarteel [R]
18:00 World News
18:15 Tilawat: Surah Al-Baqarah, verses 254-267.
18:30 Somali Service: Programme no. 9.
19:05 Jalsa Salana Speeches: Rec. December 28, 2018.
20:05 Huzoor's (aba) Tour of Holland 2015 [R]
20:50 In His Own Words [R]
21:25 Qur'anic Archaeology: Programme no. 07.
22:05 History Of Khilafat
22:30 Rencontre Avec Les Francophones [R]
23:35 Seerat Hazrat Masih-e-Ma'ood (as) [R]

Tuesday April 09, 2019

00:00 World News
00:20 Tilawat & Dars-e-Hadith
00:50 Al-Tarteel
01:25 Huzoor's (aba(Tour of Holland 2015
02:15 In His Own Words
03:00 International Jama'at News
03:50 Rencontre Avec Les Francophones
05:10 Seerat Hazrat Masih-e-Ma'ood (as)
05:30 Jalsa Salana Speeches
06:00 Tilawat
06:15 Dars-e-Malfoozat: 'the need for Prophets'.
06:30 Yassarnal Qur'an: Lesson no. 20.
07:00 Liqa Maal Arab: Recorded on July 11, 1996.
08:05 Story Time: Programme no. 63.
09:00 Gulshan-e-Waqfe Nau Lajna: Recorded on April 23, 2017 in Baitus Sabuh, Frankfurt, Germany.
10:05 In His Own Words: 'The Blessings Of Prayer'.
10:30 Kasre Saleeb: Programme no. 21.
11:05 Indonesian Service
12:10 Tilawat & Dars-e-Malfoozat [R]
12:35 Yassarnal Qur'an [R]
13:00 Friday Sermon: Recorded on April 5, 2019.
14:00 Shotter Shondhane: Rec. March 30, 2019. Part 2.
15:05 Gulshan-e-Waqfe Nau Lajna 2017 [R]
16:10 In His Own Words [R]
16:40 Beacon Of Truth
17:30 Yassarnal Qur'an [R]
17:50 Hazrat Khalifatul-Masih V (may Allah be his Helper): the fifth successor of the Promised Messiah (as).
18:00 World News
18:20 Tilawat
18:35 Rah-e-Huda: Recorded on April 6, 2019.
20:05 Gulshan-e-Waqfe Nau Lajna 2017 [R]
21:15 In His Own Words [R]
21:45 Kasre Saleeb [R]
22:30 Liqa Maal Arab [R]
23:35 Braheen-e-Ahmadiyya: the book written by the Promised Messiah (as).

Wednesday April 10, 2019

00:10 World News
00:30 Tilawat & Dars-e-Malfoozat
01:00 Yassarnal Qur'an
01:20 Hazrat Khalifatul-Masih V (may Allah be his Helper)
01:30 Gulshan-e-Waqfe Nau Lajna 2017
02:35 In His Own Words
03:05 Beacon Of Truth
04:05 Liqa Maal Arab
05:10 Jamia Kasauti Competition
06:00 Tilawat & Aao Husne Yar Ki Baatain Karain
06:35 Al-Tarteel: Lesson no. 19.
07:10 Question And Answer Session: Recorded on January 12, 1996.
07:45 The Prophecy Of Khilafat: exploring the hadith which prophecies the re-establishment of Khilafat on the precepts of prophethood.
08:05 Qisas-ul-Ambiyaa: Programme no. 04.
09:00 Baitul Wahid Mosque Inauguration: Recorded on May 27, 2015.
10:25 Deeni-O-Fiqahi Masail: Shabb-e-Mairaj Special.
10:55 Indonesian Service
12:00 Tilawat [R]
12:25 Al-Tarteel [R]
13:00 Friday Sermon: Recorded on March 22, 2019.
14:10 Shotter Shondhane
15:15 Baitul Wahid Mosque Inauguration 2015 [R]
17:25 Al-Tarteel [R]
18:00 World News
18:20 Tilawat: Surah Aale-Imraan, verses 1-29.
18:35 French Service: Programme no. 12.
19:30 Deeni-O-Fiqahi Masail
20:00 Baitul Wahid Mosque Inauguration 2015 [R]
21:25 Moshaa'irah
22:30 Question And Answer Session: Recorded on January 12, 1996.
23:05 The Prophecy Of Khilafat [R]

Thursday April 11, 2019

00:00 World News
00:20 Tilawat & Aao Husne Yar Ki Baatain Karain
00:55 Al-Tarteel
01:30 Baitul Wahid Mosque Inauguration 2015
03:00 Qisas-ul-Ambiyaa: Programme no. 4.
04:00 Question And Answer Session
04:35 The Prophecy Of Khilafat
04:55 Moshaa'irah
05:55 Hunarmand Pakistan: Programme no. 04.
06:00 Tilawat & Dars-e-Malfoozat
06:30 Yassarnal Qur'an: Lesson no. 20.
07:00 Quran Class: Recorded on March 05, 1997.
08:00 Islamic Jurisprudence
09:00 Baitul Ikram Mosque: Rec. February 20, 2016.
10:05 In His Own Words: 'A Message of Peace'.
10:35 Ashab-e-Ahmad (as): the life of Hazrat Sardar Imam Bakhsh (ra).
11:10 Japanese Service: Programme no. 07.
11:35 Hazrat Masih Nasiri Ka Asal Pegham
12:00 Tilawat & Dars-e-Malfoozat [R]
12:30 Yassarnal Qur'an [R]
13:00 Friday Sermon: Recorded on April 5, 2019.
14:05 Islamic Jurisprudence [R]
15:00 In His Own Words [R]
15:30 Persian Service: Programme no. 79.
16:00 Friday Sermon [R]
17:05 Qur'an Sab Se Acha
17:35 Yassarnal Qur'an [R]
18:00 World News
18:15 Tilawat: Surah Aale-Imraan, verses 30-60.
18:30 Ashab-e-Ahmad (as) [R]
19:05 Open Forum
19:35 Hazrat Masih Nasiri Ka Asal Pegham [R]
20:00 Friday Sermon: Recorded on March 29, 2019
21:05 In His Own Words & Qur'an Sab Se Acha
22:20 Quran Class [R]
23:25 Roots To Branches

**Please note MTA2 will be showing French service at 16:00, German service at 17:00 (GMT) & LIVE Turkish Service will be shown at 18:30 (Saturdays only).*

Translations for Huzoor's (may Allah be his Helper) Programmes are available.
Prepared by the MTA Scheduling Department.

Al Fazl International Weekly, London

TAHIR HOUSE - 22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611
Email:info@alfazlintl.org

Vol 26 Friday 05 April 2019 Issue No. 14

حقیقی اور دائمی امن عالم کا قیام

☆... اگرچہ ہم سب دنیا کے بگڑتے حالات سے واقف ہیں لیکن بہت سے لوگوں کو اس بات کا ادراک نہیں ہے کہ بعض ملکوں کے آپس کے تعلقات کس حد تک کشیدہ ہو چکے ہیں اور یہ کہ اس کشیدگی کے کتنے تباہ کن اثرات مترتب ہو سکتے ہیں ☆... باوجود اس کے کہ دنیا میں اس وقت اتنے ایٹمی ہتھیار موجود ہیں جو چند گھنٹوں میں انسانی تہذیب کو صفحۂ ہستی سے مٹانے کے لیے کافی ہیں یہ بات انتہائی حیرت انگیز ہے کہ ایٹمی جنگ کے اندیشے کی طرف دنیا کی توجہ بہت کم ہے ☆... ہتھیاروں کا عدم پھیلاؤ تو عوامی دباؤ کے نتیجہ میں ہی ممکن ہو سکتا ہے۔ یعنی جب 'انسانیت' کی آواز کے سامنے اسلحہ کے تاجروں اور جنگ پر ہر وقت آمادہ دنیوی حکمرانوں کی آواز دب جائے ☆... ضروری ہے کہ قومیں اور ان کے لیڈر اپنی توجہ صرف اپنے ملکی مفادات پر مرکوز رکھنے کی بجائے عالمی مفادات کو پیش نظر رکھیں ☆... ہر فریق کو برداشت کی روح کے ساتھ دنیا میں پائیدار امن کے فروغ جیسے مشترکہ مقصد کے لیے کوشش کرنی چاہیے ☆... ایسی جنگ کا کوئی فاتح نہیں ہو سکتا جو سب مل کر اپنے ہی خلاف لڑ رہے ہوں۔ بالخصوص اگر وہ ایٹمی ہتھیاروں کے استعمال پر منتج ہو اس امکان کو رد بھی نہیں کیا جا سکتا ☆... اگر ہم عصر حاضر کے چیدہ چیدہ مسائل کا سرسری جائزہ بھی لیں تو یہ بات واضح ہو جائے گی کہ دنیا تباہی کی طرف بڑھ رہی ہے ☆... پس دنیا ایک ایسے برے دائرے میں الجھ چکی ہے جس میں ایک تنازعہ دوسرے تنازعہ کو جنم دے رہا ہے کیونکہ آپس کی دشمنیاں اور نفرتیں پہلے سے زیادہ گہری ہوتی جا رہی ہیں ☆... پناہ گزینوں کے مسئلہ کا دیرپا حل یہی ہے کہ جنگ سے متاثرہ ممالک میں امن قائم کیا جائے اور وہاں پر مجبوری کی حالت میں خوف اور تنگ دستی کے ساتھ زندگی گزارنے پر مجبور عوام کی مدد کی جائے تا کہ وہ اپنے پیروں پر کھڑے ہوں اور سکون کے ساتھ زندگی گزار سکیں ☆... اسلامی نقطۂ نظر کی رو سے ہمیں تمام دُنیا کو متحد کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ کرنسی کے اعتبار سے بھی ساری دنیا کو یکجا ہو جانا چاہیے۔ اسی طرح کاروبار اور تجارتی لحاظ سے بھی دنیا کو ایک ہو جانا چاہیے۔ پھر آزادانہ نقل و حرکت اور امیگریشن کے لحاظ سے بھی موزوں اور قابل عمل پالیسیاں بنی چاہئیں تا کہ ساری دنیا ایک ہو جائے ☆... اسلامی تعلیمات کی روشنی میں امن کے قیام کا ایک بنیادی تقاضا یہ ہے کہ قومیں ایک دوسرے کے ساتھ عدل کا سلوک روا رکھیں ☆... طاقتور قومیں بجائے اپنی دولت اور وسائل پر مطمئن رہنے کے اپنی طاقت کے بل بوتے پر غریب ممالک کو اپنے زیر نگیں کرنے کی کوشش کرتی ہیں ☆... ہمیں اپنی ساری طاقتیں اور قوتیں امن کے قیام میں صرف کرنی چاہئیں

9/مارچ 2019ء کو جماعت احمدیہ برطانیہ کے زیرِ اہتمام مسجد بیت الفتوح مورڈن میں ہونے والے سولھویں نیشنل پیس سمپوزیم کے موقع پر

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے معرکہ آرا صدارتی خطاب کا اردو ترجمہ

(اس خطاب کا اردو ترجمہ ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، معزز مہمانان، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

ہر سال جماعت احمدیہ مسلمہ اس پیس سمپوزیم کا انعقاد کرتی ہے جس میں عصر حاضر کے مسائل اور دنیا کی عمومی صورتحال کا جائزہ لیا جاتا ہے اور میں ان مسائل کا اسلامی تعلیمات کی روشنی میں حل پیش کرنے کی کوشش کرتا ہوں۔ جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ اس تقریب کے عالمی سطح پر کیا اثرات مترتب ہوتے ہیں میں پہلے بھی کہہ چکا ہوں کہ اس کا مجھے علم نہیں، تاہم قطع نظر اس سے کہ اس کا باقی دنیا پر کیا اثر ہے، ہم امن اور عدل کے قیام اور فروغ کے سلسلہ میں اپنی کوششوں کو جاری رکھیں گے اور مجھے یقین ہے کہ آپ سب بھی ہماری طرح دنیا میں حقیقی اور پائیدار امن کے قیام کے خواہشمند ہیں۔

یقیناً آپ سب بھی یہ خواہش رکھتے ہوں گے کہ آج کے اس دور میں دنیا کے امن اور سکون کو برباد کر دینے والی جنگوں اور تنازعات کا خاتمہ ہو جائے اور ایک ایسا پُر امن معاشرہ قائم ہو جائے جس میں تمام قومیں ایک دوسرے کے حقوق کا خیال رکھتے ہوئے باہم مل جل کر امن کے ساتھ رہ سکیں۔ مگر یہ ایک انتہائی افسوسناک حقیقت ہے کہ بجایہ کہ جنگوں اور تنازعات سے ہاتھ کھینچا جائے ہر سال اس کے برعکس ہی دیکھنے میں آ رہا ہے۔ جہاں دشمنیاں شدت اختیار کر رہی ہیں اور جنگ کے نئے محاذ کھولے جا رہے ہیں وہاں پہلے سے موجود آپس کی عداوتیں بھی ختم ہوتی دکھائی نہیں دیتیں۔

اگرچہ ہم سب دنیا کے بگڑتے حالات سے واقف ہیں لیکن بہت سے لوگوں کو اس بات کا ادراک نہیں ہے کہ بعض ملکوں کے آپس کے تعلقات کس حد تک کشیدہ ہو چکے ہیں اور یہ کہ اس کشیدگی کے کتنے تباہ کن اثرات مترتب ہو سکتے ہیں۔ مثال کے طور پر Bloomberg Businessweek کے گزشتہ شمارہ میں ایک صحافی Peter Coy لکھتے ہیں:

"باوجود اس کے کہ دنیا میں اس وقت اتنے ایٹمی ہتھیار موجود ہیں جو چند گھنٹوں میں انسانی تہذیب کو صفحۂ ہستی سے مٹانے کے لیے کافی ہیں یہ بات انتہائی حیرت انگیز ہے کہ ایٹمی جنگ کے اندیشے کی طرف دنیا کی توجہ بہت کم ہے... اب جبکہ امریکہ اور روس کے درمیان ہتھیاروں کے عدم پھیلاؤ کا معاہدہ ختم ہو چکا ہے اس جانب خاص توجہ کی ضرورت ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ایٹمی ہتھیاروں کی ایک نئی دَوڑ جنم لے رہی ہے۔ جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ ایک عام انسان اس سلسلہ میں کیا کر سکتا ہے تو ہتھیاروں کا عدم پھیلاؤ تو عوامی دباؤ کے نتیجہ میں ہی ممکن ہو سکتا ہے۔ یعنی جب 'انسانیت' کی آواز کے سامنے اسلحہ کے تاجروں اور جنگ پر ہر وقت آمادہ دنیوی حکمرانوں کی آواز دب جائے۔"

مضمون نگار نے اپنے اس آرٹیکل میں Middlebury Institute of International Studies سے منسلک Nikolai Sokov کی طرف سے جاری کردہ ایک انتباہ کو بھی شامل کیا ہے:

'تمام علامات اس بات کی نشان دہی کر رہی ہیں کہ یورپین ممالک خطرناک حد تک ایٹمی ہتھیاروں اور روایتی جنگی ساز و سامان کی دوڑ میں ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کر رہے ہیں۔'

اس مضمون کے بقیہ حصہ میں اس بات پر زور دیا گیا ہے کہ عالمی سطح پر ہتھیاروں کی ایک نئی دوڑ شروع ہو چکی ہے نیز یہ کہ ایٹمی جنگ کے خطرہ کی نوعیت کو معمولی نہیں سمجھنا چاہیے۔

انڈیا اور پاکستان کے درمیان گزشتہ دنوں اچانک پیدا ہونے والی کشیدہ صورتحال دنیا کے سامنے ہے۔ یہ دونوں ممالک ایٹمی طاقتیں ہیں اور دونوں نے مختلف ممالک کے ساتھ ظاہری یا خفیہ اتحادی معاہدے کر رکھے ہیں جن کی وجہ سے ان کے درمیان ہونے والی کسی بھی جنگ کے ممکنہ نتائج بہت وسیع اور تباہ کن ہوں گے۔

میں بارہا اس امر کا اظہار کر چکا ہوں کہ کچھ ایٹمی طاقتوں کے سربراہ ایٹمی ہتھیاروں کے استعمال کے لیے ہر وقت آمادہ نظر آتے ہیں جس سے محسوس ہوتا ہے کہ شاید انہیں اس کے خوفناک نتائج کا ادراک نہیں۔ یہ ہتھیار نہ صرف ان ممالک کو صفحۂ ہستی سے مٹا دینے کی طاقت رکھتے ہیں جن کے خلاف یہ استعمال کیے جائیں بلکہ ان کا استعمال تو تمام دنیا کے امن اور سلامتی کے لیے خطرہ ہے۔ اس لیے یہ ضروری ہے کہ قومیں اور ان کے لیڈر اپنی توجہ صرف اپنے ملکی مفادات پر مرکوز رکھنے کی بجائے عالمی مفادات کو پیش نظر رکھیں۔ امن کے فروغ کے لیے دیگر ممالک اور گروہوں سے مذاکرات بہت اہمیت کے حامل ہیں۔ ہر فریق کو برداشت کی روح کے ساتھ دنیا میں پائیدار امن کے فروغ جیسے مشترکہ مقصد کے لیے کوشش کرنی چاہیے۔

Spiegel Online کو دیے گئے ایک حالیہ انٹرویو میں جرمنی کے سابقہ وزیر خارجہ Sigmar Gabriel نے خبردار کیا ہے کہ دنیا موجودہ جغرافیائی سیاست کے نتیجہ میں پیدا ہونے والے خطرات کو نظرانداز کر رہی ہے۔ انہوں نے دنیا کے موجودہ حالات کا 1945ء اور 1989ء کے حالات سے موازنہ کرتے ہوئے کہا:

'دنیا کے حالات بڑی تیزی کے ساتھ تبدیل ہو رہے ہیں...... مغرب مختلف گروہوں میں بٹ چکا ہے...... گزشتہ ستر سالوں کے دوران رونما ہونے والی ایک نمایاں تبدیلی یہ ہے کہ پہلے ہم امریکہ پر بطور ایک رہنما ملک اعتماد کر سکتے تھے۔ لیکن آج ہم ایک ایسے دور سے گزر رہے ہیں کہ جب یورپ کو اپنی خود مختاری کی جنگ درپیش ہے۔'

اسی طرح نیویارک ٹائمز کے ایک آرٹیکل میں روس کے سابق رہنما Mikhail Gorbachev نے بیان کیا کہ امریکہ اور روس کے درمیان حالیہ I.N.F.Treaty کے خاتمہ کے نتیجہ میں ایٹمی ہتھیاروں کی ایک نئی دوڑ شروع ہو چکی ہے۔ وہ لکھتے ہیں:

'ہتھیاروں کی ایک نئی کشمکش شروع ہو چکی ہے۔ I.N.F.Treaty کا خاتمہ دنیا میں زور پکڑنے والی عسکریت پسندی (militarisation) کے نتیجہ میں ہونے والا کوئی پہلا واقعہ نہیں۔ اس سے قبل 2002ء میں امریکہ اینٹی بیلسٹک میزائل کے معاہدہ سے پیچھے ہٹ گیا تھا اور اس سال ایران کے ساتھ کیے جانے والے نیوکلیئر (جوہری) ہتھیاروں کے معاہدہ کا ختم ہونا بھی اسی رجحان کا شاخسانہ ہے۔ عسکری اخراجات آسمانوں کو چھونے لگے ہیں اور روز بروز بڑھتے

......باقی صفحہ نمبر 19 پر......